MYSTRIES OF THE
PYRAMIDS OF THE WORLD

اردو زبان میں اہرام عالم کے موضوع پر ایک مبسوط کتاب
جس میں پانچ ہزار سالہ قدیم معمہ ہائے انسانی تاریخ پر روشنی ڈالی گئی ہے

تاریخ و اسرار اہرام عالم

ترجمہ و تحقیق: اخلاق احمد قادری

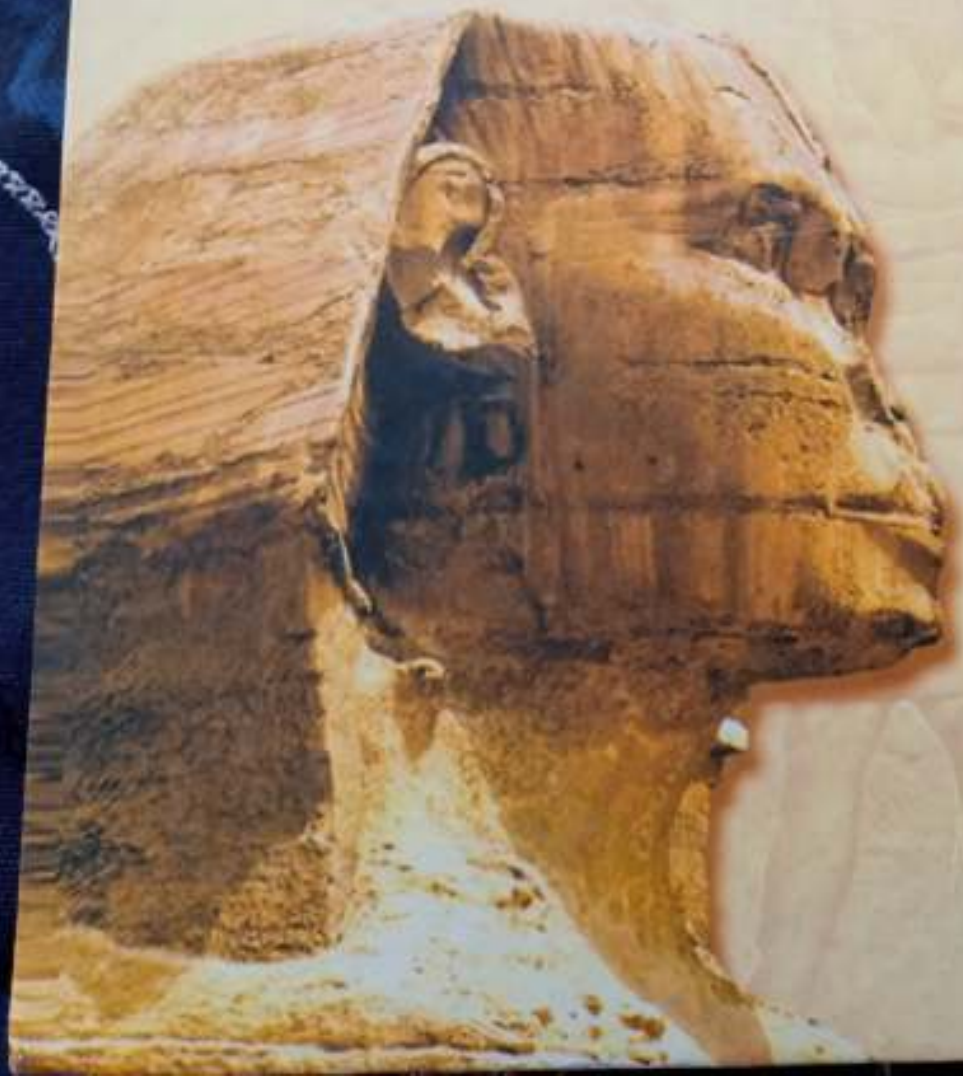

MYSTRIES OF THE PYRAMIDS OF THE WORLD

تاریخ واسرار اہرام عالم

اردو زبان میں اہرام عالم کے موضوع پر
ایک مبسوط کتاب جس میں اس پانچ ہزار سالہ
قدیم معمہ ہائے انسانی تاریخ پر روشنی ڈالی گئی ہے

ترجمہ و تحقیق
اخلاق احمد قادری

بُک فورٹ
ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز
ہاؤس نمبر 9، سٹریٹ نمبر 32، غنی محلّہ، سنت نگر، لاہور

Email: bookfort.zmdin@gmail.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: تاریخ واسرار اہرام عالم

ترجمہ وتحقیق: اخلاق احمد قادری

بار اشاعت: اوّل

سرورق: ریاظ احمد

ناشر: زاہد محی الدین

اشاعت: 2016ء

پرنٹرز: ہاشم اینڈ حماد پریس، لاہور

قیمت: -/500 روپے

ملنے کا پتہ: بک فورٹ، ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز، ہاؤس نمبر 9، سٹریٹ نمبر 32، غنی محلہ، سنت نگر، لاہور۔ فون نمبر: 0300-4931320

Email: bookfort.zmdin@gmail.com

انتساب

انسانی ہاتھوں سے تعمیر کردہ

ان عمارات کے نام

جو گزشتہ ہزاروں سال سے زمین کے سینے

پر موجود اور وقت کو شکست دینے میں کامیاب

ہو چکی ہیں۔

اہرام

اس دشتِ جگر تاب کی خاموش فضا میں

فطرت نے فقط ریت کے ٹیلے کیے تعمیر

اہرام کی عظمت سے نگوں ساز ہیں افلاک

کس ہاتھ نے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر

(علامہ اقبالؔ)

مندرجات

- عنوانات — صفحہ نمبر
- انتساب 3
- تعارف 13
- اہرام مصر 15
- 2686 ق م اہرام جوسر یا زوسر 27

PYRAMID OF DJOSER

- 2645 ق م دفن شدہ اہرام یا اہرام سیخم خت 31

BURIED PYRAMID OF SEKHEMKHET

- 2600 ق م اہرام میدوم 33

PYRAMID OF MEDIUM

- 2600 ق م جھکا ہوا یا خمیدہ اہرام 36

BENT PYRAMID

- 2600 ق م، سرخ اہرام (الھرم الاحمر) 39

RED PYRAMID

- 2560 ق م اہرام خوفو، غزہ کا عظیم تر اہرام 42

GREAT PYRAMID OF GIZA, KHUFU

- اہرامیات اور محققین اور نظریات 65

- اہرام جیفرع 72

DJEDFERE

- اہرام خفرع 75

PYRAMID OF KHIFRA

- ابوالہول SPHINX 78
- ق م 2528 اہرام منکورع 80

PYRAMIF OF MENKAURE

- مصطبۃ الفرعون یا اہرام شپسس کاف 84

PYRAMID OF SHEPSKAF

- 2490 ق م اہرام اسرکاف 86

PYRAMID OF USERKAF

- اہرام ساحورے 89

PYRAMID OF SAHURE

- اہرام نیفرع فرع 92

PYRAMID OF NEFERE-FRE

- اہرام نیفریرکارے 95

PYRAMID OF NEFERIRKARE

- اہرام نیوسرع 99

PYRAMID OF NIUSERR

- 2400 ق م اہرام جیڈ کارع ایسیسی 102

PYRAMID OF DJEDKARE-ISESI

- اہرام اناس 105

PYRAMID OF UNAS

- اہرام تیتی 108

THE PYRAMID OF TETI

- پیپی اول کا تدفینی کمپلیکس 112

PEPII,S COMPLEX

- اہرام پیپی دوم 115

THE PYRAMID OF PEPI II

- اہرام قاکارع ایبی 118

THE PYRAMID OF QAKAREIBI

- اہرام سینوسرت اول 121

PYRAMID OF SEUSRET I

- ایمینم خط دوم کا سفید اہرام 123

THE WHITE PYRAMID

- سیاہ اہرام ایمینم حط سوم 125

PYRAMID OF AMENEMHAT III

- 1352 ق م اہرام طوخ آمن 128

PYRAMID OF TUTNKH AMO

- اہرام حوارا 132
  HAWARA
- اہرام خیند جر 135
  PYRAMID OF KHENDJER
- اہرام ہائے چین 138
- مقبرہ شہنشاہ وو 140
  TOMB OF EMPEROR WU OF HAN
- مقبرہ چیان لنگ 142
  QIANLING MAUSOLEUM
- مقبرہ زرد شہنشاہ 145
  TOMB OF THE YELLOW EMPORER
- مقبرہ جیبی شاہ 147
  TOMB OF THE JIBEI KING
- مقبرہ کاؤ کاؤ 149
  CAO CAO MAUOLEUM
- مقبرہ بیوہ ملکہ وین منگ 151
  EMPRESS DOWAGER WEN MING TOM
- چنگ اور منگ شاہی خاندانوں کے مقابر 153
  IMPERIAL TOMBS OF MING
  AND QING DYNASTHES

155 ❁ چنگ شاہی کا مقبرہ ژاؤ
ZHAO MAUSOLEUM (QING DYNASTY)
157 ..... ❁ ہمالیہ کا پراسرار سفید اہرام.....
THE MYSIRICAL WHITE PYRAMID OF HIMALYA
161 ..... ❁ اہرام ہائے میسوامریکہ.....
MESOAMERICAN PYRAMID
162 ❁ کے ہوکیا ماؤنڈ زیا اہرام
CAHOKIA MOUNDS
165 ..... ❁ عظیم اہرام چولولا.....
GREAT PYRAMID OF CHOLULA
167 ❁ اہرام ساحر
PYRAMID OF THE MAGICIAN
170 ❁ اہرام سورج
PYRAMID OF THE SUN
172 ❁ چاند اہرام
PYRAMID OF THE MOON
174 ..... ❁ معبد کتبات.....
TEMPLE OF THE INSCRIPTIONS

- اہرام ٹیمپلو میئر 177

PYRAMID, TEMPLO MAYO

- اہرام ال کاسٹیلو چیچن اٹز 179

ELCASTILLO CHICHEN ITZ

- اہرام ایٹلانٹس 182

PYRAMID OF ATLANTIS

- اہرام ہائے عراق یا میسوپوٹیمیا کے زیگورت 186

ZIGGURATS OF MESOPOTAMIA

- اہرام شہر حضرت ابراہیمؑ ارکا زیگورت 190

ZIGGURAT OF UR

- نوبیا کے اہرام 193

NUBIAN PYRAMIDS

- اہرام یونان 196

GREEK PYRAMIDS

- اہرام سیسٹیس روم 199

PYRAMID OF CESTIUS,ROME

- چند جدید اہرام ہائے عالم 202

SOME MODREN PYRAMIDS

- بلوریں اہرام پیرس .....
- لکسر ہوٹل لاس ویگاس 202

202

204 .....
❁ سلوواک ریڈیو بلڈنگ.....
THE SLOVAK RADIOBUILDING, BRATISLAVA
205 .....
❁ آخر معماران اہرام کون تھے؟.....
205 .....
❁ کیا اہرام جناتی تعمیرات ہیں؟.....
209 .....
❁ آواز کی طاقت.....
211 .....
❁ جدید دور اور مخفی اسرار توانائی.....
214 .....
❁ اڑن طشتریاں اور اہرام.....
217 .....
❁ نحوست اور اہرام.....
224 .....
❁ علوم جدید سائنس اور اہرام.....
228 .....
❁ اثرات ونظریات اہرام.....
228 .....
❁ ایتھری نظریہ.....
230 .....
❁ نظریہ اخراج.....
231 .....
❁ نظریہ کائناتی عدسہ.....
231 .....
❁ جیومیٹریکل نظریہ.....
234 .....
❁ ..... کچھ مزید انکشافات.....
234 .....
❁ اہرام اور پودے.....
235 .....
❁ اہرام کے تانبہ پر اثرات.....
235 .....
❁ اہرام اور کتے بلیاں.....
235 .....
❁ اہرام کے نیند پر اثرات.....

- اہرام کے سکوں پر اثرات 236
- گھڑیاں اور اہرام 236
- اہرام اور کوارٹز 237
- اہرام اور مقناطیس 237
- پنڈولم پر اثرات 238
- اہرامی فریم کے اثرات 238
- یوگا اور اہرام 238
- اہراموں کی تاریخ جو ہم بھول گئے 239
- عظیم اہرام کی پیمائش 250
- دنیا کے چھوٹے اور پراسرار اہرام 253
- عظیم اہرام کے ماضی میں ایک رات کا سفر 257
- ایک رات عظیم اہرام میں 260
- کتابیات 264

236 .....
237 .....
237 .....
238 .....
238 .....
238 .....
239 ..
250
253
257
260
264

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

اہرام، علم جومیٹری کی روشنی میں ایک ایسی خاص شکل کی حامل شے ہے جس کے پہلو تکونے ہوتے ہیں۔ یہ تکونیں اُوپر جا کر ایک نقطے پر مل جاتی ہیں جبکہ اہرام کی بنیاد چوکور ہوتی ہے یا سہ گوشہ اور کثیر الاضلاع بھی ہوسکتی ہے جبکہ چوکور اہرام چوکور بنیاد رکھتے ہیں۔ اکثر اہرام چار مثلثوں یا تکونوں پر مشتمل ہوتے ہیں جو جیسا کہ پہلے ذکر آیا اُوپر جا کر ایک نقطے پر مرتکز ہو جاتی ہیں۔

چونکہ اہرام کے ڈیزائن اس بات کا حامل ہوتا ہے کہ عمارت کا پورا وزن بنیادوں پر ہی پڑتا ہے یہی اہراموں کے ناقابل دریخت ہونے کا راز بھی ہے چونکہ اہرام کے بالائی حصے کا وزن اس کے زیریں یا بنیادی حصے سے کم ہوتا ہے اس پہ اہرام کی تعمیر میں استعمال ہونے والی تعمیراتی میٹریل بھی بالائی حصے پر کم استعمال ہوتا ہے اسی وجہ سے قدیم تر تہذیبیں مضبوط تر اہرام بنانے کی صلاحیت کی حامل ہوسکی تھیں اور ہزاروں سال سے اہرام زمین کے سینے پر دنیا کی قدیم ترین اور مضبوط ترین عمارتوں کی شکل میں موجود ہیں۔۔ اہرام انسان کی صناعی اور قوت تخلیق کے مظہر اور سنگ وخشت کے لباس میں بھی انسانی ذہانت اور اس کی پراسرار اور بعید از فہم قوت کے امین ہیں۔ اہراموں کے بارے میں یہ بات بھی خاص ہے کہ باوجود انسان کی سائنس میں بے انتہا ترقی کے اہرام کے اسرار آج تک دریافت نہیں ہوسکے جیسا کہ انسان بے شمار حقائق دریافت کر چکا ہے علم مصریات

EGYPTOLOGY میں روز بروز اضافے کی وجہ سے اہرام جو مصریات کا اہم ترین شعبہ ہیں ان پر بھی روشنی پڑی ہے بلکہ اہرامیات" یا مصری عجائبات کا علم الگ سے بھی وجود میں آ گیا ہے جس سے اہراموں کے چہرے سے کسی قدر حجاب اٹھا ہے اور ان کے چہرے جو عجیب تھے ہیں اور مہیب بھی انسانی نظر میں آئے ہیں۔ انگریزی اور دوسری مغربی زبانوں میں اہرام یا اہرامیات کے متعلق کافی معلومات موجود ہیں مگر ہماری زبان یعنی اردو میں بہت کم کوشش کی گئی ہے اسی لیے اہرامیات کے موضوع پر ابھی تک کوئی خاص کتاب موجود نہیں ہے۔ میں نے یہ ادنیٰ سی کوشش کی ہے جس میں اہرام اور اہرامیات کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے؟ گر قبول افتد زہے عز و شرف اور یوں اس احقر نے اُردو زبان میں اہرامیات جیسے نئے مضمون کی بنیاد رکھ دی ہے۔

اخلاق احمد قادری

14 اکتوبر 2014ء

M106 زکریا ٹاؤن ملتان

CELL PH 03337619827

E-MAIL-IKHLAQQADRI @LIVMAIL.COM

اہرامِ مصر

اہرام مصر کو قدیم زمانے سے عجائبات عالم میں شمار کیا جاتا ہے۔ زمانہ قدیم کے عجائبات میں سے صرف یہی انسانوں ہاتھوں سے تعمیر کردہ عمارات آج بھی صحیح وسالم حالت میں باقی بچی ہیں ان انسانی تعمیرات نے نہ صرف وقت کے بے رحم ہاتھوں کو شکست دے دی ہے بلکہ یہ آج کے جدید کمپیوٹروں کو بھی اپنی تعمیر میں مضمر تعمیراتی پیائش اور درج پیشین گوئیوں کی وجہ سے شکست دینے میں بھی کامیاب رہی ہیں۔

اہرام کیا ہیں؟

اگر پوچھا جائے کہ بجلی کیا ہے؟ تو اس کا سادہ سا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ الیکٹران کا بہاؤ ہے۔ الیکٹران جن پر منفی چارج ہوتا ہے۔ یہ کیا ہیں؟ اس کا جواب شاید ماہرین طبیعات بھی دینے سے قاصر ہیں۔ اسی طرح یہ سوال کہ اہرام کیا ہیں؟ اس کا تسلی بخش جواب دینا بھی مشکل ہے تاہم اہراموں کے متعلق جو معلومات اب تک اکٹھی کی گئی ہیں ان کے مطابق قدیم مصری اور وہ دیگر قدیم اقوام عالم جو سورج کی پوجا کرتی تھیں وہ اہرام کے فوائد اور اس کے ''نظریہ واصول'' سے بخوبی واقف تھیں اور یہی اقوام ہی دنیا کے اولین اہراموں کی معمار ہیں۔ بے حد جستجو اور کوشش کے باوجود ماہرین آثار قدیمہ یہ نہیں بتا سکے کہ ان اہراموں کی تعمیر کا سبب کیا تھا؟ کیا اہرام انسانی نعشوں کو محفوظ کرنے کے لیے بنائے گئے؟ کیا ان قدیم ترین عمارات میں نوع انسانی کی قدیم تر تاریخ

محفوظ ہے؟ کیا ان کی تعمیر کے پس پردہ کوئی سائنسی یا جغرافیائی مقصد پنہاں تھا؟ انسانی ذہن میں ایسے بہت سے سوال سر اٹھاتے ہیں تاہم ابھی تک ان سوالوں کا بھی کوئی تسلی بخش جواب فراہم نہیں ہو سکا ہے کہ آخر لاکھوں انسانوں کے محنت شاقہ کرنے اور زر کثیر خرچ کرنے کا مقصد کیا تھا؟

شاید ان سوالوں کا جواب اس قدیم مصری لائبریری میں موجود تھا جو اسکندریہ میں موجود تھی اور جسے جولیس سیزر نے 2000 سال پہلے جلا دیا تھا۔

آج صرف قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اہرام سے کئی مقاصد وابستہ ہوں۔ ہر اہرام کے تہہ خانوں میں فراعنہ کی ممیوں کے ساتھ ان فراعنہ کے سپاہیوں پالتو جانوروں' غلاموں اور کنیزوں کی ممیاں بھی ملی ہیں۔ اس کے علاوہ ہتھیار' ساز و سامان' اوزار' زیورات' شہد اور گندم بھی برتنوں میں محفوظ کیا گیا ملا ہے۔ حیرت یہ ہے کہ ہزاروں سال پرانے گندم اور شہد آج بھی تر و تازہ ہے یہ بھی اہراموں کے اسرار میں سے ایک ہے۔ تہذیب مصر حنوط کے فن میں یکتا تھی۔ نعشوں کے اندرونی اعضا (آنتیں' معدہ' دل و دماغ) نکال کر خاص قسم کے کیمیائی مرکبات چھڑک کر جسم پر کپڑے کی پٹیاں لپیٹ دی جاتی اور یہ حنوط ہو جاتی جس کے بعد ان حنوط شدہ لاشوں کو اہراموں میں رکھ دیا جاتا تھا۔ اسی عمل حنوط اور اہرام کی نامعلوم قوت کے زیر اثر یہ نعشیں بالکل محفوظ ہو گئی اور آج ہزاروں سال گذرنے کے بعد بھی ان کے چہروں اور جسم پر بوسیدگی کے ذرا بھی آثار نہیں ملتے۔

حنوط شدہ نعشوں اور ساز و سامان کے علاوہ اہراموں کی اندرونی دیواروں اور راہ داریوں میں تصویری (رسم الخط) میں لکھی گئی عبارات رقم ملی ہیں۔ یہ تصویریں یا عبارات قدیم مصری تاریخ و تمدن' رسم و رواج اور مذہب کی اس جامع انداز سے تشریح کرتی ہیں کہ ان کے مقابلے میں انسان کا جدید نظام تحریر بالکل بے اثر معلوم ہوتا ہے۔

جو کچھ بھی قدیم تہذیب مصر کے بارے میں حقائق ملے ہیں وہ سب ان تصویری

عبارات سے ملے ہیں۔ اہراموں میں برتنوں اور غلاموں' کنیزوں اور زیورات اور لوازمات زندگی کی موجودگی اس بات کو واضح کرتی ہے کہ مصریوں کا عقیدہ تھا کہ موت کے بعد ایک اور زندگی ملے گی اس نئی زندگی کے لیے پہلے ہی سے تمام ضروریات کو اہرام میں رکھ دیا جاتا تھا۔

جدید ماہرین تعمیرات کے مطابق اہرام سے زیادہ مضبوط اور جیومیٹریکل GEOMATERICAL یا اقلیدسی شکل ممکنات میں نہیں ہے۔ اہرام کی ڈھلوانیں نا صرف وقت کی طاقت کو بلکہ زمین کی قوت کشش ثقل کو بھی شکست دینے میں کامیاب رہی ہیں۔ اہرام زلزلے' طوفان' بارشیں اور دیگر قدرتی حوادث کو آسانی سے برداشت کرتے چلے آئے ہیں اور انہیں یہ آفات قدرت بھی بہت کم نقصان پہنچا سکی ہیں۔ نوع انسانی کی یہ قدیم ترین تعمیرات ہیں جو آج بھی ہزاروں سال پہلے کی طرح برقرار ہیں جبکہ ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانی تعمیرات اپنا وجود برقرار رکھنے میں ناکام رہی ہیں۔

ماہرین تعمیرات کے نزدیک مینار' گنبد یا دوسری تعمیراتی اشکال پر زمین کی کشش ثقل براور اثر انداز ہوتی ہے جس کی وجہ سے یہ تعمیرات کمزور ہو کر زمین بوس ہو جاتی ہیں۔

اہرام کی دیواریں کئی گز موٹی ہونے کے باوجود یہ 8.....0 فی صحیح شکل میں موجود ہیں۔

اہراموں کے اندرونی تہہ بنانے اور راہ داریاں اتنی چھوٹی ہیں کہ بظاہر اہرام اندرونی طور پر بالکل ٹھوس اجسام محسوس ہوتے ہیں۔

اسرار ہائے اہرام میں سے ایک اہم ترین اسرار ان کی تعمیر کے متعلق ہے۔ انسان اپنی بے انتہا سائنسی ترقی اور دوسرے سیاروں تک رسائی حاصل کرنے کے باوجود اہراموں کی تعمیر کا یہ اسرار معلوم نہیں کر سکا کہ ہزاروں ٹن وزنی پتھروں کے ٹکڑے یا سلیب اہرام کی چوٹی تک کیسے اٹھا کر پہنچائے گئے جبکہ اس قدیم زمانے میں آج کی جدید ترین کی سہولتوں کا تصور تک موجود نہیں تھا۔ ان پتھر کی سلیبوں کو جدید سہولتوں کے موجود نہ ہونے کے باوجود قدیم زمانے کے ماہر تعمیرات

نے ہموار کیسے کیا تھا؟ جبکہ ان کی ہمواری کے مقابلے میں آج ہماری گھڑیوں اور دیگر مشینری کے پرزے تک بھی ان کے معیار کو نہیں پہنچتے۔

آج جب ہم اہرام مصر کو دیکھتے ہیں تو حیرت زدہ اور مبہوت رہ جاتے ہیں اگرچہ اہرام دنیا کے دیگر ممالک جیسے میکسیکو، امریکہ وغیرہ میں بھی موجود ہیں لیکن مصر کے اہرام اپنے حجم و بناوٹ کے لحاظ سے دنیا کے تمام اہراموں سے منفرد ہیں۔ اہرام مصر ہمیں بتاتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ کے زمانے سے پہلے بھی موجود تھے، حضرت موسیٰ، حضرت یوسف اور حضرت ابراہیم جیسے جلیل القدر انبیاء کرام کو بھی انہوں نے دیکھا ہے اور شاید یہ قدیم ترین انسانی تعمیرات ہوں گی جو اختتام عالم کو بھی آئندہ مستقبل میں دیکھ سکیں گی۔

بیسویں صدی بلکہ اکیسویں صدی کا انسان جو چاند کو اپنے قدموں تلے روند چکا ہے اور مریخ اور دیگر سیاروں بلکہ دیگر نظام شمسیوں کی طرف بڑھ رہا ہے مگر ابھی اہراموں کی ان گنت گتھیوں کو نہیں سلجھا سکا جن میں سے ایک یہ ہے کہ عقل انسانی آج بھی متحیر کہ اہراموں کی عظیم الشان اونچائی اور انتہائی اہم زاویے کس طرح تعمیر کیے گئے اور ان کا مقصد کیا تھا؟

کمپیوٹر ٹیکنالوجی= آج انسان کمپیوٹر کے عہد میں زندہ ہے لیکن دنیا کے ذہین ترین کمپیوٹر بھی اہرام کے عقدوں کو حل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ 1968ء میں نوبل انعام حاصل کرنے والے ڈاکٹر لیوس الوریز غزGIZA کے اہرام میں ایک خفیہ تہہ خانے کا محل وقوع معلوم کرنے کے لیے سائنس دانوں کی ایک جماعت کے ساتھ مصر پہنچے وہاں انہوں نے سب سے پہلے اہرامیات کے شعبے میں کمپیوٹر سے کام لیا۔ دو ملین کا سمک شعاعیں گذارنے کے بعد ٹیپ کو جب کمپیوٹر میں چیک کیا گیا تو کمپیوٹر اس معاملے میں بیکار ثابت ہوا اور ہر مرتبہ کی چیکنگ میں مختلف اعداد و شمار سامنے آئے جس کی وجہ سے سائنس دانوں کی اس جماعت کو تسلیم کرنا پڑا کہ ہم ناکام ہو گئے۔'' اس طرح اہرام نے علم طبعیات کے تمام قوانین کو ناکام بنا دیا۔ ایک مصری

سائنسدان نے یہ نتائج دیکھتے ہوئے کہا "یہ ناممکن ہے" تاہم یہ ایک حقیقت ہے اب آپ اسے جو کچھ بھی کہیں، لیکن اہرام کی کوئی پوشیدہ طاقت ضرور ایسی ہے جس نے طبیعیات کے قوانین کو بھی پس پشت ڈال دیا تھا۔

اہرام اور اہرام کی مختلف شکلیں مصر کے علاوہ دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی پائی گئی ہیں۔ چین میں شین سی کے صوبے میں بہت سے اہرام پائے گئے ہیں۔ یہ اہرام چونے اور مٹی سے بنائے گئے ہیں۔ ان کی بیرونی سطح پتھر کی سلوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ ان پتھروں پر انتہائی خوبصورتی کے ساتھ مختلف رنگ کیے گئے ہیں۔ اسی طرح ہمالیہ کے پہاڑوں میں بھی ایک چمکدار سفید رنگ کا اہرام دیکھا گیا ہے۔ کمبوڈیا کے جنگلوں میں اینگ کارواٹ ANGKOR WAT کے علاقے میں بہت سے اہرام واقع ہیں۔ سائبریا کے برفانی خطے میں بھی اہراموں کا مجموعہ دریافت ہوا ہے۔ فرانس کے جنوبی علاقے میں بھی ایک اہرام نما شکل ملی ہے۔

انگلستان کے ولٹ شرائن WILTSHINE میں ایک اہرام نما پہاڑی موجود ہے جس کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ یہ چار ہزار سال قدیم ہے۔ امریکہ کی ریاست ایری زونا 1959ء میں اہرام نما ٹیلے دریافت ہوئے تھے۔ اسی طرح امریکہ کی ریاست مونٹانا میں تین فٹ لمبے اہرام دریافت ہوئے ہیں۔ پیرو PERU جنوبی امریکہ میں جو اہرام پائے گئے ہیں یہ 1300 سے 15000 ق م کے زمانے میں تعمیر کیے گئے تھے۔ ان کے علاوہ بھی دنیا کے مختلف مقامات پر اہرام اور اہرام نما شکلیں پائی گئی ہیں۔

ان اہراموں سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اہرام تعمیر کرنے والی قدیم اقوام عالم جو مختلف تہذیبوں کی حامل تھیں۔ علم ریاضی، علم فلکیات وجیومیٹری، علم ہندسہ اور فن تعمیر میں یکتا تھیں اور عروج کمال پر پہنچی ہوئی تھیں۔ شاید آج کا انسان بھی ان فنون میں اس سطح تک نہیں پہنچ سکا۔

قدیم مصر:

اہراموں کا گہوارہ قدیم مصر رہا ہے قدیم مصر میں فراعنہ کے اکتیس خاندان 3100 ق م سے 332 ق م تک برسر اقتدار رہے ہیں۔ مصر ہی میں دنیا کا اولین اہرام تیسرے شاہی خاندان فراعنہ کے عہد میں 2686 ق م میں تعمیر ہوا تھا۔ یہ اہرام اہرام جوسر DJOSER کہلاتا ہے۔ مصر ہی میں غزہ GIZA کے مقام پر خوفو یا چیولیس کا اہرام موجود ہے جو دنیا کا سب سے بڑا اہرام ہے۔ یہ زمانہ قدیم سے ہفت عجائبات عالم میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ تیرہ ایکڑ میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ اہرام ابتدا میں 768 فٹ مربع اور 482 فٹ بلند تھا۔ اس کی صرف ایک منزل کے گر جانے کی وجہ سے اب اس کی بلندی 450 فٹ رہ گئی ہے۔ اس کی تعمیر میں 2300000 پتھر کے بلاک استعمال ہوئے ہیں ان میں سے ہر بلاک کا وزن اڑھائی ٹن اور جسامت 40 مکعب فٹ ہے۔ مصر کے اہراموں میں سے اکثر لائم سٹون LIMESTONE کے کھردرے بلاکوں سے تعمیر کیے گئے ہیں مگر کئی اہرام اینٹوں سے بھی تعمیر کیے گئے ہیں۔

شاہ خوفو CAEOPS کے اہرام میں مختلف تحریری کتبے پائے گئے ہیں جن کو ماہرین ابھی تک صحیح طور پر ڈی صفر نہیں کر سکے۔ ایک ماہر مصریات ایڈگر کائس نے لکھا ہے کہ خوفو کے اہرام میں پائی جانے والی تحریروں میں انسان کا ماضی، حال اور مستقبل تک موجود ہے۔ نوع انسانی کو آئندہ جو حالات اور واقعات پیش آنے والے وہ سب ان تحریروں میں مذکور ہیں۔

820ء تک خوفو کے اہرام کی اندرونی کیفیت کا کسی کو علم نہیں تھا۔ اس سال مشہور عباسی خلیفہ مامون الرشید نے اس اہرام کے اسرار معلوم کرنے اسے شمال کی سمت سے کھلوایا تھا۔ اہرام کے کھولنے پر مہینوں کی محنت اور زر کثیر صرف ہوا۔ جب یہ حصہ کھلا تو شگاف کے پاس ہی سے مامون الرشید کے نام ایک پیغام اور اس قدر زر نقد رکھا ہوا ملا جتنا اس عظیم عمارت میں یہ شگاف ڈالنے پر خرچ آیا تھا۔ کہتے ہیں قدیم مصری منجموں نے اہرام کی تعمیر کے زمانے میں اپنے حساب

سے یہ بات معلوم کر لی تھی کہ اسے فلاں سنہ میں فلاں بادشاہ کھلوائے گا اور اس کا کس قدر زر اس کام پر صرف ہوگا۔ شائد ان منجموں کو وہ سمت بھی معلوم تھی جس سمت سے یہ اہرام کھولا جانا تھا اسی وجہ سے انہوں نے صحیح سمت میں زر نقد اور پیغام محفوظ کر دیا تھا۔ اسی طرح 593ء میں صلاح الدین ایوبی کے بیٹے نے بھی اہرام کو کھلوانے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہا تھا۔

عظیم اہرام غزہ

غزہ میں واقع فرعون خوفو کے اہرام کو دیکھ کر یونانی مؤرخ ہیروڈوٹس سے لے کر آج تک کے سیاح ورطۂ حیرت میں غرق ہو جاتے ہیں۔ بے آب و گیاہ صحرا میں کھڑا یہ اہرام انسانی ہاتھوں سے تعمیر کردہ ایک ہیبت ناک عمارت ہے۔ جس کی تعمیر کا راز آج بھی ماہرین تعمیرات کے لیے سوالیہ نشان بنا ہوا ہے اس کی تعمیر میں استعمال ہونے والی بھاری بھرکم پتھروں کو نہ جانے کہاں سے لا کر اس اہرام کی 400 فٹ سے زائد بلندی تک پہنچا دیا گیا جبکہ اس قدیم زمانے میں اس اہرام کے 25 لاکھ بلاک بغیر کسی مشین کی مدد سے نصب کیے گئے۔

معمار اہرام کون تھے؟

اہراموں کی تعمیر کے سلسلے میں ایک حیران کن اسرار یہ بھی ہے کہ آخر فراعنہ مصر کو ایسے معمار کہاں سے میسر آ گئے تھے جنہوں نے شاہ خوفو کے اہرام جیسی حیرت انگیز عمارتوں کی نقشہ سازی کی اور انہیں ٹھیک ٹھیک پیمائش کے ساتھ تعمیر کر دیا۔ چاہے فراعنہ کے پاس مضبوط جسموں والے غلاموں کی فوج بھی تھی مگر دور دراز سے پتھر کی کانوں سے یا چٹانوں کو کاٹ کر انہیں بلاک کی شکل دینا بھی اتنا ہی حیران کن ہے جتنا ان وزنی بلاکوں کو 467 فٹ کی بلندی پر لے جانا۔ ایک ماہر تعمیرات کے مطابق غزہ کے عظیم اہرام کی تعمیر کے لیے اگر دس بلاک روزانہ بھی تیار اور نصب کیے گئے ہوں تو اس اہرام کی تکمیل میں دو لاکھ پچاس ہزار دن لگے ہوں گے یعنی چھ سو اسی سال جو کسی طرح بھی ایک انسانی زندگی میں وقوع پذیر نہیں ہوتے۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ 100 بلاک

روزانہ تیار اور نصب کیے گئے ہوں گے تو بھی مدت تکمیل 26000 دن بنتی ہے یعنی کم از کم 70 سال جو تاریخ عالم میں کسی بادشاہ کا عہد حکومت نہیں ہے یعنی کوئی بادشاہ بھی اتنے طویل عرصے تک حکومت نہیں کر سکا کجا وہ اتنی طویل مدت تک اپنے لیے مدفن تعمیر کرواتا۔

اہرام کے تعمیر کے اوزار:

کیا قدیم مصریوں نے خوفو کا عظیم اہرام اور دیگر اہرام میں محض چند دستی اوزاروں سے تعمیر کیے تھے۔

یہ سوال اکثر زائرین اہرام کے دماغوں میں ابھرتا ہے۔ آج جدید زمانے جب ماہرین تعمیرات کو ان کے بڑے بڑے تعمیراتی پروجیکٹوں میں جدید ترین تعمیراتی اوزاروں کے ساتھ اگر ایک انچ کے دسویں حصے تک بھی تعمیراتی درستگی میسر آجاتی ہے تو وہ اسے بہت خوشگوار کن بات تصور کرتے ہیں جبکہ خوفو کے اہرام میں بے شمار راہداریاں، سرنگیں اور شہد کی مکھی کے چھتے کی طرح مانند کمروں اور خفیہ مدفنوں کی تعمیر میں اس سے کہیں زیادہ درستگی موجود ہے۔ بہت سی جدید عمارات کے برعکس یہ اہرام اتنے قدیم ہونے کے باوجود کہیں زیادہ صحت اور درستگی سے قائم ہیں جبکہ آج جدید زمانے میں بھی ساڑھے چھ سو ملین ٹن وزنی عمارت کو ثبات دینا ایک انتہائی مشکل ہے۔

خوفو کے اہرام کے ایوان شاہی KINGS CHAMBER کی چھت 70 ٹن وزنی سنگ سرخ کے نادر ترین سنگ ساق GRANITE کی سلوں سے مزین ہے۔ یہ سنگ سرخ غزہ میں مقام تعمیر سے تقریباً 600 میل دور واقع پتھروں کی کانوں سے لایا گیا تھا۔ ایک ماہر مصریات روزن برگ کے مطابق اس زمانہ قدیم میں مصر میں کسی قسم کی بار بردار گاڑی کا تصور بھی موجود نہیں تھا۔ آج کے انسان کے دماغ میں یہ بات نہیں آتی کہ پھر بغیر کسی بار بردار گاڑی کے اس قدر فاصلے سے یہ پتھر مقام تعمیر تک کیسے لائے گئے؟

مؤرخین اس بات کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ وزنی پتھر لکڑی کے گول رولروں یا شہتیروں

کی مدد سے وہاں لائے گیے تھے۔ مگر آخر یہ شہتیر یا لکڑی کے رولر کہاں سے لائے گئے تھے؟ کیونکہ مصر میں تو صرف کھجور کے چند درختوں کے سوا کوئی اور درخت نہیں ملتا۔ صرف خوفو کے اہرام کے ایک پتھر کو مقام تعمیر تک پہچانے کے لیے ماہرین کے مطابق لکڑی کے دس رولر درکار تھے۔ گویا اس عظیم اہرام کی تعمیر کے لیے پتھروں کی ترسیل کے لیے تقریباً دو کروڑ ساٹھ لاکھ لکڑی کے رولر درکار تھے۔ وہ بھی اس ملک میں جہاں درخت ایک ناپید جنس تھے یہ اسرار بھی آج تک حل نہیں ہو سکا۔

علم ریاضی اور اہرام:

1864ء میں اسکاٹ لینڈ سے تعلق رکھنے والا برطانوی شاہی منجم' پیازی اسمتھ جو ایک فلکیات داں اور ماہر ریاضی بھی تھا۔ مصر آیا اور اس نے خوفو کے عظیم اہرام کی پیائش کی۔ اسمتھ نے پتہ لگایا کہ یہ اہرام اپنی چوڑائی کے ہر نو یونٹ کے مقابلے میں دس یونٹ بلند تھا۔ اسمتھ نے اس بلندی کو 10 سے ضرب دی جس کا حاصل ضرب نو کروڑ اٹھارہ لاکھ چالیس ہزار نکلا جو زمین سے تقریباً سورج کا فاصلہ ہے۔

ابدیت اہرام:

آج جدید زمانے میں جو مسالہ تعمیرات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اسے سیمنٹ کہتے ہیں۔ ہزاروں سال پہلے جب مصر میں اہرام تعمیر کیے جا رہے تھے تو اہرام کے معماروں نے بھی ایک انتہائی طاقتور سیمنٹ تیار کیا تھا۔ اس سیمنٹ کی طاقت کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ ہزاروں سال سے تپتے صحرا کی دھوپ اور گرم ہوا کے جھکڑوں کا سامنا کرتے ہوئے اہراموں کے پتھر تو کہیں کہیں سے ادھڑ گئے ہیں مگر انہیں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑنے والے سیمنٹ پر آنچ تک نہیں آئی ہے۔ یعنی ہزاروں سال گذرنے کے باوجود اس سیمنٹ کو آنچ تک نہیں آسکی جو قدیم معماروں نے تیار کیا تھا۔

ڈریسڈن یا برلن (جرمنی) کے عجائب گھر کے مصری حصے میں ایک تصویر آویزاں ہے

جس میں ایک قدیم مصری مزدور کو دکھایا گیا ہے جو ریت سے بھری ہوئی ایک ٹوکری اپنی کمر پر اٹھا کر ایک اہرام پر چڑھ رہا ہے۔ اس تصویر سے ماہرین نے اندازہ کیا ہے کہ شاید اہراموں کی تعمیر میں استعمال ہونے والے بلاک کیمیائی طور پر تعمیر کے مقام پر ہی بنائے گئے ہوں گے۔ جدید دور کے چند انجینئروں کا خیال یہ ہے کہ پورٹ لینڈ سیمنٹ جس میں سلیکین، چونا اور ایلومینا ALUMINA شامل ہیں یہی وہ ناقابل دریخت سیمنٹ ہے جس سے قدیم مصریوں نے اہرام تیار کیے تھے۔ اس کے برعکس پروفیسر کارپینٹر کو یقین ہے کہ اہراموں کو گرینائٹ کیسنگ کے ساتھ تعمیر کرنے میں وہ مادہ استعمال ہوا ہے جسے ماہرین ارضیات نومولیٹک لائم اسٹون کہتے ہیں (NUMULATIC LIMESTONE) یہ قدیم چاک سے کسی قدر مختلف چیز تھی اور نومولائٹس NUMMULITES نامی جاندار کے سخت چھلکوں (SHELS) سے تیار کی جاتی تھی تاہم تاریخ اس پر روشنی نہیں ڈال سکی اہراموں کی تعمیر میں استعمال ہونے والا بھاری بھرکم سامان کہاں سے اور کس طرح مقام تعمیر تک لایا جاتا تھا؟ ہیروڈوٹس اور پلینی جیسے عظیم مؤرخین میں سے کوئی نہیں بتا سکا کہ اہراموں کی تعمیر کا راز کیا تھا۔

عظیم اہرام ہائے مصر کی ساخت

عظیم اہرام مصر کی تعمیری ساخت اتنی درست ہے کہ اسے دیکھ کر آج کے ماہرین تعمیرات بھی ششدر ہیں کہ قدیم زمانے میں ساڑھے تیرہ ایکڑ رقبے پر تعمیر کی گئی اس عظیم عمارت کی تعمیراتی پیمائش میں کہیں بھی بال کے برابر بھی فرق نہیں دیکھا گیا اور یہ انتہائی صحیح طور پر 25,34000 مربع گز میں تعمیر کی گئی ہے۔ قدیم مصری معماران اہرام حیرت انگیز طور پر آج کے جدید علوم جیومیٹری اور ٹرگنومیٹری سے نہ جانے کس طرح واقف تھے؟

قدیم مصری تہذیب کی ان عالیشان یادگاروں (اہرام) قدیم مقابر اور عمارتوں میں آج کا ہنرمند انسان چار ہزار سال پہلے اپنے ہنر کو اوج کمال پر دیکھ سکتا ہے اور چاہے وہ کسی رتھ یا

تھی کا لکڑی کا کام ہو' گندھی ہوئی ڈوری جو کسی موچی کا ہنر ظاہر کرتی ہے یا کپڑے بننے کا فن جو کسی جولاہے کی کاوش ہے۔ دھونکنی دھونکنے والا قلعی گر یا تصویری رسم الخط کو کندہ کرنے والا کاتب سب ہی کا فن ان مدفنوں میں عروج پر دکھائی دیتا ہے۔ ان فنون میں قدیم مصریوں کے بام عروج پر پہنچنے کی یہ شہادتیں ہمیں بتاتی ہیں قدیم مصری نہ صرف ان فنون میں بلکہ عمل حنوط میں جدید دنیا پر برتری رکھتے ہیں۔ ایک ماہر مصریات مسٹر پیلیس نے اس سلسلے میں ایک بڑی خوبصورت بات کی ہے وہ کہتے ہیں ''رعمسیس کے مندر اور مقابر یونانی مؤرخ ہیروڈوٹس کے لیے بھی اتنے ہی حیران کن تھے جتنے آج دو ہزار سال سے زائد عرصہ گذرنے کے بعد ہمارے لیے ہیں۔''

قدیم مصریوں کی یہ عظیم الشان تعمیرات بھی تاہم وقت کے بے رحم ہاتھوں سے محفوظ نہ رہ سکیں بلکہ ان میں سے بہت سی تو وقت نے صفحۂ ہستی سے معدوم کر دیں۔ معدوم ہو جانے والی یہ یادگاریں اگر قدیم مصری کتاب BOOK OF HERMES میں مذکور نہ ہوتیں تو ہمیں یقیناً ان کا پتا بھی نہ چلتا اور یہ ہمیشہ کے لیے تاریکی کے پردے کے پیچھے چلی جاتی۔ مگر اس کتاب میں مذکور ہونے کی وجہ سے یہ یادگاریں ہمارے علم میں آ گئی ہیں۔ بصورت دیگر ایک کے بعد ایک فرعون ایک کے بعد ایک شاہی خاندان اپنی شاہانہ شان وشوکت کا تماشہ دکھا کر خاموشی سے چلے جاتے۔ تاہم دنیا کے اولین مستند مؤرخ ہیروڈوٹس نے بھی اپنی ''تواریخ'' میں مصری معماروں کی اعلیٰ ترین مہارتوں کا اعتراف کیا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ وہ اعلیٰ ذہانتوں کے مالک تھے۔ ہیروڈوٹس نے اپنی کتاب میں دنیا کے ایک قدیم عجوبے ''عظیم بھول بھلیاں THE GREAT LABYRINTH کا ذکر کیا ہے۔ یہ عظیم بھول بھلیاں اگرچہ ہیروڈوٹس کو بھی کھنڈرات ہی کی شکل میں ملی تھی۔ ہیروڈوٹس نے اپنی کتاب میں اہل مصر کی صلاحیتوں کا اعتراف کر کے مصر کی عظیم یادگاروں کو فراموش ہو جانے سے بچایا ہے۔ ہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ اس عظیم بھول بھلیاں کی تین ہزار سے زائد کمرے تھے جن میں سے کچھ سطح زمین پر اور کچھ زیر زمین تھے۔ ہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ

سطح زمین پر واقع کمروں میں وہ گھومتا مگر زیر زمین کمروں میں اسے عمارت کے محافظوں نے نہ جانے دیا۔ ان زیر زمین کمروں میں نہ صرف مصر کے ان فراعنہ کے مدفن تھے جنہوں نے یہ عظیم بھول بھلیاں تعمیر کی تھی بلکہ ان کے مقدس مگر مچھ بھی تھے۔ ہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ زیر زمین کمروں کا مشاہدہ نہ کر سکنے کے باوجود اس نے اس عظیم بھول بھلیاں میں انسانی تعمیرات کو فن کمال پر پایا تھا۔ ہیروڈوٹس کے تقریباً 2400 سال بعد مصر پہنچنے والے ہر مغربی سیاح نے بھی قدیم مصریوں کے فن تعمیر کو عروج پر پایا۔ ایک فرانسیسی سیاح ڈیفن لکھتا ہے "مصری تعمیرات کو دیکھنے کے بعد بھی یقین نہیں آتا کہ ایک ہی مقام پر اتنی بہت سی عالیشان عمارتیں موجود ہیں۔ ان کی تعمیر پر نہ جانے کتنا خرچ آیا ہوگا اور دوران تعمیر نہ جانے کتنے انسانوں کو محنت اور استقلال کی کن کن کڑی آزمائشوں سے گذرنا پڑا ہوگا۔ ان عمارتوں کی تفصیلات پڑھتے ہوئے قاری پر خواب کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جبکہ وہ لوگ جو انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں وہ اتنے حیران ہو جاتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ کیا وہ یہ سارا طلسم جیتی جاگتی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ دریائے نیل کا ڈیلٹا آبشار سے سمندر تک مندروں، محلوں، مقبروں، اہراموں اور چہار پہلو ستونوں سے ڈھکا ہوا ہے ان مندروں میں رکھے گئے مجسموں کی حسین تراش کی تعریف سے الفاظ قاصر ہیں۔ فنکاروں نے سنگ ساق، سنگ سیاہ، برشہ اور دھاری دار پتھروں کی تراش خراش میں جو میکانکی کمال دکھایا ہے وہ انتہائی حیرت انگیز ہے۔ تمام ماہرین اس پر متفق ہیں کہ جانور اور پودے بالکل اصلی کی مانند دکھائی دیتے ہیں اور مصنوعی چیزوں کی بھی بڑی خوبصورتی سے نقاشی کی گئی ہے یہاں تک کہ بحری اور بری جنگوں اور گھریلو مصروفیات کے مناظر بھی جا بجا کندہ دکھائی دیتے ہیں۔

دیو قامت مجسمے اور پرشکوہ یک سنگی ستون دیکھ کر جو انسانی استعداد سے بعید نظر آتے ہیں ان کو دیکھ کر آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں اور سیاح کو خیال آتا ہے کہ اگر یہ انسانی کاری گری کا شاہکار ہیں تو انسان عظیم ہے خدایا!

مصر

2686ق م اہرام جوسر یا زوسر

PYRAMID OF DJOSER

قدیم مصر میں 1500 سال کے دورانیہ میں تقریباً 118 سے زائد اہرام 20 ہزار سے 30 ہزار مصری معماروں نے تعمیر کیے تھے' یہ سب ہنرمند فراعنہ مصر کے خدمتگار اور غلام تھے۔ ہم یہاں چیدہ چیدہ اہراموں کے متعلق معلومات درج کرنے جا رہے ہیں۔

PYRAMID OF DJOSER اہرام زوسر:

اہرام جوسر ایک سیڑھی دار اہرام ہے یہ سقارہ کے قبرستان میں واقع ہے۔ آج کل اس اہرام کے اثریاتی بقایا جات موجود ہیں۔ سقارہ' مصر کے قدیم دارالحکومت میمفس MEMPAIS کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ اہرام جوسر ستائیسویں صدی قبل از مسیح میں مشہور زمانہ مصری حکیم و معمار امہوتپ IMHOTEP نے شاہ زوسر کے مدفن کے طور پر تعمیر کیا تھا اور اس اہرام کو مصر میں تعمیر کیے جانے والے اہراموں میں اولین تسلیم کیا جاتا ہے۔

یہ اوّلین مصری اہرام چھ مصطبوں MASTABAS (چوکیوں یا سیڑھیوں) پر مشتمل ہے جو ایک دوسرے کے اُوپر تعمیر کیے گئے ہیں۔ یہ اہرام 62 میٹر یا 203 فٹ بلند ہے یہ بنیاد پر تقریباً 35.8FTx410FT اس کی بیرونی سطح پر سفید لائم اسٹون کی ایک تہہ لگائی گئی تھی۔ یہ سیڑھی دار اہرام پتھر سے تعمیر کی جانے والی بنی نوع انسان کی اولین تعمیرات میں سے ایک ہے۔

شاہ زوسر:

شاہ زوسر DJOSER فراعنہ مصر کے تیسرے شاہی خاندان کا پہلا یا دوسرا حکمران تھا جو 2667 ق م سے 2648 تک برسر اقتدار رہا۔ اس کا 19 سالہ عہد حکومت اتنا طویل ضرور تھا کہ اس کی زندگی میں اس کا یہ اہرام تعمیر ہو گیا۔

ام حوتپ

معمار اہرام زوسر ام حوتپ بعض روایات کے مطابق بالائی مصر کا رہنے والا تھا۔ اس کا والد بھی ایک معمار تھا۔ وہ خود فرعون زوسر کا وزیر اور مشیر اعلیٰ تھا۔ فرعون زوسر نے ام حوتپ کی زیر نگرانی مصر کا پہلا سب سے بڑا پتھر سے تعمیر شدہ عمارتی کمپلیکس بنوایا تھا۔ یہ عمارتی کمپلیکس ایک سیڑھی دار اہرام تھا اس سیڑھی دار اہرام کے چھ پلیٹ فارم ایک دوسرے کے اُوپر بنوائے گئے تھے اسی اولین ماہر تعمیرات نے اہرام کی تعمیر کے فن کو ترقی دے کر انتہائی عروج پر پہنچا دیا تھا۔

شاہ جوسر اپنے اختراعی اور جدت الخیال مقبرے یا اہرام کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس کا یہ مقبرہ سقارہ کے قبرستان میں سب سے اہم ہے۔ اس مقبرے کی مندرج تحریروں میں فرعون جوسر کو ''نت جیر یخت'' NETJERYKHT کے نام سے یاد کیا گیا ہے اسے جوسر کا نام سننے شاہی خاندان کے لوگوں نے دیا تھا جو اس کے عہد کے ہزاروں سال بعد اس کے اہرام کی زیارت کے لیے آئے تھے۔ جوسر کا یہ سیڑھیوں دار اہرام قدیم مصری فن تعمیر سے اس کے جدت خیال میں حیرت انگیز طور پر مختلف ہے۔ غالباً یہی اہرام مصر میں تعمیر ہونے والے اہراموں میں سب سے پہلا سنگی اہرام ہے۔ اسی وجہ سے یہ گارے اور کچی اینٹوں سے تعمیر کیے جانے والے اولین مصری تعمیراتی فن پاروں سے معاشرتی مسائل پیدا کرنے میں مختلف ہے کیونکہ صرف کچی اینٹوں کی تعمیر کی جگہ ایسی سنگی عمارت کو تعمیر کرنا کہیں زیادہ محنت کا حامل تھا۔ اس کی تعمیر کو تکمیل کے مراحل سے گذارنے کے لیے فراعنہ کی شاہی حکومت کو ذرائع تعمیر اور وسائل پر زیادہ سے زیادہ کنٹرول حاصل کرنے کی سعی کرنا

پڑی۔ اس مقبرے کی تعمیر کے بعد پرانے شاہی خاندان کے فراعنہ بھی ابے ڈوس ABYDOS کے نامی مقام کی بجائے سقارہ کے شمال میں دفن کیے جانے لگے۔ اسی سیڑھی دار اہرام نے چوتھے پانچویں اور چھٹے شاہی خاندانوں کے عہد میں تعمیر کیے جانے والے سیڑھی دار اور غیر سیڑھی دار اہراموں کے لیے ایک نئی راہ کھولدی' تاہم یہ اہرام اس کے بعد تعمیر کیے جانے والے اہراموں سے نہ صرف اپنے پلان بلکہ ہر لحاظ سے مختلف رہا' چاہے یہ غزہ میں تعمیر کیے جانے والے عظیم اہرام ہی کیوں نہ تھے۔ جوسر کے اس سیڑھی دار اہرام کا معمار امہوتپ بھی ایک عبقری انسان تھا جسے مصر کی تاریخ کے پہلے حکیم اور شاہ جوسر کا وزیر اعظم ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔

جوسر کا سیڑھی دار اہرام کا یہ تعمیراتی کمپلیکس کئی محوری حیثیتوں کا حامل ہے جو حیات دنیاوی اور حیات بعد از موت کے متعلق ہیں۔ ان میں سے کچھ حیثیتوں پر بحث مندرج ذیل ہے۔ یہ اہرام قدیم مصر میں صرف ایک مقبرے کی حیثیت نہیں رکھتا تھا بلکہ یہ حیات بعد از موت کے لیے بھی سہولتیں اور آسائشیں فراہم کرنے کے لیے تعمیر کیا گیا تھا جو متوفی فرعون کی حیات بعد از موت یا ابدی زندگی میں پیش آنے والی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے رکھی گئی تھیں۔

اگرچہ سیڑھی دار اہرام کی علامتیت تیسرے شاہی خاندان کے عہد سے زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ اس علامتیت کا راز اگرچہ ماہرین کے نزدیک کبھی کھل نہیں سکا' تاہم کچھ ماہرین کے نزدیک یہ ایک یادگاری تاج کی علامت کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا۔

سیڑھی دار اہرام:

جوسر کے سیڑھی دار اہرام کا دریافت کنندہ ایک فرانسیسی ماہر اثریات' جین فلپ لوئر JEAN PHILIPE LAUER تھا جو ایک ماہر تعمیرات بھی تھا اس نے اس کمپلیکس کے کلیدی حصے دوبارہ تعمیر کیے تھے۔

سیڑھی دار اہرام کی بالائی تعمیر یا ماورائی ڈھانچا چھ سیڑھیوں پر محیط ہے جو چھ چبوتروں کی

شکل میں تعمیر کی گئی ہیں۔ یہ چبوترے یا چوکیاں عربی زبان میں مصطبہ کہلاتی ہیں۔ اس اہرام کا پہلا مصطبہ یا چوکی چوکور شکل کی ہے جس پر کم کرتے ہوئے مزید پانچ چوکیاں یا مصطبے تعمیر کیے گئے ہیں۔

اہرام کے اندر کی دنیا:

سیڑھی دار اہرام کے نیچے ایوانوں اور گیلریوں کی ایک پوری بھول بھلیاں موجود ہے جو 6 کلومیٹر طویل ہے جو ایک 7 کلومیٹر طویل مرکزی راستے سے جا ملتی ہے جو 28 میٹر کی گہرائی میں واقع ہے۔ اس بھول بھلیاں میں بادشاہ اور اس کے خاندان کے مدفن موجود ہیں۔ اس بھول بھلیاں میں داخل ہونے کے لیے مدخل اہرام کی شمالی سمت میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اہراموں میں شمالی سمت میں مدخل رکھنے کا رواج عموماً صرف تیسرے شاہی خاندان فراعنہ کے عہد میں ملتا ہے۔ اسی مرکزی راستے کے مشرق میں ایک شاہی حرم بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ ان ایوانوں اور گیلریوں سے پتھر کے بنے ہوئے 40 ہزار برتن ملے ہیں۔

شاہی مدفن:

شاہی مدفن ROYAL BURIAL CHAMBER ایک قبہ VAULT کی شکل میں سنگ ساق سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کا صرف ایک راستہ ہے جسے اس فرعون کی تدفین کے بعد ساڑھے سو ٹن وزنی ایک پتھر کے بلاک سے بند کر دیا گیا تھا۔ لیکن اس شاہی مدفن سے کوئی ممی برآمد نہیں ہوئی کیونکہ اس اہرام کو گذشتہ صدیوں میں بری طرح لوٹا گیا تھا۔ ماہرین تعمیرات کے مطابق یہ پورا سیڑھی دار اہرام اسی شاہی مدفن کی چھت کے طور پر تعمیر کیا گیا ہے۔ تاہم شاہی مدفن کی ایک چھت بھی تھی جس کو کسی زلزلہ کی وجہ سے شدید نقصان پہنچ گیا ہے اور اس کا ایک بڑا حصہ گر چکا ہے مشہور مصری ماہر اثریات زاہی الحواس جس نے سیڑھی دار اہرام میں کافی دلچسپ چیزیں دریافت کی ہیں اس کے نزدیک یہ سیڑھی دار اہرام ایک آسمانی زینہ کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا جو قدیم مصریوں کے نزدیک حیات بعد از موت کا ایک راستہ تھا۔

2645ق م دفن شدہ اہرام یا اہرام سیخم خطت

BURIED PYRAMID OF SEKHEMKHET

اہرام سیخم خت یا دفن شدہ اہرام ایک غیر مکمل سیڑھی دار اہرام ہے جو قریباً 2645 قبل از مسیح میں فرعون سیخم خت جوسرتی نامی فرعون کے مدفن کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ فرعون تیسرے شاہی خاندان کا دوسرا حکمران تھا اور فرعون جوسر کا جانشین تھا۔ جس کے سیڑھی دار اہرام کے نقش ثانی کے طور پر اہرام سیخم خت تعمیر کیا گیا تھا۔ اور یہ اہرام جوسر سے کچھ سو میٹر جنوب مغرب میں واقع تھا۔ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اہرا سیخم خت اہرام جوسر سے زیادہ بلند تعمیر کیا جانا تھا مگر مشکل ہی سے زمین سے چند میٹر بلندی حاصل کر سکا اور دفن شدہ اہرام کہلایا۔ مؤرخین کے نزدیک اس اہرام کا غیر مکمل رہ جانے کی ایک بڑی وجہ شاہ سیخم خت کا مختصر عہد حکومت تھا۔ اس فرعون نے بمشکل صرف 6 سال تک حکومت کی تھی۔

اثریاتی تاریخ:

دفن شدہ اہرام 1951ء تک ایک غیر دریافت شدہ عمارت تھی۔ ماہر مصریات زکریا جینوئم ZAKARIA GONEIM نے جب اس مقام کا اثریاتی مطالعہ کیا تو اسے ایک عجیب مستطیل نما شکل میں پایا جو صحرا میں واقع تھی ان دنوں وہ ااس کمپلیکس کے لیے کھدائی کر رہا تھا۔ اس اہرام کی سب سے پہلے دریافت ہونے والی چیز اس کے احاطے کی دیوار تھی۔ یہ دیوار اس کی بنیاد سے اُوپر تک 17 فٹ یا 5.18 میٹر بلند ہے اور 60 فٹ موٹی ہے۔ بعد ازاں اس نے

دریافت کیا کہ یہ دیوار دو مختلف سمتوں میں چلی گئی ہے۔ یہ شمالاً جنوباً تقریباً 1700 فٹ طویل ہے جبکہ مشرقاً مغرباً 600 فٹ طویل ہے۔ اس دیوار میں کئی دروازے اور طاقچے بھی موجود ہیں۔ اہرام خود کمپلیکس کے سنٹر میں واقع ہے۔ اس کی بنیاد 377 فٹ طویل ہے۔ اس اہرام کا صرف ایک ہی نامکمل مصطبہ ہے جو ٹیم نے اس کی اثریاتی کھدائی کے اگلے مرحلے میں ایک نشیبی راستہ دریافت کیا جو شمال میں واقع ایک گیلری کی طرف جاتا ہے جو تعمیراتی سامان اور کچرے سے بھری ہوئی اس گیلری کی کھدائی کے دوران کئی اشیاء دریافت ہوئیں جن میں جانوروں کی ہڈیاں پیپرس اور تیسرے شاہی خاندان کے عہد کے ظروف شامل تھے۔ اس کے علاوہ سونے کے بنے ہوئے کنگن، موتی اور ایسے مرتبان بھی ملے ہیں جن پر شاہ سخم خت کا نام لکھا ہوا ہے۔ جب 31 مئی 1954ء کو اس دیوار کو گرایا گیا تو اس اہرام کا نامکمل اور بے تزئین مدفن دریافت ہوا۔ جس میں سنگ جراحت کا ایک تابوت رکھا ہوا تھا جو ابھی تک نہ کھولا گیا معلوم دیتا تھا۔ جب بڑے جان جوکھم کے بعد 26 جون 1954ء کو اس سنگی تابوت کا ڈھکنا اٹھایا گیا تو اسے خالی دیکھ کر سب کو بڑی مایوسی ہوئی۔ 12 جنوری 1959ء کو اس کے دریافت کنندہ جوئیم کی خودکشی کے بعد اس اہرام کی کھدائی کا کام رک گیا اور اس کا اثریاتی کام ادھورا رہ گیا۔

1963ء میں فرانسیسی مفتش جین فلپ لائر کی سرکردگی میں اس کمپلیکس کی اثریاتی کھدائی کا کام دوبارہ شروع ہوا تا کہ اس اہرام کی گمشدہ ممی کو تلاش کیا جا سکے۔ آخر کار جین فلپ نے اس کمپلیکس کے جنوبی حصے میں اس فرعون کا مدفن دریافت کر لیا مگر اس مدفن کو لٹیروں نے پہلے ہی لوٹ کر نوادرات سے خالی کر دیا تھا۔

اسی مدفن میں ملنے والے ایک چوبی تابوت سے ایک دو سالہ بچے کی باقیات ملیں۔

کمپلیکس فرعون سخم خت کا یہ اہرام کمپلیکس سقارہ میں شاہ جوسر کے اہرام کے جنوب مغرب میں دریافت ہوا تھا جو اسی اہرام اور دیگر نامکمل عمارت پر مشتمل تھا۔

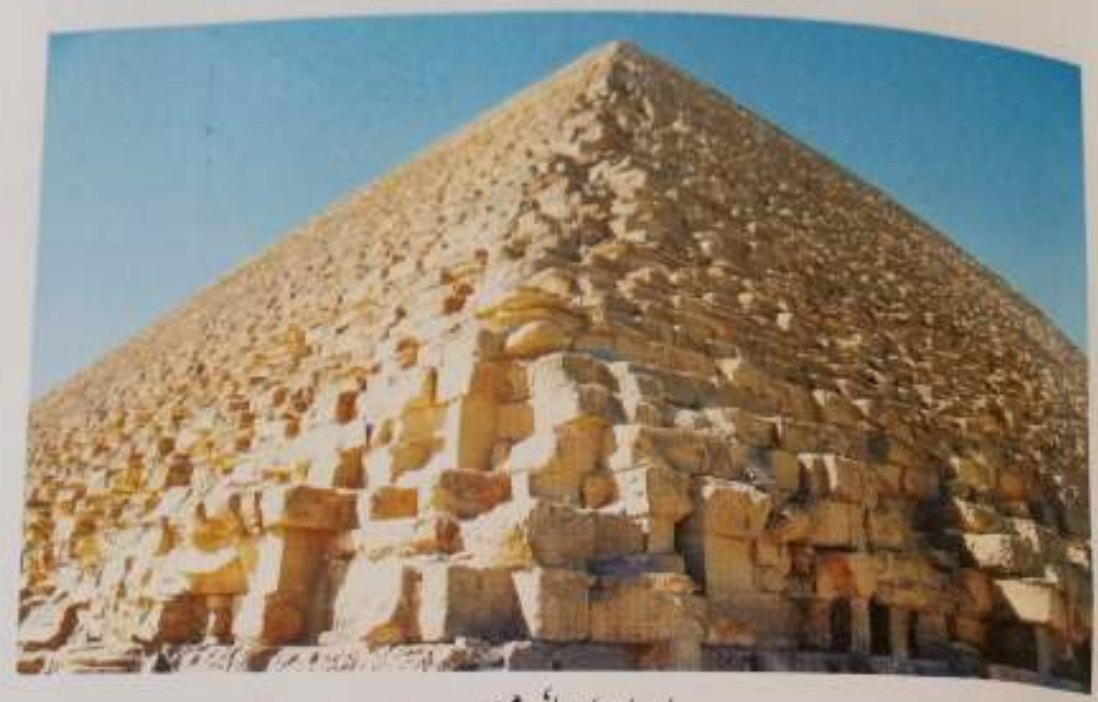

اہرام ادما، مصر

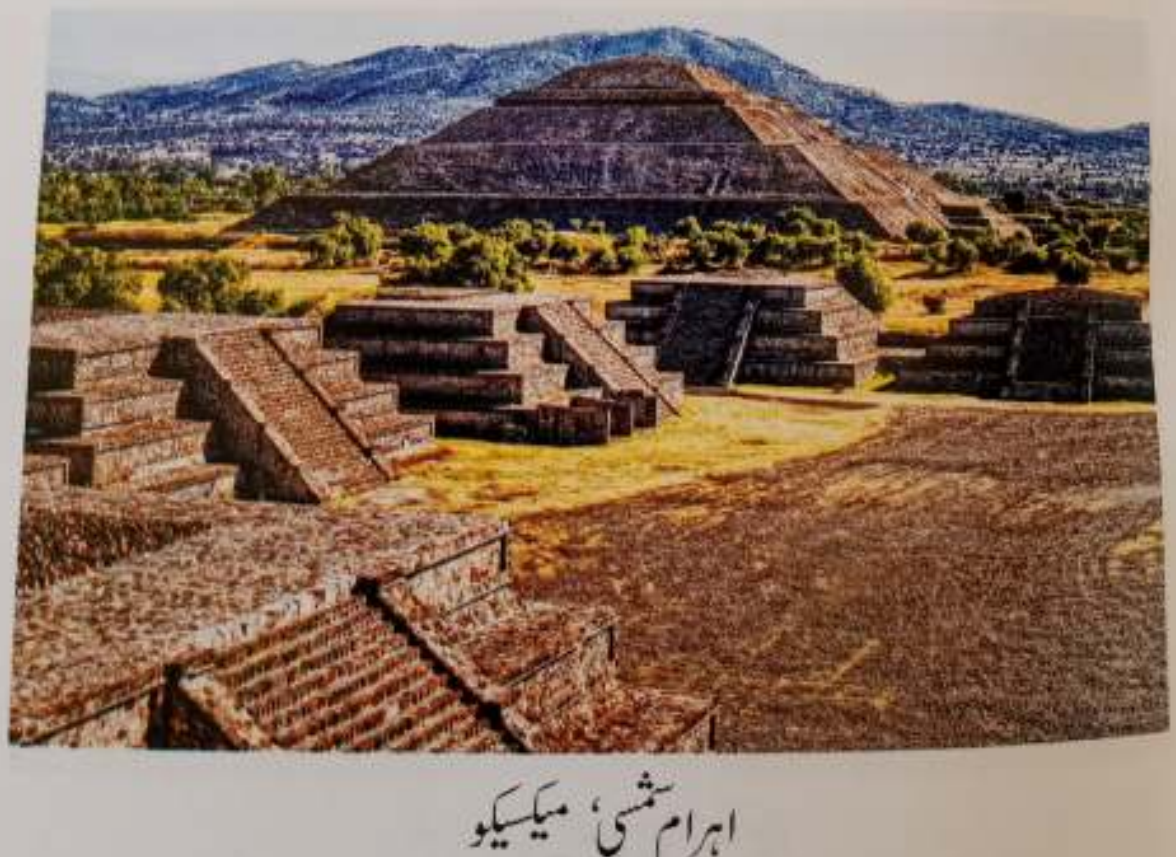

اہرام شمسی، میکسیکو

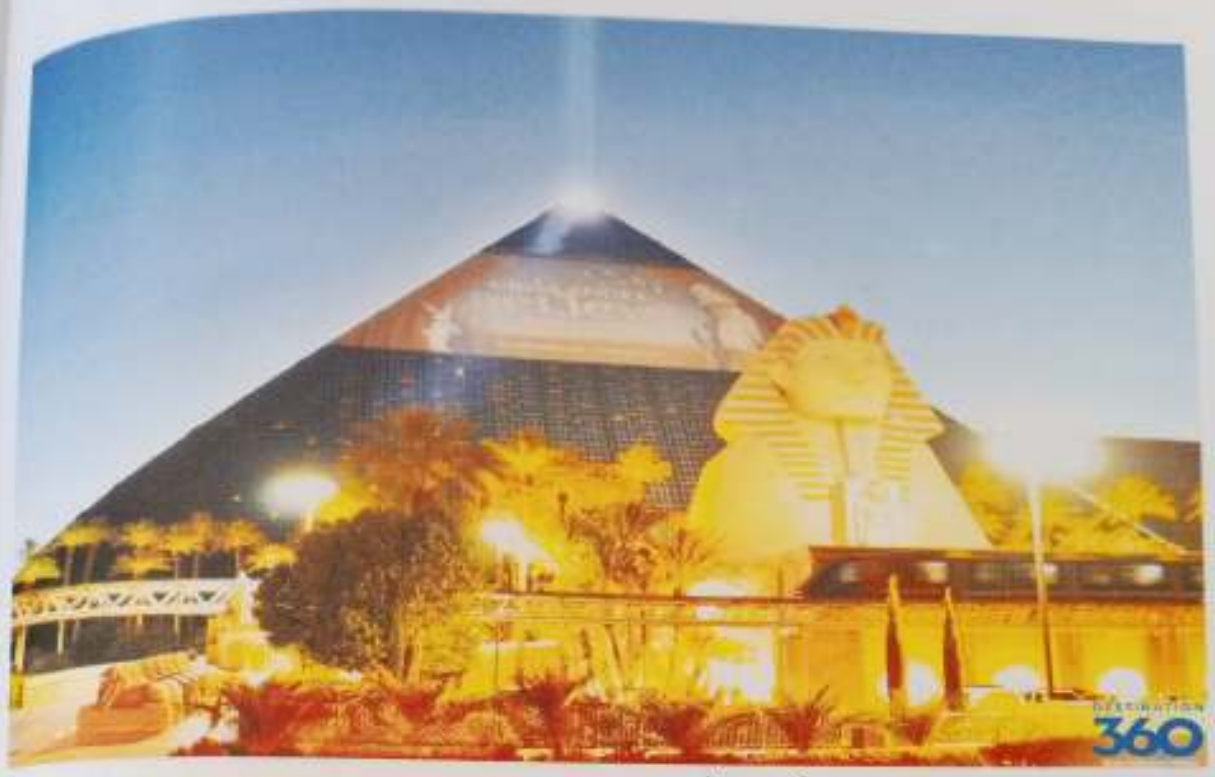

لکسر ہوٹل، دنیا کا جدید اہرام

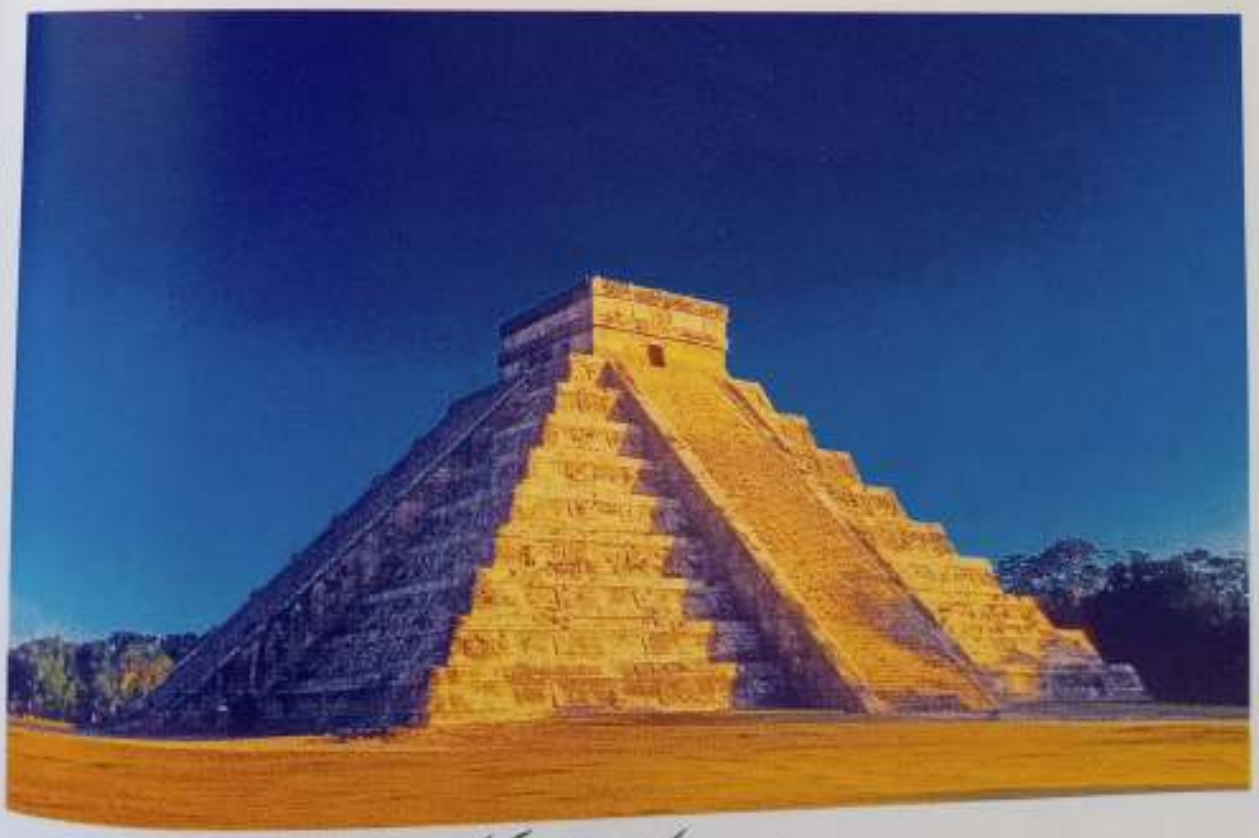

اہرام میان کولکان، میکسیکو

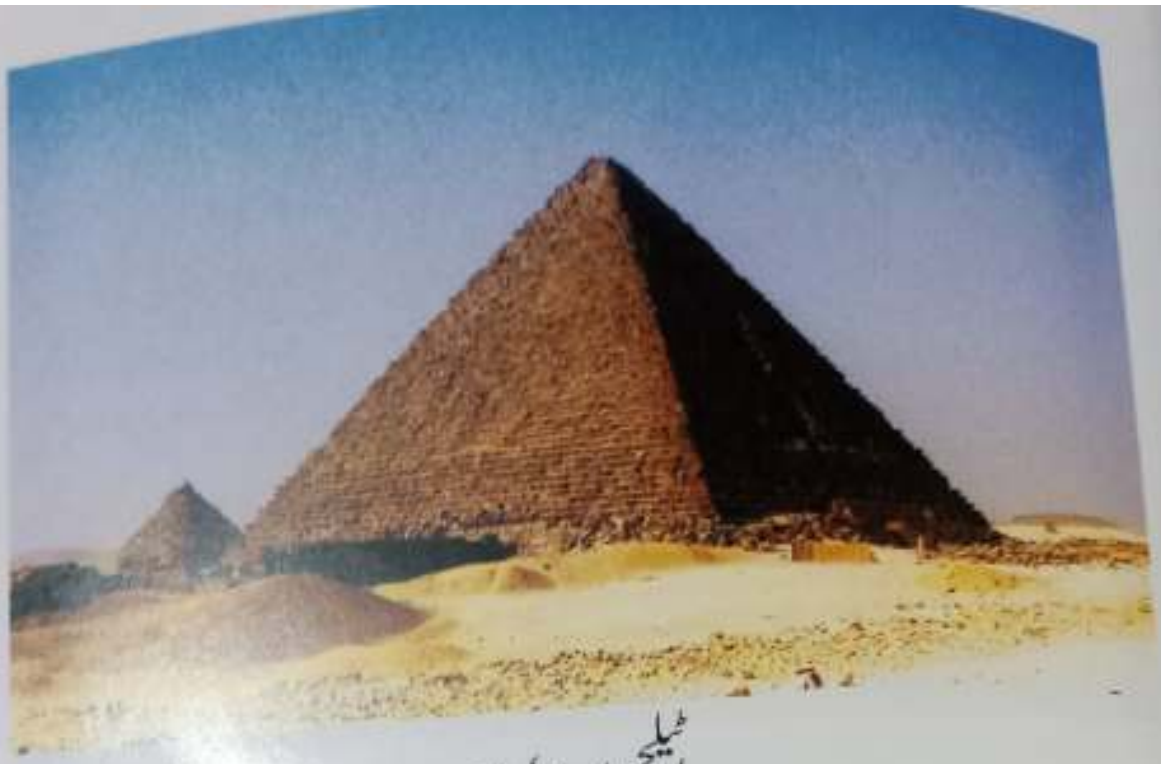

اٹیلجی اہرام، مصر

اہرام صقارہ، مصر

اہرام ارینا

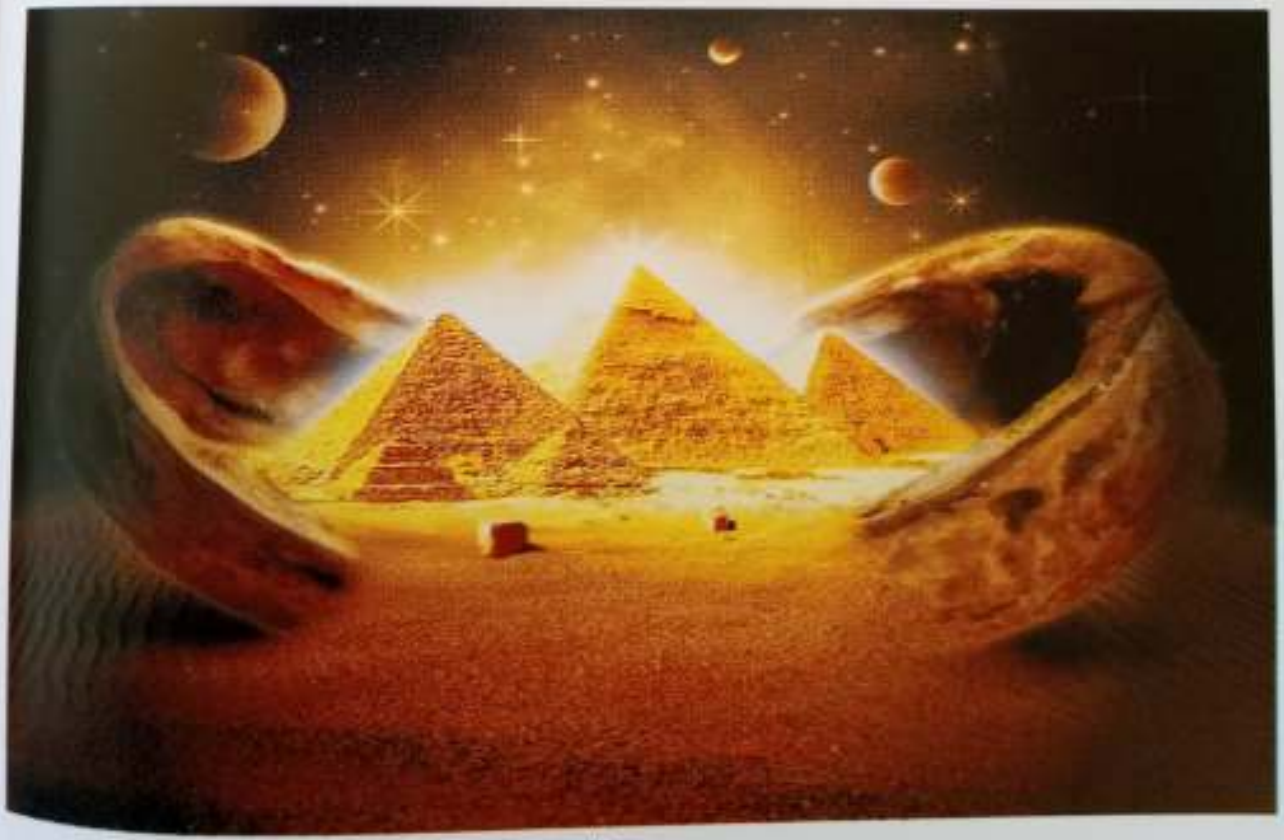

اہرام غزہ، فلسطین

قدیم اہرام مصر

اہرام مصر آب شور

تباه شده اهرام مصر

ادفو اهرام مصر

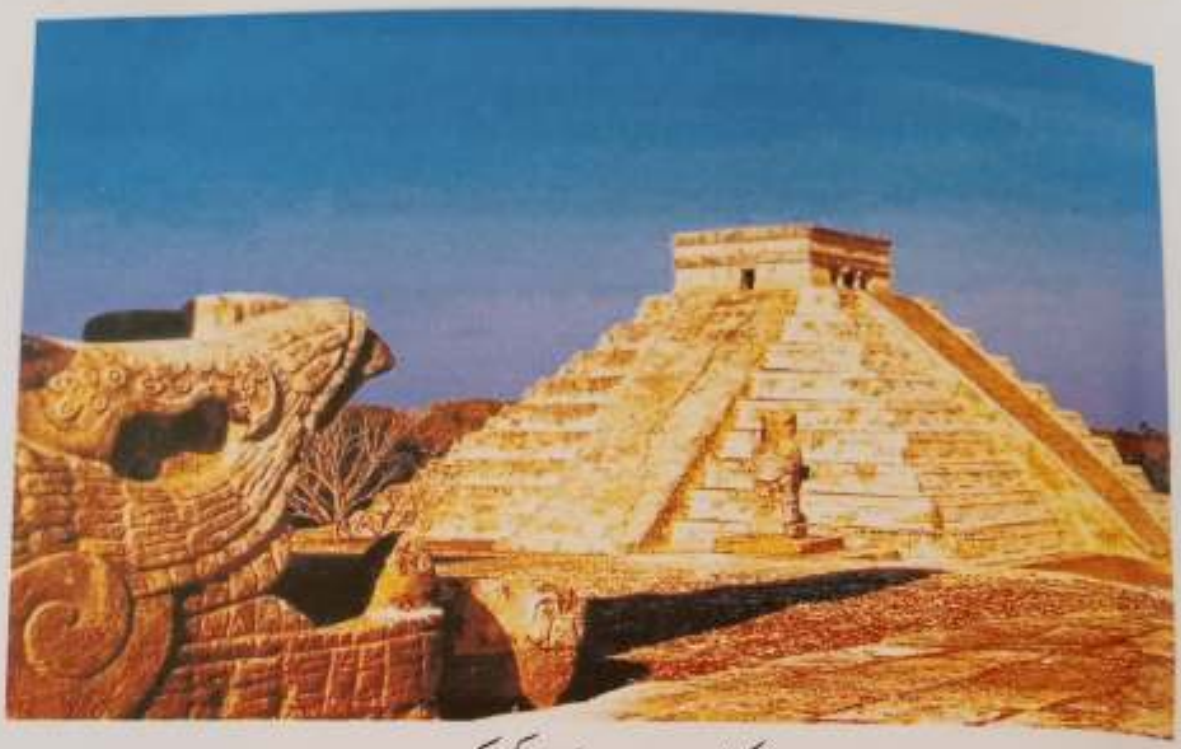

کولکان اہرام، میکسیکو

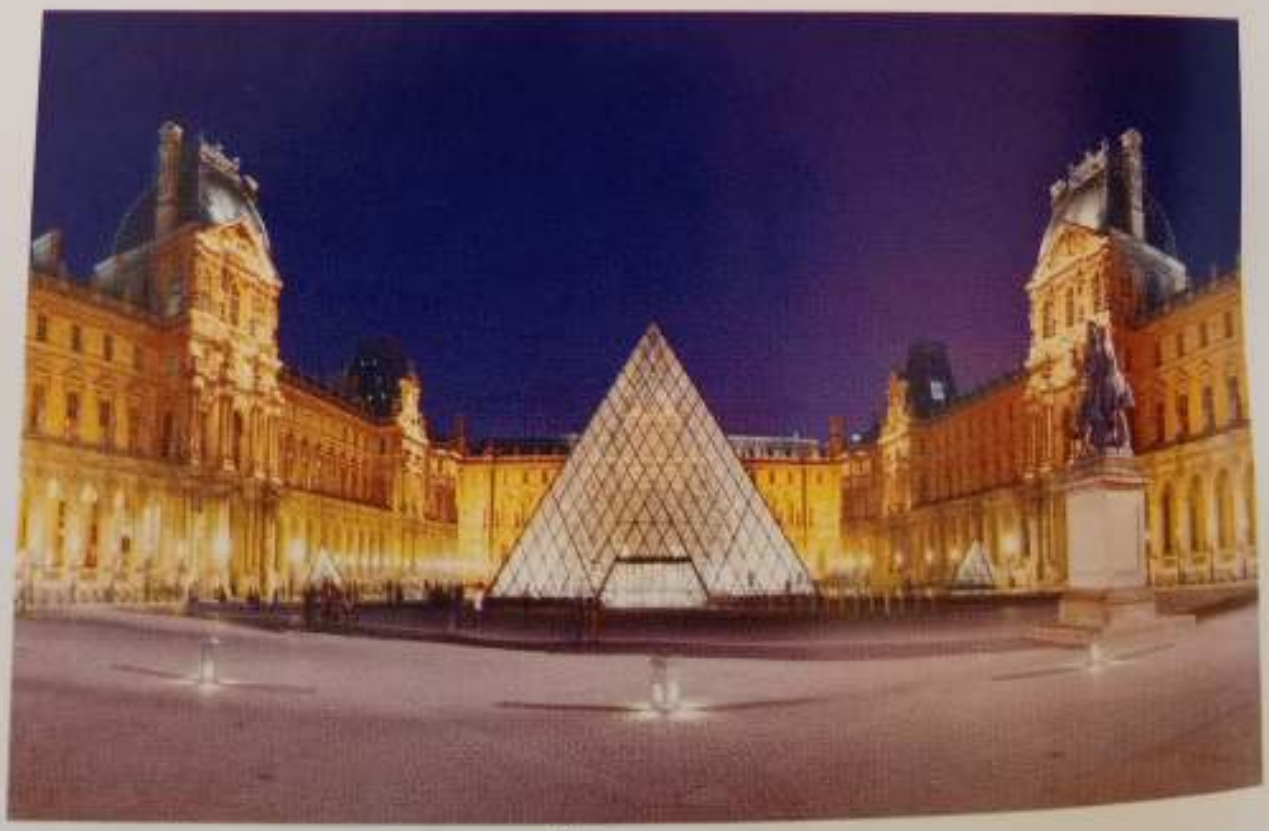

لوورا ہرام، اٹلی

قاہرہ

NKHT AKA

ے بنائی گئی اینٹوں

مؤرخین

کے لیے تعمیر کیا گیا

تعمیرات میں پتھر

ردوبدل کر کے یہ

الاہرم الکذاب یا

میں جب نپولین

مصطبے یا سیڑھیاں

اس کی پانچ سیڑھ

مؤرخ المقریزی

مغربی ماہر کے نز

اہرام خیفس، فلسطین

لوور اہرام، اٹلی

2600ق م اہرام میدوم

PYRAMID OF MEDIUM

قاہرہ کے جنوب میں تقریباً100 میل کے فاصلے پر اہرام میدوم یا اہرام سیخت آ کا SANKHT AKA واقع ہے جو ایک بڑا اہرام ہے۔مگر یہ اہرام پتھروں کی بجائے گارے سے بنائی گئی اینٹوں سے تعمیر کیا گیا ہے۔

مؤرخین کے نزدیک یہ تیسرے شاہی خاندان فراعنہ کے آخری حکمران حونی HUNI کے لیے تعمیر کیا گیا تھا۔اس اہرام کا معمار مشہور معمار اور دانائے مصر ام ہوتپ کا جانشین تھا جو مصری تعمیرات میں پتھر کے استعمال کا بانی تھا۔اسی وجہ سے اس نے ام ہوتپ کے اہرام کے ڈیزائن میں ردوبدل کر کے یہ غیر معمولی اہرام تعمیر کیا تھا۔اپنی غیر معمولی شکل کی وجہ ہی سے عربی زبان میں اسے الاہرم الکذاب یا جھوٹے اہرام کا نام دیا گیا تھا۔یہ اہرام صحرا میں ایک مینار کی مانند کھڑا ہے۔1799ء میں جب نپولین مہم کے دوران اس اہرام کی تفتیشات کی گئی تو اس اہرام کے آج کی طرح ہی تین مصطبے یا سیڑھیاں تھیں تاہم اس اہرام کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ پندرھویں صدی عیسوی تک اس کی پانچ سیڑھیاں جو آہستہ آہستہ وقت کی دست برد کی نذر ہوگئی اور گر پڑیں۔اس کا سراغ مسلم مؤرخ المقریزی کے اس بیان سے ملتا ہے کہ یہ اہرام پانچ سیڑھیوں والا پہاڑ دکھائی دیتا تھا۔تاہم ایک مغربی ماہر کے نزدیک شاید المقریزی کی تحریروں کو ترجمہ کرتے وقت مترجمین سے کوئی غلطی ہوئی تھی۔

اثریاتی کھدائی:

اہرام میدوم کو ماہر اثریات جان شی پیرنگ نے 1837ء میں اثریاتی کھدائی میں کرکے دریافت کیا تھا۔ اس کے بعد 1843ء میں لیپی سیوس اور فلنڈرس پیٹری نے اس کی اثریاتی کھدائی کا کام جاری رکھا۔ اس کے علاوہ بھی کئی دوسرے مغربی ماہر اثریات نے یہاں اثریاتی مطالعہ کیا۔ اس کمپلیکس کی کھنڈراتی حالت میں یہ 65 میٹر یا 213 فٹ بلند ہے۔ ایک 57 میٹر طویل ایک نشیبی راستہ ایک راستہ شمال میں تقریباً زمین سے تقریباً 60 فٹ بلند ہے۔ جو 10 میٹر بلند ہے اور مدفن تک راہنمائی افقی راستے تک جاتا ہے جو عمودی شافٹ تک چلا گیا ہے کرتا ہے۔

ماہر اثریات فلنڈرس پیٹری FLINDERS PETRIE نے 1892ء میں اپنی اثریاتی رپورٹ میں لکھا تھا۔ اہرام میدوم غزہ کے عظیم اہرام سے تعمیراتی نسبت رکھتا ہے۔

سیڑھیاں یا مصطبات:

اس اہرام کے پہلے مصطبہ میں لٹیروں کی بنائی ہوئی ایک سرنگ موجود ہے جو شاہی مدفن تک چلی گئی ہے۔ یہ بڑی عمودی اور تنگ و تاریک سرنگ ہے لیکن شاہی مدفن خود بڑا کشادہ ہے اور اس میں سرخ سنگ ساق کا ایک تابوت رکھا ہوا ہے۔ سرخ سنگ ساق کا قدیم مصری تعمیرات میں یہ اولین استعمال ہے۔ اس اہرام کا دوسرا مصطبہ 'مصطبہ نیفرمات NEFERMAT کہلاتا ہے۔

تیسرے شاہی خاندان فراعنہ کے آخری حکمران حونی کے عہد کے ایک وزیر کیگی منی KEGEMINI نے اپنے بچوں کے لیے ہدایات لکھیں تھیں' اغلب یہی ہے کہ اہرام میدوم کا معمار اور ام حوتپ کا جانشین یہی وزیر تھا۔

اس اہرام کے مدفن کی دیواریں منقش ہیں اور ان پر مختلف مناظر نقش کیے گئے ہیں۔ان میں سے ایک منظر میں ہنس کو گھاس کھاتا ہوا دکھایا گیا ہے۔یاد رہے کہ ہنس قدیم مصریوں کا ایک من بھاتا کھاجا تھا۔

2600ق م جھکا ہوا یا خمیدہ اہرام
BENT PYRAMID

خمیدہ اہرام BENT PYRAMID مصر کے قدیم ترین اہراموں میں سے ایک ہے۔ یہ داہشور DAHSUUR کے شاہی قبرستان میں آج کے قاہرہ سے تقریباً 40 میل جنوب میں واقع ہے۔ اسے قدیم بادشاہت کے تیسرے شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے فرعون سنیفرو SNEFERU نے تعمیر کرایا تھا۔ یہ اہرام ابتدائی اہرامی فن تعمیر کی ایک عمدہ مثال ہے اور فرعون سنیفرو کے حکم پر تعمیر کیا جانے والا دوسرا اہرام ہے۔

اہرام کا زیریں حصہ ریگستان میں 54 ڈگری کے خم کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہے جبکہ اس اہرام کا بالائی حصہ 43 درجے کے زاویے پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اسی فرق کی وجہ سے اہرام خمیدہ نظر آتا ہے۔

ماہرین اثریات کے مطابق یہ اہرام سیڑھی دار اہراموں اور ہموار سطح والے اہراموں میں درمیان کی کڑی ہے شاید دوران تعمیر جب اس عمارت کے معماروں کو اس کے خمیدہ ہونے کی وجہ سے اس کے گر جانے کا خطرہ پیدا ہوا تو انہوں نے عمارت کو گرنے سے بچانے کے لیے اس کا بالائی حصہ ایک تنگ زاویہ پر تعمیر کیا ہوگا۔ یہ نظریہ شاید ملحقہ سرخ اہرام RED PYRAMID کی وجہ سے قائم کیا گیا ہو جو فرعون سنیفرو ہی نے خمیدہ اہرام کے فوراً بعد تعمیر کرایا تھا۔ سرخ اہرام اس کی بنیادوں سے ہی 43 درجے کے زاویے پر تعمیر کیا گیا تھا۔

خمیدہ اہرام۔

قدیم مصر سے تعلق رکھنے والے دریافت شدہ 90 اہراموں میں یکتا و بے مثال ہے۔اس کے علاوہ اس اہرام کی بیرونی سطح پر لگائے گیے پالش شدہ پتھروں کا غلاف بھی بڑی حد تک صحیح وسالم ہے۔ایک برطانوی تعمیراتی انجینئر پیٹر جیمز نے اس اہرام کے بیرونی غلاف کے صحیح وسالم محفوظ رہنے کو اس کی تعمیراتی خوبی قرار دیا ہے۔

اندرونی راہداریاں:

خمیدہ اہرام میں داخل ہونے کے دو راستے ہیں۔اس کا مدخل جو شمالی سمت میں واقع ہے بہت زیریں ہے۔اسی وجہ سے اس راستے سے اہرام میں داخل ہونے والے زائرین کے لیے لکڑی کا ایک زینہ بنا دیا گیا ہے جبکہ دوسرا راستہ جو کافی بلند ہے وہ اہرام کی مغربی سمت میں واقع ہے۔یہ دونوں راستے اہرام کے مرکزی ایوان تک چلے جاتے ہیں اس ایوان کی چھت پتھروں کے اگے کو نکلے ہوئے ٹکڑوں سے بنائی گئی ہے۔شمالی راہداری ایک ایسے ایوان تک چلی گئی ہے جو زیر زمین واقع ہے۔شمالی ایوان کی چھت میں ایک سوراخ ہے جس میں آج کل نیچے اترنے کے لیے ایک سیڑھی لگا دی گئی ہے۔مغربی راہداری کو دو بڑے پتھریلے بلاکوں سے بلاک کر دیا گیا ہے۔

فرعون سنیفرو:

فرعون سنیفرو SNEFRU چوتھے شاہی خاندان فراعنہ کا پہلا حکمران تھا۔یہ فرعون حونی HUNI کا کسی دوسرے درجہ کی بیوی سے بیٹا تھا۔اس نے شہزادی ہیتی فنیز HETEPHERESA سے شادی کی تھی اور اسی وجہ سے وہ بادشاہ بنا تھا چونکہ یہ شہزادی ملکہ مصر کی بیٹی تھی۔اسی فرعون کے عہد میں صحیح معنوں میں اہراموں کی تعمیر کا آغاز ہوا تھا۔اس کا عہد بعد میں آنے والی نسلوں نے یاد رکھا۔لوگ اسے ''مہربان بادشاہ'' کے لقب سے پکارتے تھے۔سنیفرو

نے اپنے 24 سالہ عہد میں کم از کم تین اہرام تعمیر کروائے جن میں سے ایک یہی خمیدہ اہرام تھا۔ اس اہرام کی تعمیر میں بہت اعلیٰ درجے کا پتھر استعمال ہوا تھا۔ اسی وجہ سے اسے مصری "جنوب کا چمکتا ہوا اہرام" THE SOUTHERN-SHINING-PYRAMID کہتے تھے۔ اس کی اونچائی تقریباً 310 فٹ سے زائد ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر آیا اس اہرام کو معماروں نے ایک کشادہ زاویے پر تعمیر کرنا شروع کیا تھا مگر بعد ازاں حفاظتی اقدام کے طور پر یہ زاویہ تنگ کرنا پڑا۔ طفیلی اہرام SATELLITE PYRAMID۔ خمیدہ اہرام کے 55 میٹر جنوب میں ایک طفیلی اہرام فرعون کا KA کی تدفین کے لیے تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ 26 میٹر بلند اور بنیاد پر 58.80 میٹر طویل ہے۔ اس طفیلی اہرام کی راہداریوں کا ڈیزائن غزہ کے عظیم اہرام سے ملتا جلتا ہے۔

خمیدہ اہرام مصر کے اہراموں میں وہ واحد اہرام ہے جس کا بیرونی حفاظتی غلاف جو پالش دار پتھروں کا آج بھی تقریباً صحیح وسالم حالت میں ہے۔ سقارہ اور داہشور SAQQRA AND DAHSHUR سقارہ ایک وسیع قدیم مصری قبرستان ہے جو فراعنہ مصر کا شاہی قبرستان تھا۔ یہ مصر کے قدیم دارالحکومت میمفس MEMPHIS کا ملحقہ قبرستان تھا۔ اس قبرستان مصر کے کئی مشہور اہرام واقع ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور اہرام زوسر ہے جو دنیا کا اولین سیڑھی دار اہرام ہے۔

داہشور (DAHSHUR) دریائے نیل کے مغربی کنارے پر تقریباً 40 کلومیٹر جنوب میں قاہرہ کے صحرا میں واقع ایک شاہی گورستان ہے۔ جہاں کئی اہرام واقع ہیں۔

2600 ق م سرخ اہرام

الھرم الاحمر RED PYRAMID

الھرم الاحمر یا سرخ اہرام جو شمالی اہرام NORTH PYRAMID بھی کہلاتا ہے۔ داہشور کے قبرستان میں واقع تین بڑے اہراموں میں سب سے بڑا ہے۔ اس کو سرخ اہرام اس کے سرخی مائل رنگت رکھنے والے پتھروں کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ یہ تمام مصری اہراموں میں بھی تیسرا بڑا اہرام ہے۔ اس سے پہلے اول نمبر اور دوم نمبر پر غزہ میں واقع اہرام خوفو اور اہرام خفرا KHAFARA آتے ہیں۔ اپنی تعمیر کے زمانے میں سرخ اہرام دنیا کی سب سے بلند عمارت تھا جو انسانی ہاتھوں نے اس وقت تک تعمیر کی تھی۔ اس کے علاوہ اس اہرام کو دنیا کا اولین ہموار سطح رکھنے والے اہرام کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ مقامی مصری باشندے اس اہرام کو الھرم الوظواط EL-HERAM ELWATWAT بھی کہتے ہیں۔

سرخ اہرام ہمیشہ سے سرخ نہیں تھا بلکہ اس کی بیرونی سطح پر سفید چونے کے ٹیورا TURA پتھر کا غلاف چڑھا ہوا تھا اب اس سفید چونے کے پتھروں میں سے کچھ ہی شاید کسی کونے پر باقی رہ گئے ہیں۔ یہ پتھر قاہرہ میں ہونے والی تعمیرات کے لیے اس اہرام سے اتار کر

لے جایا گیا ہے۔ اس سفید پتھر کی سلوں کے اترنے کے بعد اہرام کی سرخ زیریں سطح سامنے آگئی ہے۔ سرخی مائل رنگت رکھنے والے سنگ سماق کے بلاکوں کی وجہ سے ہے۔

تاریخ:

یہ تیسرا اہرام تھا جسے قدیم بادشاہت کے تیسرے حکمران خاندان سے تعلق رکھنے والے فرعون سنیفرو نے تعمیر کروایا تھا۔ یہ خمیدہ اہرام سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر شمال میں واقع ہے۔ یہ 430 درجے کے تنگ زاویے پر تعمیر کیا گیا ہے جس پر خمیدہ اہرام کا بالائی حصہ تعمیر کیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے قابل توجہ حد تک دوسرے مصری اہراموں سے مقابلتہً زیادہ مسطح اور ہموار نظر آتا ہے۔ اس کی تعمیر مؤرخین کے نزدیک فرعون سنیفرو کے عہد کے تیرھویں سال میں ہوئی تھی تاہم کئی ایک ماہر مصریات اس کی مدت تعمیر سے متفق نہیں ہیں۔ مدت تعمیر کا یہ اندازہ ماہرین نے اس کی سطح پر تعمیراتی گزھوں سے لگایا۔ ریز سٹیڈل مین RAINER STADELMANN کے مطابق اس کی تعمیر میں تقریباً 17 سال لگے تھے۔ جبکہ جان روم نامی ایک ماہر کے مطابق اس کی تعمیر میں 10 سال اور سات ماہ صرف ہوئے تھے۔

ماہرین اثریات کے تخمینہ کے مطابق اس اہرام کی بے داغ منصوبہ بندی اس انجینری بحران کا نتیجہ تھی جو سنیفرو کے حکم پر تعمیر کیے جانے والے دو اولین اہراموں کی تعمیر کے دوران پیش آیا تھا۔ جن میں سے ایک اہرام میدوم تھا جو قدیم زمانے ہی میں دریخت کا شکار ہو گیا تھا جبکہ دوسرا اہرام خمیدہ اہرام تھا جو تعمیری زاویے میں خرابی کی وجہ سے ڈرامائی طور پر خمیدہ ہو گیا تھا اور اس کا زیریں حصہ 53 درجے کے زاویے پر اور بالائی حصہ 43 کے درجے کے تنگ زاویے پر تعمیر کیا گیا تھا۔ کئی ماہرین اثریات اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اہرام میدوم وہ پہلا اہرام تھا جو سیڑھی دار اہرام کے مقابلے میں مسطح اور ہموار تعمیر کیا گیا تھا۔ تاہم یہ اسی دوران گر گیا تھا جب خمیدہ اہرام کی تعمیر کی جا رہی تھی۔ آج کے زمانے میں الاہرم الاحمر یا سرخ اہرام 105 میٹر یا 344 فٹ بلند ہے۔

سرخ اہرام کی قبرستان دہشور میں دریافت کے بعد اس کی تعمیر و مرمت بھی کی گئی ہے۔ اس اہرام کی شمالی سمت میں سیاحوں کے اس کی چوٹی تک پہنچنے کے لیے قدمچے اس کے پتھروں تراش کر بنائے گئے ہیں۔ اسی طرح ایک 3 فٹ چوڑا راستہ بھی 27 درجے کے زاویے پر بنایا گیا تھا۔ تاہم یہ راستہ بعد ازاں بند بھی کر دیا گیا تھا۔

اس اہرام کا دوسرا ایوان بھی اس کے پہلے ایوان کی طرح براہ راست اس کی چوٹی کے نیچے ہے۔ جنوبی سمت میں کچھ بلندی پر اس اہرام میں داخل ہونے کا راستہ ہے جس تک پہنچنے کے لیے سیاحوں کے آرام کے لیے ایک لکڑی کا زینہ بنا دیا گیا ہے۔ یہیں سے ایک افقی راستہ اس اہرام کے تیسرے اور آخری ایوان CHAMBER تک جاتا ہے جس کی چھت 50 فٹ بلند ہے اس ایوان سے ایک ممی بھی ملی تھی۔

اہراموں کی مثلث شکل

دریائے نیل کے کنارے واقع اہراموں کی مثلث شکل کے بارے میں ماہرین کا خیال ہے کہ جو کوئی چیز بھی مثلث شکل کے حصار میں آئے گی اس پر مقناطیسی لہریں مرکوز ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے اس کے اندر موجود کوئی چیز بھی گلے سڑے گی نہیں۔ شاید یہی اہرامی راز جاننے کے بعد فراعنہ مصر نے حنوط شدہ لاشوں کو بوسیدگی کے عمل سے بچانے کے لیے اپنے مقابر کو مثلث کی شکل دی تھی۔ شاید اسی وجہ سے ان اہراموں میں ہزاروں سال گذرنے کے باوجود گندم اور شہد جیسی چیزیں بھی محفوظ رہیں۔

2560ق م اہرام خوفو، غزہ کا عظیم تر اہرام

GREAT PYRAMID OF GIZA

اگرچہ وقت نے غزہ کے اس عظیم تر اہرام کی شان وشوکت اور سطوت کو بری طرح مجروح کردیا ہے تاہم صحرا کی ریتلی سطح پر تعمیر شدہ یہ عظیم اہرام وقت کی بے رحم طاقت کو شکست دے کر آج بھی صحرائے مصر میں سینہ تانے کھڑا ہے اور اپنی وسعت، وزن اور پیمائش سے سیاحوں کو ششدر کر کے رکھ دیتا ہے۔ یہ بنی نوع انسان کی بہادری اور بے مثال قوت ارادی کا ایک نایاب نمونہ ہے۔ ماہرین مصریات کے مطابق جب یہ اہرام اس کے معماروں نے تکمیل کے مراحل میں پہنچایا تھا تو اس کی بیرونی سطح کو بہترین پالش شدہ چونے کے پتھروں کا غلاف پہنا دیا تھا۔ چونے کے پتھر کی یہ سلیں ایک سو انچ سے زائد چوڑی تھیں۔ تاہم جب اس عظیم اہرام کا یہ غلاف اس پر سے اتار لیا گیا اور یہ پتھر قاہرہ کی ایک مسجد کی تعمیر میں استعمال کیا گیا تو اس ہرام کا بنیادی حسن ماند پڑ گیا۔ فرعون خوفو CHEOPS کا یہ اہرام غزہ کے تینوں اہراموں میں سب سے قدیم اور سب سے بڑا ہے۔ اسے دنیا کے قدیم سات عجائبات عالم میں سے ایک قرار دیا جاتا ہے۔ یہی عجوبہ ان سات عجائبات عالم میں سے آج بھی صحیح وسالم ہے جبکہ 6 عجائبات وقت کے بے رحم ہاتھوں نے مسخ کر کے رکھ دیے ہیں۔ ماہرین مصریات EGYPTOLOGISTS کے مطابق یہ اہرام

چوتھے شاہی خاندان فراعنہ کے فرعون خوفو CHEOPS کے لیے تعمیر کیا گیا تھا۔ ماہرین نے اس اہرام کی تعمیر کا دورانیہ 10 سے 20 سال قرار دیا ہے۔ اس کا سال تعمیر اندازاً 2560 ق م ہے۔ اپنی تعمیر کے وقت یہ 146.5 میٹر 481 فٹ بلند تھا۔ 3800 سال تک اس اہرام کو انسان کے ہاتھوں تعمیر ہونے والی دنیا کی بلندترین عمارت قرار دیا گیا تھا اور اس طویل عرصے میں یہ اعزاز کسی اور عمارت کو حاصل نہیں ہو سکا۔

اس عظیم اہرام کے اندرونی حصے میں تین ایوان CHAMBERS اب تک دریافت ہوئے ہیں۔ سب سے زیریں ایوان اس زیریں چٹان میں تراشا گیا ہے جس پر یہ عظیم اہرام تعمیر کیا گیا ہے۔ ایوان شاہی اور ایوان ملکہ اس اہرام کے بالائی حصے میں واقع ہیں۔ عظیم اہرام غزہ مصر میں تعمیر کیے جانے والے سب اہراموں میں واحد ہے جس میں نشیبی اور بلند ہوتی ہوئی راہداریاں یا غلام گردشیں موجود ہیں۔ اس اہرام کی تعمیر کے وقت اس کا واحد داخلی راستہ شمالی سمت میں اس کی بنیادوں سے 50 فٹ بلندی پر رکھا گیا تھا۔ بہت سارے ماہرین تعمیرات اس بات پر متفق ہیں کہ اس اہرام کی تعمیراتی پیمائش میں سائنسی تکنیک کارفرما ہے۔ ان کے نزدیک اہرام کا یہ دروازہ اہرام کی ڈھلوانی سطح کے وسط میں 1022ء286 انچ کے فاصلے پر ہے جو آفاقی قانون ربط کی نفی کرتا ہے۔ ایک ماہر اہرامیات کے مطابق یہ مادی اور غیر مادی اشیا کے باہمی ربط کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ دروازہ ایک سرنگ میں کھلتا ہے جسے نشیبی غلام گردش DESCENDING PASSAGE کہا جاتا ہے۔ اس کے مدخل پر اس کی پیمائش 47.5x41.5 فٹ ہے۔ یہ نشیبی راہداری یا غلام گردش 26 درجے 18 فٹ 917 کے زاویے پر 347 فٹ طویل ہے۔ اس راہداری کا نشیب اچانک ختم ہو جاتا ہے اور پھر یہ افقی سمت میں تین فٹ تک جاتی ہے۔ اس کی چھت مکمل طور پر مسطح ہے۔ یہ اس نشیبی راہداری ایک ایوان یا غار نما کھوہ پر ختم ہوتی ہے جو 46.1x27.7 فٹ کشادہ ہے۔ اس غار کی گہرائی ایک فٹ سے 14 فٹ ہے۔ جب کوئی سیاح اس نشیبی راہداری میں

اترتا ہے تو تقریباً 1100 انچ کا سفر کر کے اچانک وہ ایک کھلی جگہ میں پہنچ جاتا ہے جہاں سے بالائی راہداری ASCENDING PASSAGE شروع ہو جاتی ہے۔ یہ بالائی غلام گردش نشیبی راہداری سے 26 ڈگری کے زاویے پر الگ ہو جاتی ہے 128 فٹ اور 10 انچ کے فاصلے پر اہرام عظیم کی گرینڈ گیلری THE GRAND GALLERY شروع ہو جاتی ہے۔ اس عظیم گیلری کے نزدیک ہی ایک بڑا گڑھا ہے جسے THE WELL یا کنویں کا نام دیا گیا ہے۔ گیلری میں آنے والے سیاحوں کو اس گڑھے سے بہت چوکنا رہنا پڑتا ہے آپ اہرام کے اس کرہ نما حصہ میں 3 فٹ سے بھی کم آگے بڑھیں گے تو آپ کو یہاں ایک چوکور گڑھا نظر آئے گا۔ اسی راستے سے جب سیاح آگے بڑھتے ہیں تو نشیبی غلام گردش کی چھت پر آ جاتے ہیں یہاں کی تمام دیواریں سپاٹ ہیں اور ان میں صرف ایک ہی طاس ہے جسے ماہرین مصریات نے THE GROTTO کا نام دیا ہے۔ گرینڈ گیلری کا فرش فرازی غلام گردش یا راہداری ہی کے زاویے پر لگایا گیا ہے۔ یہ کمرہ یا ایوان 28 فٹ بلند ہے۔ جس کی زیادہ سے زیادہ چوڑائی سات فٹ ہے۔ اس گیلری سے 159 فٹ آگے عظیم چبوترہ یا قدمچہ GREAT STEP ہے۔ یہ سرخ چونے کے پتھر RED LIMESTONE کا ایک کشادہ بلاک ہے جو زیریں سطح سے تقریباً 3 فٹ بلند ہے یہ بلاک 161 انچ طویل ہے۔ اس چبوترہ کے ایک سرے پر ایک پتھریلی دیوار ہے جس کی تہہ میں ایک چھوٹی سی سرنگ ہے جو تقریباً 11475 فٹ بلند ہے۔ یہ سرنگ پورے اہرام کی راہداریوں میں سب سے زیادہ تنگ اور تاریک ہے اس سے تقریباً 1/2 4 فٹ آگے ذیلی ایوان ANTI CHAMBER شروع ہو جاتا ہے۔ اس ذیلی ایوان میں تقریباً 12x40 فٹ کے فاصلے پر ایک سنگ خارا کی ایک دہری سل ہے جسے GRANITE LEAF کا نام دیا گیا ہے۔ یہ فرش [illegible] فٹ کی بلندی پر معلق ہے۔ اسی دہری سل کے ایک طرف 5x5 انچ کا ایک چھ [illegible] رے کی نعل کی شکل کا ہے ماہرین اہرامیات اسے

ایک اہرامی انچ جتنا موٹا قرار دیتے ہیں۔اس چھوٹے سے سنگی نعل کا نام THE BOSSS رکھا گیا ہے۔ماہرین اہرامیات کا خیال ہے کہ اس نعل نما پتھر کی اس مقام پر موجودگی یہ ظاہر کرتی ہے کہ قدیم مصری معماروں نے THE BOSS کو شاید اس اہرام تعمیراتی اکائی قرار دے کر یہاں نصب کیا تھا اور یہی اکائی شاید پورے اہرام کی تعمیر میں کارفرما ہے۔اس اہرامی اکائی کا تصور سب سے پہلے ریاضی دان پیازی اسمتھ نے پیش کیا تھا۔پیازی اسمتھ نے ایک یہ دعویٰ یا نظریہ بھی پیش کیا تھا کہ خوفو کے اہرام کی بنیاد قدیم مصریوں نے زمین کے گردشی محور پر رکھی تھی۔جو زمین کے ایک قطب سے دوسرے قطب کا درمیانی فاصلہ ہے یا خط مستقیم ہے۔یہ فاصلہ تقریباً 789943 برطانوی میل یا 1500,500,500 انچ تھا مگر اہرامی انچ کی اکائی کے حساب سے 1500,000,000 بنتا تھا۔بہرحال ماہرین اہرامیات اہرامی اکائی کے متعلق مختلف نظریات پیش کرتے رہے ہیں۔

ایوان شاہی:

اس عظیم اہرام کے ایوان شاہی میں داخل ہونے کے لیے پہلے ایوان ذیلی ANTI CHAMBERS میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ایوان ذیلی کے جنوبی گوشے میں ایک غلام گردش ہے جو 7، 101 انچ طویل ہے۔یہی راہداری ایوان شاہی KINGS CHAMBERS تک پہنچنے کا واحد راستہ ہے۔ایوان شاہی اس اہرام کا خاص اور انتہائی خوبصورت کمرہ ہے۔

ایوان شاہی 1742x4، 34 کی پیمائش کا کمرہ ہے۔اس کی دیواروں کی بلندی 1942 فٹ ہے۔یہ دیواریں گلابی رنگت والے سنگ سماق سے تعمیر کی گئی ہیں۔یہ پتھر خوب اچھی طرح پالش کر کے چمکایا گیا ہے۔ایوان شاہی میں نظام ہواداری دو شافتوں کی مدد سے قائم کیا گیا ہے یہ شافتیں 9 انچ چوڑی ہیں اور اہرام سے باہر کھلتی ہیں۔ایوان شاہی کی سب سے خوبصورت سجاوٹ شاہی صندوق KINGS KOFFER ہے جو گلابی رنگ کے سنگ خارا کے ایک

بڑے ٹکڑے سے خوبصورتی سے تراشا گیا ہے اور انتہائی خوبصورتی کے ساتھ پالش کیا گیا ہے۔ اس تابوت یا صندوق شاہی کو پہلے بادشاہ کا تابوت خیال کیا جاتا تھا مگر بعد ازاں ماہرین کا خیال بدل گیا اور اب کوئی ماہر بھی اس صندوق کی نوعیت کے متعلق کوئی یقینی بات نہیں بتا سکتا۔

یہ صندوق 7 1/2x3.43 فٹ پیمائش کا حامل ہے۔ اس کی گہرائی 3445 فٹ ہے۔ یہ صندوق 6 انچ موٹے سنگ خارا سے تیار کیا گیا ہے۔ اس صندوق کے متعلق جو پہلا سوال ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا یہ بادشاہ کی تدفین کے لیے تیار کیا گیا تھا؟ یا یہ صندوق کسی چیز کی علامت ہے؟ تاہم ان سوالوں کے جوابات اہرام کے متعلق کئی دوسرے سوالوں کے جوابات کی طرح نہیں ملتے۔

ایوان ملکہ QUEEN`S CHAMB:

سنگ سماق سے بنا ہوا ایسا کمرہ ہے جس میں کوئی چیز فرنیچر کے نام کی سرے سے موجود نہیں ہے اور نہ ہی کسی طرح سے اس کی سجاوٹ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ ایوان 17x10=18 فٹ کشادہ ہے۔ اس کی دیواریں 15.44 فٹ بلند ہیں۔ اس کمرے کی محرابی ڈاٹ دار چھت کی بلندی زیادہ سے زیادہ 20 فٹ پانچ انچ ہے۔ ایوان ملکہ کی مشرقی سمت میں ایک بڑا طاق بنا ہوا ہے جسے GREAT NICHE کا نام دیا گیا ہے۔

تاریخ:

غزہ کا عظیم اہرام فرعون خوفو کے لیے تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ فرعون چوتھے شاہی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ فرعون سنیفرو کا ایک بیٹا تھا اور ایک جلیل القدر بادشاہ تھا۔ وہ سیلاب نیل کے مہینوں میں مصر کے لوگوں کو اس عظیم اہرام کی تعمیر پر لگا دیتا تھا۔ اس نے اس طریق پر مصر کے لوگوں کے لیے تاریخ میں پہلی بار روزگار فراہم کرنے کا سلسلہ شروع کیا تھا۔

غزہ کا یہ عظیم اہرام اپنی تکمیل کے وقت مکمل طور پر سفید چونے کے پتھر سے ڈھکا گیا

تھا۔ یہ سفید چونے کے پتھر WALTE LIMESTONE کے پالش شدہ پتھر کے بلاک تھے جنہیں نہایت ہنرمندی سے تراشا اور اہرام کی بیرونی سطح پر جمایا گیا تھا۔ 1300 عیسوی میں آنے والے ایک شدید زلزلے نے عظیم اہرام کے اس بیرونی غلاف کے بہت سے پتھروں کو اکھاڑ کر رکھ دیا جس کے بعد ان پتھر کو اس وقت کے مصر کے ملوک بحری النصر ناصر الدین الحسن کے حکم پر چھکڑوں پر لاد کر قاہرہ لے جایا گیا جہاں وہ مختلف قلعوں اور مساجد کی تعمیر میں استعمال ہوئے اور آج بھی یہ پتھر ان عمارت میں لگے ہوئے دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس زمانے میں اس عظیم اہرام کی سیاحت کے لیے آنے سیاحوں کی رپورٹ کے مطابق اس زلزلے کے بعد اس اہرام کے زیریں حصوں کے قریب سفید چونے کے پالش شدہ پتھروں کے ڈھیر لگ گئے تھے جو اگرچہ وہاں سے اٹھا لیے گئے مگر ان میں سے چند پتھر آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

خلیفہ مامون الرشید اور عظیم اہرام غزہ:

آج کل عظیم اہرام غزہ میں سیاح حضرات جس راستے سے داخل ہوتے ہیں۔ یہ راستہ یا سرنگ عظیم عباسی خلیفہ مامون الرشید نے 820ء میں بنوایا تھا۔ یہ سرنگ 89 فٹ یا 27 میٹر طویل ہے یہ فرازی راہداری میں پڑے ہوئے راستہ روکنے والے پتھروں کے بلاک تک چلی گئی ہے۔ خلیفہ المامون کا دور اسلامی تاریخ کا علمی طور پر سنہرا دور تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس عظیم عباسی خلیفہ نے قسطنطنیہ، روم اور ایتھنز سے علم کے مدفون خزانے بغداد منگوا لیے تھے۔ خلیفہ المامون کو اسی زمانے میں اس کے مخبروں نے یہ اطلاع دی کہ اس اہرام میں ایک ایسا پوشیدہ ایوان موجود ہے جس میں انتہائی قدیم علوم کی کتابیں اور یادگار تہذیبی تبرکات موجود ہیں۔ خلیفہ کو یہ بھی بتایا گیا کہ اس خفیہ کمرے میں قدیم ایجادات کا ایک سحر انگیز ذخیرہ بھی چھپا ہوا اس کے علاوہ دنیا کے خوبصورت ترین ہیرے اور جواہرات اور ایسی دھاتیں ہیں جن کو زنگ نہیں لگتا۔ ایک ایسا نادر روزگار صندوق بھی جو انسانوں کی طرح باتیں کرتا ہے۔

820ء میں خلیفہ المامون الرشید بغداد کے بہترین معماروں انجینئروں اور مزدوروں کی فوج کے ساتھ بغداد سے نکلا اور اس عظیم اہرام کے قریب خیمہ نشین ہو گیا۔ مگر کئی دنوں کی تلاش و بسیار کے باوجود اہرام کی شمالی سمت میں اس میں داخل ہونے کا کوئی راستہ نہیں مل سکا آخر خلیفہ کے حکم پر اس کے انجینئروں نے بھاری بھرکم پتھر کے بلاکوں کو توڑ کر راستہ بنانا شروع کر دیا مگر انجینئر و معمار مصری پتھروں کو توڑ کر راستہ بنانے میں ناکام رہے تو خلیفہ نے انہیں کسی طور ان پتھروں میں محض سوراخ بنانے کا حکم دیا۔ عظیم اہرام کی شمالی سمت میں ایک وسیع چبوترا تھا اس پر بہت شدید آگ دہکائی گئی جب درجہ حرارت بہت زیادہ بڑھا تو گرینائیٹ پتھر دہکنے لگا ایسے میں ان پتھروں پر ٹھنڈے سرکے کے ڈرم الٹ دیے گئے جس سے یہ پتھر تڑخ گئے جس کے بعد ہتھوڑوں کی ضربوں سے ان میں ایک خاصا بڑا سوراخ بن گیا اور بالآخر اہرام میں داخل ہونے کا راستہ بن گیا اور مامون اور اس کے انجینئر ایک 4 فٹ کشادہ راستے یا سرنگ کے ذریعے اہرام میں داخل ہو گئے اور اہرام کی غلام گردشوں میں کھڑے پتھروں کی رکاوٹیں دور کرتے ہوئے آگے بڑھے ان رکاوٹی پتھروں کا وزن کئی کئی ٹن تھا جنہیں راستے سے ہٹانا بھی بہت مشقت کا کام تھا۔ بہر حال خلیفہ اپنے مضبوط ارادے اور فولادی قوت ارادی کو بروئے کار لا کر بالآخر ایوان ملکہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر یہ کمرہ بالکل خالی تھا۔ بڑی مشکل سے مامون کے انجینئروں نے اس کمرے کی ایک دیوار میں بنے ہوئے طاق کو توڑ کر ایوان شاہی تک پہنچنے کا راستہ بنایا۔ ایوان شاہی میں جو واحد شے موجود تھی وہ پتھر کا بغیر ڈھکن کا ایک تابوت تھا۔ یہ اس کمرے کی دیواروں سے ہم رنگ پتھر سے تراشا گیا تھا اور اس کی پالش بے حد چمکدار تھی۔ تاہم خلیفہ کو یہ خالی تابوت دیکھ کر بے حد مایوسی ہوئی اور وہ کہہ اٹھا کہ آخر صرف ایک خالی تابوت کے لیے اتنی عظیم عمارت تعمیر کرنے کی قدیم مصریوں کو آخر کیا ضرورت تھی؟ بعض دیگر روایات کے مطابق خلیفہ کو اس تابوت سے ایک مجسمہ ملا تھا جس میں ایک دراز قد آدمی کی ممی تھی جس نے خاص سونے سے بنا

ہوا ایک زرہ بکتر پہنا ہوا تھا جس میں بیش قیمت جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ ایک روایت کے مطابق مامون کو اہرام کھولنے پر خرچ آنے والی رقم کے مطابق سونے کے سکے اور ایک پیغام لکھا ہوا ملا تھا جس میں تلقین کی گئی تھی کہ اے بادشاہ اس خرچ آنے والے زر کو قبول کر اور اس اہرام کے اسرار کو مزید کھولنے کی کوشش ترک کر دے۔ تاہم مامون کے حکم پر توڑ جانے سے جو ملبہ پھیلا اور جو راستہ بنا وہ اگلے چار سو سال تک جوں کا توں پڑا رہا۔ 1350 عیسوی میں جیسا کہ پہلے ذکر آیا بحری مملوک مصری سلطان نے ان پتھروں اور 1300 میں آنے والے ایک شدید زلزلے کی وجہ سے گر جانے والے اہرام کے غلافی پتھروں کو قاہرہ میں مساجد اور قلعوں کی تعمیر میں استعمال کیا ادھر اہرام کے غلافی پتھر اتر جانے کے بعد صحرا میں اٹھنے والے طوفانوں نے اس اہرام کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا۔ ادھر اس کی قدامت کی وجہ سے مصر کے عام لوگوں اور اس زمانے تک آنے والے سیاحوں نے اس عظیم تعمیراتی انسانی کارنامے کے گرد افواہوں اور اوہام کا ایک جالا بن دیا یہاں تک کہ اسے تاریک قوتوں اور جادوگروں کی تعمیر قرار دے دیا گیا اہرام کے اندر آسیبی قوتوں کی موجودگی کے افسانے تخلیق کر لیے گئے۔ ابوالہول کے افسانے کی طرح ایک خوبصورت قتالہ کی اہرام میں موجودگی کی داستانیں بن گئی جو اہرام میں داخل ہونے والوں کو اپنے حسن سے ورغلا کر ان کے گوشت سے اپنی بھوک مٹاتی تھی۔

عظیم اہرام اور سیاح:

خوفو کے اس عظیم اہرام کی سیاحت قدیم زمانے سے کی جا رہی ہے۔ تاریخ میں ہمیں سب سے پہلے جس سیاح کے اس عظیم اہرام کے بارے میں بیانات ملتے ہیں وہ خود بابائے تاریخ ہیروڈوٹس ہے۔ اس عظیم یونانی مؤرخ اور سیاح نے اپنے ایام جوانی میں 450 ق م میں اس عظیم اہرام کی سیاحت کی تھی اور اپنی کتاب ''التواریخ'' HISTORY میں اس نے لکھا تھا کہ اس عظیم اہرام کو چونے کے چمکدار پتھروں سے بڑی مہارت سے ڈھکا گیا ہے۔ ہیروڈوٹس کو اس وقت کے

اس عظیم اہرام کے متولیوں نے کئی باتیں بتائیں تھیں مگر یاد رہے کہ ہیروڈوٹس کے سیاحت کے زمانے میں اس عظیم اہرام کی تعمیر کو دو ہزار سال گذر چکے تھے۔ اس لیے ہیروڈوٹس کو ملنے والی معلومات بھی اتنی زیادہ اہمیت نہیں رکھتی تاہم اس کا بیان ہے کہ خوفو CHEOPS اپنے عہد کا ایک عیاش فرعون تھا۔ اس نے اس عظیم اہرام کی تعمیر کے لیے دور دراز واقع عرب علاقوں سے پتھر دریائے نیل کے راستے مصر لانے کا حکم دیا تھا۔ اس اہرام کی تعمیر میں ایک لاکھ لوگوں کو لگایا گیا تھا اور اس کی تعمیر میں بیس سال لگے تھے اہرام پر قدیم مصری ہیروغلیف تحریر میں یہ بات کندہ کی گئی تھی کہ اس اہرام کی تعمیر میں حصہ لینے والے لوگوں کے لیے صرف لہسن پیاز اور مولیوں پر روزانہ کتنا روپیہ خرچ کیا جاتا تھا ہیروڈوٹس کے مطابق تقریباً چاندی کے سولہ سو سکے صرف ان پر خرچ آئے تھے اس کے علاوہ اس اہرام کی تعمیر پر اٹھنے والے بڑے خرچ کا ہم اچھی طرح اندازہ لگا سکتے ہیں ایک اور بات جو ہیروڈوٹس نے اس اہرام کی تعمیر پر اٹھنے والے خرچ کے متعلق لکھی وہ یہ ہے کہ فرعون خوفو نے اس کے تعمیراتی خرچ پورا کرنے کے لیے دیگر حکومتی ذرائع کے علاوہ خود اپنی بیٹی کو قحبہ خانے میں بٹھا دیا تھا اور وہ اہرام کی تعمیر کے لیے اپنے ہر گاہک سے ایک پتھر کی قیمت کا مطالبہ کرتی تھی۔ مگر ہیروڈوٹس کی بتائی گئی اس بات کو ایک مؤرخ نے مشکوک قرار دیا ہے بعض مؤرخین یہ کہتے ہیں کہ ایک اور یونانی مؤرخ اور جغرافیہ دان اسٹریبو STRABO نے 25 ق م میں مصر کی سیاحت کی اور اس نے اپنی کتاب التواریخ HISTORY میں اس اہرام کے اسرار سے پردہ اٹھایا تھا مگر بدقسمتی اس کی یہ کتاب اب موجود نہیں۔ اس کتاب کے ناکافی ضمیمہ سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اس اہرام کی شمالی سمت میں ایک بلاک تھا جسے ہٹا کر اندر داخل ہوا جا سکتا تھا مگر اس بلاک کو بھی آج تک دریافت نہیں کیا جا سکا۔

عہد اسلام میں مامون الرشید جیسے عظیم خلیفہ نے بنفس نفیس اس اہرام کی سیاحت کی تھی۔ یورپ میں نشاط ثانیہ کے دور کے بعد جس پہلے مغربی سیاح نے اس اہرام کی سیاحت کی اس

کا نام جان گریوس JOHN GREAYES تھا اس نے 1638ء میں مصر کی سیاحت کی تھی۔ جان گریوس ایک ریاضی دان تھا۔ خلیفہ مامون الرشید کی طرح وہ بھی یہی خیال کرتا تھا کہ اس عظیم اہرام میں زمین کے محیط کا راز کارفرما ہے اور اس اہرام کی مدد سے اس کا محیط معلوم کیا جا سکتا ہے۔ جان گریوس خلیفہ المامون کے کھولے ہوئے راستے سے اس اہرام میں داخل ہوا اور ایوان شاہی اور ایوان ملکہ تک رسائی حاصل کی۔ جان گریوس نے علم ریاضی کی مدد سے پہلی مرتبہ اس اہرام کی پیائش کی اور انگلستان واپس جا کر اس اہرام پر پہلی باقاعدہ کتاب PYRAMIDO GRAPHIA A DESCRIPTION شائع کی۔ اس کے اس عظیم علمی کارنامے پر اس کو آکسفورڈ میں علم ہیئت کا پروفیسر مقرر کیا گیا اور اس کی اہرام پیائش کا نیوٹن جیسے عظیم ریاضی دان نے بھی مطالعہ کیا۔ اور جان گریوس سے اس اہرام کی پیائش میں جو غلطی ہوئی اس کی اصلاح بھی کی تھی۔

نپولین بوناپارٹ:

اٹھارہویں صدی عیسوی کے آخر میں یورپ کے ایک عظیم فاتح نپولین بوناپارٹ نے اپنی ہندوستان فتح کرنے کی مہم کے سلسلے میں 1799ء میں مصر پر حملہ کیا۔ اس کی دلچسپی قدیم مصر کے اسرار سے کچھ زیادہ تھی اس لیے وہ اپنی اس مہم مصر میں ایسے فرانسیسی دانشوروں کی ایک فوج بھی ساتھ لے کر گیا تھا جو مصر قدیم کی ثقافت کے بارے میں دعویٰ کرتے تھے۔ جنگ اہرام میں نپولین نے اپنے ترقی یافتہ فوجی نظام کی وجہ سے مصر کے مملوکوں کو شکست دی اور مصر کا فاتح قرار پایا۔

اپنی فتح مصر کے بعد 12 اگست 1799ء کو یہ عظیم یورپی فاتح غزہ کے عظیم اہرام کو دیکھنے کے لیے آیا۔ اس کے ساتھ آنے والے یورپی دانشوروں کی فوج نے بھی مصر کے اہراموں پر باقاعدہ دھاوا بول دیا۔ ادھر نپولین نے خوفو کے اس عظیم اہرام کی سیاحت کے دوران ایوان شاہی میں پہنچ کر کہتے کچھ وقت تنہا گذارا مؤرخین کے مطابق جب یہ عظیم فاتح ایوان شاہی میں کچھ

وقت بھی گذارنے کے بعد واپس آیا تو وہ خوف سے بری طرح کانپ رہا تھا۔ وہ شاید ایوان شاہی کے اسرار کی وجہ سے اپنے مستقبل میں جھانکنے میں کامیاب ہو گیا ہو اسے آئندہ پیش آنے والا تھا وہ اتنا برا تھا کہ وہ اپنے مصاحبوں کو ایوان شاہی میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں کچھ بھی نہ بتا سکا۔ تاہم جب وہ 1804ء میں شہنشاہ فرانس بنا تو اس نے بتایا کہ ایوان شاہی میں رکھے گئے تابوت کے پاس کھڑے ہوئے اس پر اپنے مستقبل کے بارے میں کشف ہوا تھا۔ مزید اسرار اس نے اس وقت بتانے کی کوشش کی جب جزیرہ میں ہیلنا میں وہ قریب المرگ تھا مگر وہ جلد ہی موت کی آغوش میں چلا گیا اور اس کی بات مکمل نہ ہو سکی۔

ایک اور روایت کے مطابق نپولین اہرام سے نکل کر واپس مراد کے محل میں چلا گیا تھا۔ جہاں اس رات اس کو سوتے میں اپنی خوابگاہ میں اچانک کسی کے چلنے کی آواز آئی جب وہ اپنی تلوار اٹھا کر اس کی طرف متوجہ ہوا تو اسے پہلے ایک سرخ روشنی نظر آئی جو جلد ہی ایک سرخ رنگ کے قدیم مصری میں ڈھل گئی۔ اس سرخ رنگت والے قدیم مصری نے نپولین کو اس کے مصر آنے پر مطعون کیا اور بتایا کہ اس کی فتح مصر بھی دائمی نہیں ہوگی۔ اس سرخ رنگت والے نے نپولین کو متنبہ کیا کہ اس کے پاس بہت کم وقت ہے۔ کہتے ہیں کہ سینٹ ہیلنا میں نپولین کو اس کی موت کے وقت بھی یہی سرخ رنگ والا مصری نظر آیا تھا روحانی ماہرین کے مطابق یہ مردوں کی دنیا سے آئی ہوئی کوئی مستقبل کے بارے میں بتانے والی روح تھی۔ یورپ کی ایک انجمن THE OCCULT RESEARCH SOCIETY نے نپولین کے اہرام میں گذارے وقت کے بارے میں ایک مختلف نظریہ پیش کیا اس انجمن کے مطابق اسی اہرام کے ساتھ توانائی کے انتہائی طاقتور راز منسلک ہیں۔ اس سوسائٹی کے ایک ترجمان نے اسی انجمن کے ایک جریدہ میں لکھا تھا کہ نپولین نے شاید کچھ زیادہ ہی وقت اس عظیم اہرام کے ایوان شاہی میں گذار دیا تھا اس دوران شاید اہرام کی توانائی کی لہروں نے اس کے دل و دماغ پر اثر کیا جس نے اس کے شعور میں

کچھ ایسی تبدیلی کی کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنے مستقبل میں جھانکنے پر قادر ہو گیا تھا'' نپولین کی مصر سے واپسی پر جب علمائے فرانس بھی واپس فرانس لوٹے تو انہوں نے مصریات اور اہرامیات کے روایتی علوم پر ایک بیش قیمت انسائیکلو پیڈیا THE DESCRIPTIN DELEGYPT مرتب کی جو مصریات پر ایک انتہائی مضبوط کام تھا۔ اس انسائیکلو پیڈیا کی نو جلدیں تحریری اور بارہ جلدیں اشکال اور تصویروں پر مبنی تھیں۔ مصر ہی کی مہم کے دوران نپولین کے ایک فوجی افسر نے مشہور زمانہ روزیٹا اسٹون دریافت کیا تھا جس پر تحریر قدیم مصری رسم الخط ہیروغلیف کو ایک فرانسیسی محقق جین فرینکوئیس شیمپولین نے علم مصریات کے اہم باب کی شکل میں کھول دیا اور اس تحریر کو ڈی سفر کر دیا تھا جس سے قدیم مصری تحریروں کو باقاعدہ طور پر سمجھا جانے لگا۔

قدیم مصری اینٹی بایوٹک:

جہاں سترھویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی میں یورپ میں علم طب میں انتہائی اہم پیش رفت ہوئیں، وہیں اسی دور میں قدیم محنطی ممیوں کے گوشت کو جدید دور کی اولین اینٹی بایوٹک اور صحت افزا دوا قرار دے دیا گیا۔ اس دور کے یورپی اطباء کے نزدیک اس قدیم گوشت کا ایک نوالہ چبانے سے انسانی جسم کی تمام بیماریوں کا شافی علاج ہو جاتا تھا۔ انسانی جسم پر لگے ہوئے زخم پر اگر ممی کا مکروہ گوشت رگڑ لیا جاتا تو یہ اس زخم کے مندمل ہونے کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا۔ اس مکروہ نظریے کے عام ہونے کے ساتھ ہی یورپ کے میڈیکل اسٹوروں پر مصری ممیوں کے گوشت کے ڈھیر لگ گئے مگر دوسری طرف ہزاروں سال سے خوابیدہ ان بے چاری ممیوں پر قیامت ٹوٹ پڑی اور یہ جدید دور کے آدم خوروں کا تر نوالہ بن گئی اور اہرموں سے ممیاں گم ہونے لگیں مگر اس کے باوجود ممیوں کے گوشت کی ترسیل یورپی تہذیب یافتہ آدم خوروں کے لیے کم پڑ گئی اور بہت سے چالاک اور عیار لوگوں نے یورپ میں ممیوں کے گوشت کی بڑھتی ہوئی کھپت کو پورا کرنے کے لیے عام انسانوں کی نعشوں کو قبرستانوں اور مردہ خانوں سے چرا چرا کر مصنوعی طور

پر انہیں ممی بنا کر اور پٹیاں لپیٹ کر یورپ کو برآمد کرنا شروع کر دیا۔ آدم خوری کے اس بڑھتے ہوئے رجحان کی وجہ سے روم میں موجود ابتدائی عیسائیوں کے قبرستانوں میں لوٹ مار مچادی گئی۔ انسانی نعشوں کی بے حرمتی کر کے اور انہیں رال یا نفت جیسے روغنی مادے لگا کر تنور میں جھلسا کر مصنوعی ممیاں تیار کی گئی۔ بیمار انسانوں کے مردہ جسموں کی مصنوعی ممیاں بنانے کی وجہ سے اہل یورپ کی بیماریاں دور ہونے بجائے جب مزید پیچیدہ ہونے لگیں تو اہل یورپ کا ممیوں کے گوشت سے علاج کرنے کا جوش بالآخر ٹھنڈا پڑ گیا اور کچھ نہ کچھ ممیاں آدم خوروں کی دست برد سے بچ گئی۔

اہراموں کا سیاح:

ایک اطالوی جہاز راں سی پی کیوگلیا C.P.CAVIGLIA جو مالٹا کا رہائشی تھا۔ خوفو کے اس عظیم اہرام پر نظر پڑتے ہی اس کے سحر میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اس نے اپنا کاروبار اور گھر بار سب کچھ چھوڑا اور مصر کے اس عظیم اہرام کے پوشیدہ اسرار جاننے کے لیے اہرام کے ایک کمرے میں رہائش پذیر ہو گیا۔ وہ اپنے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے اہراموں کی سیاحت پر آنے والے سیاحوں کی مدد کیا کرتا تھا۔

اپنے پیشرو سیاحوں کی طرح کیوگلیا کو بھی اس عظیم اہرام میں کسی پوشیدہ خفیہ کمرے کی موجودگی کا یقین تھا۔ وہ ساحری، حیوانی مقناطیسیت اور مخفی اور باطنی علوم پر تجربات کرتا رہا اور اس نے اپنے ان تجربات کو انسان کی انتہائی قابلیتوں کے مقام تک پہنچا دیا۔

کیوگلیا جن دنوں اہرام کے اسرار دریافت کرنے کی کوششوں میں مصروف تھا تو اسی دوران اس کی ملاقات ایک انگریز فوجی افسر ہاورڈ وائس سے ہوئی۔ وہ ایک سخت گیر فوجی افسر تھا اور انسانوں سے نفرت جیسی بیماری میں مبتلا تھا۔ وہ 1836 میں جب وہ مصر پہنچا تو ایک چاندنی رات میں گھوڑے پر سوار ہو کر صحرا کی سیر کو نکلا۔ جب اچانک اس کی نظر صحرا کے اس عظیم باسی یعنی اہرام خوفو پر پڑی تو کیوگلیا کی طرح یہ فوجی افسر بھی اہرام کے سحر کا اسیر ہو گیا۔

ع ہم ہوئے تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے سب اسی زلف کے اسیر ہوئے۔

اس انگریز فوجی افسر نے اپنے گھر بھیجے گئے ایک خط میں لکھا کہ مصر کے اس عظیم اہرام کی تعمیر وساخت میں ایک اسرار پنہاں ہے۔ میرے ذہن پر اہرام کا یہ اسرار دریافت کرنے کا جنون سوار ہو چکا ہے میں اس کو دریافت کیے بغیر واپس نہیں لوٹ سکتا۔ چونکہ اس تند مزاج افسر کے گھر والے بھی اس سے نالاں تھے اس لیے انہوں نے بخوشی اس جنونی کو اہرام کے اسرار دریافت کرنے کے لیے مصر میں طویل عرصہ تک رہنے کی اجازت دے دی۔ اگلے کئی برس تک ہاورڈ نے کیوگلیا کے ساتھ مل کر اس اہرام میں ایک نیا راستہ بنایا اور بلاکوں کو توڑنے اور ڈرل کرنے پر تقریباً دس ہزار پونڈ کی خطیر رقم خرچ کر دی۔ مگر جلد ہی اس میں اور کیوگلیا میں باہمی ٹکراؤ ہو گیا اور کیوگلیا اس بددماغ انگریزی افسر کو اس میدان میں تنہا چھوڑ گیا۔ ہاورڈ وائس کا ایک بڑا کارنامہ ایک ایسے کمرے کی دریافت تھا جس کی دیواریوں پر کئی سرخ منقش حلقے بنے ہوئے تھے جن میں شاہی نام اور القابات درج تھے۔ یہ بیضوی حلقے CARTOUCHES میں کندہ یہ تحریریں چوتھے شاہی خاندان کے فرعون خوفو CHEOPS کے متعلق ہیں۔ اسی قسم کی تحریریں ماہرین کو پتھر کی ان کانوں میں ملیں تھیں جہاں سے اس عظیم کی تعمیر کے لیے پتھر لایا گیا تھا۔ ان تحریروں سے اکثر ماہرین مصریات نے اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ کہیں خوفو نام کے دو فرعون تو نہیں ہو گذرے؟ جن میں سے ایک شاید وہ تھا جس نے ان کانوں سے پتھر نکلوایا تھا' لیکن ہیروڈوٹس کے مطابق اسی خوفو نے یہ عظیم اہرام بنوایا تھا۔

ہاورڈ وائس نے یہ بھی دریافت کیا کہ اہرام کی اصل عمارت غلافی پتھروں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اس کے قیام مصر کے دوران اس نے اہرام کی عمارت کو اردگرد کے بیس سے تیس فٹ دور تک ملبہ میں گھرا ہوا پایا تھا اور اس نے اسلامی تاریخ سے وہ داستانیں بھی سن لیں تھیں کہ چودھویں صدی عیسوی میں ان غلافی پتھروں کو اس اہرام سے اکھاڑ کر قاہرہ لے جایا گیا تھا۔ اس نے مزدور

لگا کر جب اس ملبے کے سمندر کو ہٹایا تو اسے دو غلافی پتھر اصلی حالت میں مل گئے ان غلافی پتھروں کی تزئین وآرائش سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ بیسویں صدی کے جدید ذرائع کے ذریعے پالش کیے گئے ہوں۔

انگلستان واپس لوٹنے پر ہاورڈ نے اپنی تحقیقی کاوش پر ایک کتاب OPERATION CARRIED ON PYRAMID AT GIZA IN 1857 جسے اس کے اہل خانہ نے اس کے بعد شائع کروایا تھا۔اس کے ایک نائب نے بھی اسی موضوع پر ایک کتاب لکھی تھی۔ان کتابوں میں درج اہرامی پیائشوں کو اب تک کی جانے والی پیائشوں میں درست ترین قرار دیا گیا ہے۔انہیں پیائشوں کے نتیجے میں اہرامیات کی سائنس کی بنیاد رکھی گئی تھی۔

عظیم اہرام کی تعمیر میں پائے جانے والے ریاضیاتی اتفاقات:

غزہ کے صحرا میں ایستادہ یہ پرشکوہ و پر پیچ اہرام عہد قدیم سے ہی اپنے دیکھنے والوں اور زائرین کو مسحور کرتا آیا ہے۔قاہرہ سے چند میل دور دریائے نیل سے 130 فٹ کی بلندی یہ اہرام ایک سطح مرتفع پر واقع ہے۔اس سطح مرتفع کا ایک ایک انچ اس اہرام کے معماروں نے بڑی محنت سے ہموار کیا تھا۔پھر اس کے سینے پر یہ اہرام ثبت کیا گیا تھا۔یہ عظیم اہرام جو فرعون خوفو CHEOPS کا اہرام کہلاتا ہے۔پتھر کے دوسو متوازی قدچوں ہر مشتمل ہے جو ایک کے بعد بلند ہوتے چلے گئے ہیں اور اس اہرام کو دنیا کی اولین چالیس منزل عمارت کی شکل دیتے ہیں۔یہ عمارت بلاشبہ قدیم زمانے کی انسانی انجینئرنگ کا ایک نادر روزگار عجوبہ ہے۔اس کی چوکور بنیادیں 13425 ایکڑ رقبے پر پھیلی ہوئی ہیں۔اس کے چار بنیادی ضلعوں میں سے ہر ایک 760411 فٹ کا ہے جو تعمیراتی لحاظ سے ڈھائی بلاک کے متوازی ہے۔اگر اس اہرام کے گرد ایک چکر لگایا جائے تو تقریباً سوا دو میل کا فاصلہ طے ہو جاتا ہے۔

اس اہرام کی تعمیر میں قریباً 9 کروڑ مکعب فیٹ پتھر استعمال ہوا ہے جو قدیم زمانے میں

تعمیر ہونے والی کسی بھی عمارت سے زیادہ ہے۔اس اہرام کی تعمیر میں استعمال کیے گئے پتھروں کی تعداد اندازاً 23 لاکھ سے پچیس لاکھ ہے اور ان پتھروں میں سے ہر ایک کا وزن دو سے تین ٹن ہے۔ یہ پتھروں کی اتنی بڑی تعداد ہے کہ جدید زمانے میں ماہرین تعمیرات کے ایک اندازے کے مطابق ان پتھروں سے امریکی ریاست یوٹاہ سے نیویارک تک ایک فٹ موٹی اور اٹھارہ فٹ کشادہ ایک شاہراہ بنائی جاسکتی ہے۔علم جیومیٹری کے لحاظ سے یہ اہرام مکمل طور پر ایک ایسی عمارت ہے جس کی بنیاد ایک مکمل مربع کی شکل رکھتی ہے اور اس کے چاروں اضلاع مساوی مثلثوں کی شکل کے ہیں۔جو بنیاد سے اُوپر اور اندر کی طرف اٹھی ہوئی ہیں۔اس کے اطراف کی ڈھلوان 10 سے 9 کے تناسب سے 5 ڈگری 51/1443 پر رکھی ہوئی ہے۔ بلندی پر جاکر یہ اطراف ایک ایسے نقطے پر مرتکز ہوجاتی ہیں جو بنیاد کے عین مرکز کی سیدھ میں ہے۔اس عظیم اہرام کا ایک خاص وصف اس کی بنیاد کے سوراخ SOKETS ہیں جو بنیادی چٹان میں اطراف کے بنیادی پتھروں کو تھامے ہوئے ہیں۔انہیں ساکٹوں یا سوراخوں کی مدد سے اس عمارت کی اصل ساخت کا ٹھیک ٹھیک محیط معلوم کیا جاسکتا ہے۔

اس عظیم اہرام کا ایک اور اہم تعمیراتی پہلو اس کی حیران کن سمت بندی ORIENTATION ہے۔بنیاد کو صحیح طور پر شمال، جنوب مشرق اور مغرب کی سمت میں اس طرح رکھا گیا ہے کہ پانچ سیکنڈ کی معمولی غلطی بھی آج تک دریافت نہیں ہوسکی۔اور یوں یہ آج بھی دنیا کی سب سے درست سمتی عمارت کا اعزاز رکھتی ہے۔ایک ماہر مصریات کے مطابق اس عمارت میں اگر پانچ سیکنڈ کی غلطی بھی اگر ہے تو یہ محض زلزلوں یا زمینی پلیٹوں کے کھسکنے یا ایسی کسی اور ارضیاتی وجہ سے پیدا ہوئی ہے جبکہ یہ بات بڑی اہم ہے کہ اہرام کے معماروں کے پاس آج کے جدید آلات اور سمت پیما نہیں تھے بلکہ ان کے پاس سمت پیمائی کا وہ علم تھا جو آج کے معیار کے مطابق انتہائی ابتدائی تھا۔مگر اہرام کے یہ معمار آج کے جدید ماہرین فلکیات ہی کی طرح شمسی

سال کی طوالت سے بھی واقف تھے اور یہ طوالت ان کے نزدیک 365 دن 5 گھنٹے 48 منٹ اور 49.47 سیکنڈ تھی جسے آج کے اعشاری نظام کے تحت کچھ یوں لکھا جا سکتا ہے 365=24224۔

کرہ زمین پر اہم ترین مقام:

ایک ماہرین مصریات ڈزن برگ کہ مطابق پورے کرہ زمین پر اس اہرام کے مقام کے سوا کوئی ایسا مقام نہیں ہے جس پر سے خط نصف النہر شمالاً جنوباً اس طرح گذرتا ہو کہ زمین پر موجود خشکی کا رقبہ سمندری رقبے سے بھی بڑا ہو۔ اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ شرقاً غرباً گذرنے والے متوازی خط کا بھی یہی عالم ہے۔

زمینی حقائق اور اہرام:

ڈاکٹر روزن برگ جیسے ماہر مصریات نے عظیم اہرام خوفو کے متعلق کچھ ایسے اسرار سے پردہ اٹھایا ہے جو حیرت انگیز طور پر زمینی حقائق کی طرف اشارہ کرتے ہیں ڈاکٹر رورن برگ نے لکھا ہے کہ مسٹر فلنڈرس پیٹری اور پیازی اسمتھ جیسے محققین نے ہمیں اہرام کے متعلق زمینی حقائق بتائے ہیں جو حیرت انگیز ہیں۔ مثلاً زمین کا سورج کا فاصلہ 91.83,484 میل ہے جبکہ خوفو کے اس عظیم اہرام کی بلندی 5813401 اہرامی انچ ہے۔ اہرام کی بلندی کا 2 سے حاصل ضرب 1696406 ہے۔ 11696406 سے 91,837,484 کا حاصل تقسیم ہے 790947 جو برطانوی میلوں میں زمین کا ٹھیک ٹھیک قطبی قطر ہے۔

زمین کے وزن سے مناسبت

زمین کا وزن 5273,000, 000, 000, 000, 000 000 اہرامی ٹن ہے جبکہ اس عظیم اہرام کے وزن کا اندازہ 5273,834 اہرامی ٹن ہے۔ اہرام کے اس وزن سے زمین کے وزن کو تقسیم کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ اس عمارت کا وزن زمین کے وزن کا دس ہزار کھرب واں حصہ ہے اور یہی زمین کے وزن سے اس کی مناسبت ہے۔

زمین کے شمسی سال کی طوالت کا راز:

زمین کے شمسی سال کی طوالت سے مناسبت کا عدد اس عظیم اہرام کی تعمیر میں چھ طریقوں سے پیائش کے چار مختلف انداز سے پنہاں ہے جو مندرجہ ذیل درج کی گئی ہیں۔

(1) ایوان ملکہ QUEEN'S CHAMBER کی جنوبی اور شمالی دیواروں کی اونچائی 824.621 اہرامی انچ ہے۔ ان کو اگر آپس میں جمع کیا جائے تو 3654242 کا عدد ظاہر ہوتا ہے۔ اگر زمین پر طلوع ہونے والی ہر کو ایک انچ سے ظاہر کیا جائے تو یہ عدد مکمل طور پر ایک شمسی سال کی طوالت کو ظاہر کرتا ہے۔

(2) خوفو کے اس اہرام میں جو ذیلی ایوان ANTI CHAMBER موجود ہے اس کی پیائش کو اگر پائی PI سے ضرب دی جائے اور حاصل ضرب کو ایک بار پھر پائی (34.14159) Pi سے ضرب دی جائے تو شمسی سال کے دنوں کی تعداد کے برابر عدد حاصل ہوتا ہے۔ تاہم پہلے ہی طرح اس فارمولے میں بھی انچ کو دن میں تبدیل کرنا پڑتا ہے۔

(3) اہرام کے عین مرکز سے بیرونی سطح کے پینتیسویں درجہ تک کی افقی پیائش کی گئی تو 3652442 کا عدد ملا جو اہرامی انچ پر مشتمل تھا۔ اس پیائش میں اگر دس اہرامی انچ برابر ایک دن کے قرار دیے جائیں تو شمسی سال کی لمبائی نکل آتی ہے۔

(4) عظیم اہرام کی بنیاد کے محیط کی پیائش کی گئی تو معلوم ہوا کہ کل رقبہ 36,542420 اہرامی انچ پر مشتمل ہے اس پیائش میں اگر 100 اہرامی کو ایک زمینی دن کے برابر قرار دیا جائے تو زمینی شمسی سال کی طوالت نکل آئے گی۔ اہرام کی کل بلندی 58/3401 ہے جو دائرے کے نصف قطر کے برابر ہے علم ریاضی کے حساب سے اگر دائرے کا محیط معلوم کرنے کے لیے 11626402 حاصل ہوگا اس آخری عدد Pi کو (3.414159) سے ضرب دی جائے تو حاصل ضرب 36524420 آئے گا جب اس عدد کو 100 پر تقسیم کریں تو ایک بار پھر شمسی سال کی طوالت کا عدد سامنے آجائے گا جبکہ پیمانہ 100 اہرامی انچ برابر ایک دن ہوگا۔

اعتدال شب وروز کی تقدیم:

نظام شمسی کے اعتدال شب وروز کی تقدیم کے اعتبار سے سیارہ زمین انتہائی حجیم ستارے یعنی سورج کے گرد (جو ستاروں کے ایک گروہ 'خوشہ پروین' کا ایک حصہ ہے جسے عموماً سات کہا جاتا ہے) ایک چکر 2582745 سالوں میں پورا کرتا ہے۔ بعض ماہرین اہرامیات کا خیال ہے کہ اس عظیم اہرام کے معماروں کو اعتدال روز وشب کے ان اعداد سے پوری واقفیت تھی۔ یہ اعداد پتھروں کے اس عظیم شاہکار میں ریاضی کے درست ترین اعداد وشمار کے ساتھ چار مقامات پر ظاہر کیا گیا ہے۔

(1) اہرام کی چوکور بنیاد کے دونوں وتروں کا مجموعہ 2913,75 اہرامی انچ ہے۔ اس عدد کو اگر 2 سے ضرب دی جائے تو 2582745 حاصل ہوتا ہے۔ اگر ایک انچ ایک سال کے برابر قرار دیا جائے تو یہ ٹھیک اعتدال شب وروز کی تقدیم کے سالوں کو ظاہر کرتا ہے یعنی جتنے سالوں میں زمین سورج کے گرد اپنا چکر مکمل کرتی ہے۔

(2) ایوان شاہی KINGS CH کے فرش کی سطح اہرام کی متوازی روں میں سے پچاسویں سطح کے برابر ہے۔ اگر اس سطح سے اہرام کی بیرونی پیائش کی جائے تو ایک بار پھر ہمیں وہی عدد یعنی 2582745 حاصل ہوتا ہے۔ جو ایک بار پھر ہمیں وہی عدد یعنی 2582745 حاصل ہوتا ہے۔ جو ایک بار پھر یہ ظاہر کرتا ہے کہ قدیم مصری زمین کی گردش اعتدال روز وشب سے اچھی طرح واقف تھے۔

(3) اہرام کی عظیم گیلری GRAND GALLERY کی پیائش کرنے سے 32،821 کا عدد حاصل ہوتا ہے۔ اس عدد کو اگر Pi کی قیمت سے ضرب دی جائے تو حاصل ضرب وہی عدد ہے یعنی 25827p جو کے زمین کے سورج کے گرد چکر مکمل کرنے کے سالوں کو ظاہر کرتا ہے۔

(4) اسی طرح اگر ایوان شاہی کے عین وسط میں کھڑے ہو کر اس کے فرش کی سطح سے اہرام کی

بلندی کی پیمائش کی جائے تو 451045 اہرامی انچ حاصل ہوتے ہیں۔ اگر اس عدد کو دو مرتبہ Pi سے ضرب دی جائے تو حاصل ضرب 258275 کا عدد سامنے آتا ہے جو قدیم مصریوں کی علم فلکیات پر دسترس کو ظاہر کرتا ہے۔

مکعب کی دوچندیت:

مکعب Cube کی دوچندی یاد گنے ہونے پر ریاضی کا ایک فارمولہ ایوان ملکہ کے متعلق ہے ایوان ملکہ QUEEN`S CHAMBER کا مکعب رقبہ ٹھیک ایک کروڑ (10,000000) مکعب اہرامی انچ ہے۔ اسی طرح ایوان شاہی کا مکعب رقبہ ٹھیک اس سے دوگنا یعنی دو کروڑ مکعب اہرامی انچ ہے' اس طرح ایوان شاہی ایوان ملکہ سے رقبے میں دوچند ہے۔ ماہرین اہرام نے مکعب کی یہ دوچندیت اہرام میں کئی اور مقامات پر بھی دریافت کی ہے۔ ایسی ہی دوچندیت ایوان شاہی میں رکھے ہوئے اس سنگی تابوت میں پائی گئی ہے جس کی بیرونی پیمائش اندرونی پیمائش سے دوچند ہے۔

زمین سے سورج کا فاصلہ:

فلکیات جدیدہ کی رو سے زمین سے سورج کا فاصلہ ٹھیک 91 ملین میل یا 1/2 91 ملین میل ہے۔ اس فاصلے پر سائنسدان ابھی تک متفق نہیں ہیں جبکہ قدیم مصریوں نے اس عظیم اہرام میں اس فاصلے کی پیمائش پہلے ہی رکھدی تھی۔ ایک انگریز ریاضی دان سر فلنڈرس پیٹری نے اہرام پر تحقیق کے دوران یہ فاصلہ 91,37,484 میل پایا تھا۔

ٹری نے بنیاد کے وتروں کی بلندی کے نصف اور چوڑی عمارت کی بلندی میں 10 اور 9 کا تناسب پایا چنانچہ بلندی کو 10 سے ضرب دے کر 9 پر لانے سے صورتحال یہ بنتی ہے۔ اہرام کی بلندی 5813901 کو 1000000000 سے ضرب دی گئی تو حاصل ضرب 5813,010000000 اہرامی انچ آیا۔ اس کو برطانوی انچوں میں تبدیل کیا گیا تو جواب آیا

5,818,82300000 ان کو جب برطانوی فٹ میں تبدیل کیا گیا تو جواب 500484901917 آیا پھر جب فٹوں کو میلوں میں تبدیل کیا گیا تو جواب 91,837484 میل تھا جو پیٹری کے مطابق زمین سے سورج کے فاصلے کو ظاہر کرت ہے۔ بہت سے ماہرین اہرامیات زمین سے سورج تک اسی فاصلے کو صحیح مانتے ہیں۔

دائرے کی مربعیت SQUARING THE CIRCLE:

عظیم اہرام کی تعمیر میں کم از کم 12 مقامات ایسے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے معماروں کو دائرے کو مربع بنانے کا جیومیٹریکل اصول آتا تھا۔ بالفاظ دیگر وہ اس قدیم زمانے میں جیومیٹری سے بخوبی واقف تھے۔ کئی ماہرین اہرامیات ایسی پیمائشوں کی نشاندہی کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قدیم مصریوں کو علم ریاضی میں درجہ کمال حاصل تھا۔ ان پیمائشوں میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(1) اہرام کے دائیں حصہ کا رقبہ بنیاد کے مجموعی رقبے سے وہی نسبت رکھتا ہے جو ایک اور Pi میں ہے۔ بنیاد کی نصف لمبائی کو اس سے ضرب کرنے کا فارمولہ بنتا ہے 5813401x465452 جس کا کل 26,539,25,145 اہرامی مکعب انچ بنتا ہے اہرام کی بنیاد کا رقبہ اس کی جانب (SIDE) کو مربع کر کے معلوم کیا جاسکتا ہے یعنی 9,13145x913145 جس کا حاصل 83375,161 اہرامی انچ' اب ان اعدار کو اس فارمولے میں لے جائیں۔

25,539,25145:83,375,161::3,141594 اس مساوات کی انتہائی اقدار کو ایک دوسرے سے ضرب دیں اور درمیانی اقدار کو آپس میں ضرب دیں تو جواب آتا ہے 83,375,161 جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دائرہ چورس ہوگیا بالفاظ دیگر دائرے کا چورس رقبہ معلوم ہوگیا۔

(2) عظیم اہرام کا بیرونی اور بالائی زاویہ 51 درجہ 35 51,14 ہے۔ اسے اگر ہم اہرام کی بنیاد کی

لمبائی سے جو 763481 فٹ ہے سے مربوط کر کے مساوات میں اشتعال کریں تو ہم آسانی سے اہرام کی بنیاد سے اونچائی معلوم کر سکتے ہیں جو 4684252 برطانوی فٹ ہے۔ بالفاظ دیگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اہرام کی بلندی سے بنیاد تک لمبائی میں وہی ربط ہے جو ایک اور پائی میں ہے۔ اس تناسب کو ریاضی کے ایک فارمولے سے اس طرح پیش کیا جاسکتا ہے۔ 42567:763481x2::1:341415-468 اس طرح اہرام کے معماروں نے دائرے کا مربع ثابت کیا ہے۔ علم ریاضی کے مزید عجائبات: ۔(1) ایوان شاہی کا وتری مکعب 5141646 اہرامی انچ ہے۔ اس عدد کو اگر 10 سے ضرب دی جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ عدد لمبائی میں چوکور کے ایک حصے کا رقبہ بتاتا ہے جو اس عمارت کی عمودی زاویہ قائمہ کی لمبائی کے مساوی ہے یعنی 51514646 اہرامی انچ۔

(2) ڈیوڑھی یا پیش کمرہ ANTI CHAMBER کی لمبائی کو 50 کے عدد سے ضرب دیں تو اس عمارت کی بلندی اہرامی انچوں میں حاصل ہوتی ہے۔ اس کا ریاضیاتی فارمولہ ہے 116426x50+5813401 اگر ہم اہرام کی بلندی کو 50 پر تقسیم کریں تو اسی ذیلی کمرے کی لمبائی نکل آئے گی۔

(3) ایوان ملکہ QUEENS`CHAM کی شمالی دیوار اور جنوبی دیوار کی پیمائشی لمبائی میں 82462 اہرامی انچ ہے جبکہ ایوان کی مشرقی دیوار میں ایک بڑا طاق ہے جس کی پیمائش 185 انچ ہے۔ یہ ایک دلچسپ ریاضیاتی حقائق میں سے ایک ہے کہ جب ہم 182692 (182462x10) کا جذر المربع نکالیں اور پھر اسے طاق کی پیمائش یعنی 185 سے تقسیم کریں تو جواب 3414159 آئے گا جب پائی Pi کی قیمت ہے۔

(4) ایوان شاہی کا تابوت بھی بڑی دلچسپ چیز ہے اس کی لمبائی جمع چوڑائی برابر ہے Pi ضرب تابوت کی گہرائی ہے۔ ایسے دائرے کے محیط کو جس کا نصف قطر عمارت کی بلندی یعنی 5813401

اہرامی انچ ہے۔ آدھا کریں اور پھر اسے اہرام کی بلندی سے ضرب کریں تو ایک بار پھر نتیجہ پائی Pi کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

عظیم اہرا کے نزدیک ایک کشتی دفن ملی ہے۔ عموماً اس طرح کی کشتیاں قدیم زمانے میں مدفنوں کے نزدیک دفن کی جاتی تھیں۔ یہ کشتی بڑی اچھا حالت میں ملی ہے۔ اس کی کچھ رسیاں ابھی تک صحیح وسالم ہیں۔

اہرامیات اور محققین اور نظریات

جون ٹیلر John Tailor:

اہرامیات کے محققین چاہے ساحری، مذہب، مابعد الطبیعیات یا ریاضی میں سے کسی بھی عقیدے کے قائل رہے ہوں وہ اس عظیم اہرام کو اپنے نظریات کے مطابق ڈھالتے رہے ہیں۔ یہی حال لندن آبزرور کے ایڈیٹر کا بھی تھا۔ وہ ایک ماہر فلکیات ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ریاضی دان بھی تھا۔ کرنل ہاورڈ وائس COL.HOWARD جب اپنی مہم مصر سے واپس آیا تو ان دنوں جون ٹیلر "لندن آبزرور" کی ایڈیٹنگ کے فرائض ادا کر رہا تھا۔ وائس کی کتاب کی اشاعت کے فوراً بعد اس نے عظیم اہرام کے چھوٹے چھوٹے ماڈل بنا کر ان کے ریاضی اور ہندسی (جیومیٹریکل) تناسب دریافت کرنے پر کام شروع کر دیا۔

ٹیلر کو یہ امید تھی کہ وہ وائس کے دیے ہوئے اعداد کی مدد سے وہ اس کے نظریات میں کوئی نہ کوئی ربط ضرور دریافت کر لے گا۔ اس کام میں کئی دیگر شوقین حضرات اس کے ساتھ ہو گئے۔ ان سب کی کوشش تھی کہ وہ اہرام کے متعلق دیے گئے ان اعداد میں پوشیدہ کوئی نہ کوئی مربوط نظام ضرور تلاش کر لیں گے۔

مگر اس کے کئی ساتھیوں کی رائے مختلف ہی تھی۔ ان میں سے ایک کا خیال تھا کہ اہرام

کے متعلق یہ اعداد مستقل نہیں ہی۔ مثلاً بنیاد کی لمبائی ہی کو لے لیجیے۔ جب گریوس وہاں تھا تو لمبائی 693 فیٹ تھی اور جب اس فرانسیسی نے اس کی پیائش کی تو وہ 763462 فیٹ نکلی۔ یہ محسوس ہوتا ہے جیسے مصر میں ہر چیز تغیر پذیر ہے۔

اس رائے کے سامنے آنے کے بعد ٹیلر کے ذہن میں آیا کہ شاید ایسا ریت پتھروں اور روڑوں کی وجہ سے ہے اس نے کہا کہ لوگ برسوں سے اہرام کے بنیادوں کے گرد پھیلا ہوا ملبہ ہٹا رہے ہیں جب وہ کسی جگہ پیائش کرتے ہیں تو پھر اس کے نیچے کھدائی شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ جون ٹیلر نے کبھی اہرام عظیم کی سیاحت نہیں کی تھی مگر اس کا خیال بڑی حد تک ٹھیک تھا۔ جتنا وہ اس سمت میں آگے بڑھتا گیا اتنا ہی وہ ہیروڈوٹس کی کتاب ''التواریخ'' کو دلچسپی سے پڑھتا چلا گیا۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ عظیم اہرام کے معماروں نے اطراف کے زاویوں کی پیائش 51 ڈگری 51 فٹ رکھی تھی۔ ٹیلر نے اپنے ایک نائب کو بتایا تھا کہ ''مصری راہبوں نے ہیروڈوٹس کو بتایا تھا کہ اس اہرام کے اطراف کا رقبہ برابر ہے اہرام کی بلندی کے مربع کے۔ آخر کیوں؟

یہ بحث ''لندن آبزرور'' میں کئی روز تک چلتی رہی۔ اسی دوران ٹیلر اعداد کے ایک کالم کا مطالعہ بھی اور تحریر بھی کرتا رہا۔ ایک رات اس نے دریافت کیا اہرام کے احاطے کی پیائش کو اس کی بلندی کے اعداد سے تقسیم کرنے پر جواب تقریباً 3414159 آتا ہے جو پائی کی قیمت کے بہت قریب ہے۔ یہاں قدیم معماروں نے بالضرور علم ریاضی کا کوئی تناسب رکھا تھا۔ اس کے ایک نائب نے کہا کہ پائی کے اعداد سے اس قدر قربت کا حاصل ہو جانا محض اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اس کا مطلب تو واضح طور پر بنتا ہے کہ قدیم مصر علم ریاضی پر بے حد دسترس رکھتے تھے۔ جان ٹیلر نے قدیم مصریوں کے اسرار جاننے کے لیے بہت سا مطالعہ کیا اور اپنے دوستوں کے ساتھ علمی مباحث بھی کیے۔ ایک رات بڑی تحقیق کے بعد اس نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ اس عظیم اہرام کی تعمیر میں ساری زمین کی پیائش کا راز پنہاں ہے۔ اس نے بتایا کہ قدیم مصریوں کو علم تھا کہ زمین

گول ہے۔اس لیے وہ آئندہ زمانوں کے لیے اس کا ایک مستقل ریکارڈ چھوڑ کر گئے تھے۔اس کے ایک دوست نے اس پر اعتراض اٹھاتے ہوئے کہا کہ اتنے قدیم زمانے میں مصریوں کو زمین کے گول ہونے کا علم کیونکر حاصل ہوا تھا؟ ٹیلر نے اسے بتایا تھا کہ قدیم مصریوں نے سطح زمین پر چاند اور سورج کی گردش کا ایک نقشہ بنایا تھا اور اس کے حساب سے وہ اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ زمین گول ہے۔وکٹورین عہد سے پہلے زمین پر اس قدر ترقی یافتہ سائنس کا وجود اگرچہ خود ٹیلر کے لیے بھی پریشان کن تھا۔اس دور کے پادریوں کے مطابق آدمؑ اور حواؑ کو زمین پر اُترے ہوئے صرف 6000 سال ہوئے تھے اور طوفان نوحؑ 2400 ق م میں آیا تھا۔مگر پادریوں کے ان بیانات کی روشنی میں ٹیلر یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ کشتی نوحؑ جیسی ناپختہ تخلیق سے بھی چند نسل پہلے اہرام مصر جیسی پختہ شے کی تعمیر کیسے ممکن ہوئی تھی؟

ایک اتوار کی صبح جب عبادت کے بعد ٹیلر نے ایک پادری صاحب کے سامنے یہ مسئلہ رکھا تو اس نے جواب دیا کہ شاید یہ الوہی مداخلت یا مدد کے باعث ممکن ہو سکا تھا'' جیسے خود کشتی نوحؑ الوہی مدد سے تعمیر کی گئی تھی اور اس سلسلہ میں حضرت نوحؑ کو اللہ کی طرف سے باقاعدہ مدد ملی تھی۔ٹیلر نے بعد ازاں اپنی اس کتاب THE GREAT PYRAMID,WHY WAS IT BUILT AND WHO WAS THE BUILDERS میں اس الوہی نظریے کی بڑی وضاحت کی۔اس نے لکھا کہ اہرام کے معماروں کو اسی طرح الوہی رہنمائی حاصل تھی جیسے حضرت نوحؑ کو اپنی کشتی کے سلسلے میں اللہ کی طرف سے ملی تھی۔اس کے نزدیک اس بات کا امکان نظر آتا ہے کہ ابتدائی دور کے معاشروں میں چند انسانوں کو خالق کی طرف سے غیر معمولی ذہانت ودیعت کی گئی تھی جس کی وجہ سے وہ باقی لوگوں سے ممتاز اور منفرد ہو گئے تھے،تاہم اس دور کے سائنس دانوں نے ٹیلر کے اس نظریے کی تردید کی جس سے ٹیلر کو بہت دُکھ پہنچا۔اس پر اس نے اپنی الوہی انکشافات والے نظریے کی تردید کے خلاف بائبل

سے رجوع کیا اور کئی ایسے پیراگراف ڈھونڈ نکالے جس میں اہراموں کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ ٹیلر کو پکا یقین تھا کہ سینٹ پال نے EPHESIANAN;20-21 میں عظیم اہرام کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کے نزدیک عظیم اہرام اصلاً گرجا گھر کی صحیح ترین علامت ہے۔ اس کے بعد ٹیلر نے اعلان کیا اور یسوع مسیح پہلے سنگ بنیاد کی نشانی ہے۔ ٹیلر کے اس نظریے کو یکسر مسترد کر دیا جاتا اگر پیازی اسمتھ اس کے ساتھ اہرام کی منظر نگاری میں شامل نہیں ہو جاتا۔ اسکاٹ لینڈ سے تعلق رکھنے والا شاہی نجومی پیازی اسمتھ خود ٹیلر کے نظریات کا قائل تھا۔ وہ ٹیلر کی زندگی میں اس سے اس کے بارے میں خط و کتابت کرتا رہا۔ اس کی وفات کے بعد خود مصر کی مہم پر روانہ ہو گیا۔

پیازی اسمتھ نے غزہ میں عظیم اہرام پر کئی ماہ کی تحقیقی کاوشوں کے بعد اہرامی انچ دریافت کرنے کا اعلان کیا اور دعویٰ کیا کہ یہی وہ مقدس ذراع SACRED CUBIT تھا جس کو نیوٹن کو تلاش تھی۔ اسمتھ کا اہرامی انچ 125 انچ کے غلافی پتھر کا ایک حصہ تھا۔ ایسے لگتا تھا کہ جیسے یہ الوہی پیمانہ تھا جو اس عظیم اہرام کی تعمیر میں استعمال کیا گیا تھا۔ ٹیلر کی طرح اسمتھ بھی اس بات کا قائل تھا کہ یہ اہرامی انچ ہی برطانوی انچ کی بنیاد تھا۔ پیازی اسمتھ نے لبنانی مہم مصر کے دوران بہت سا کام کیا اور بہت غلافی پتھر کھود نکالے۔ چوڑائی میں یہ پتھر اس پتھر سے بالکل مختلف تھے جسے اسمتھ نے اہرامی انچ کی بنیاد بتایا تھا۔

اپنے دریافت شدہ اہرامی انچ کے سہارے اسمتھ نے علم ریاضی کی مدد سے اہرام کی بہت سی گتھیوں کو سلجھانے کی کوشش کی اور اہرام عظیم کو پوری طرح کھنگال ڈالا۔ اس نے اپنی کوششوں کے نتائج بعد ازاں اپنی کتاب OUR INHERITANCE IN THE GREAT PYRAMID میں شائع کیے۔ اس کتاب کے چھ سو کے قریب صفحات صرف اہرام کی پیمائشوں کے لیے مختص کیے گئے تھے۔ اپنے اہرامی انچ کی بدولت اس کتاب میں

پیازی اسمتھ نے کئی ریاضیاتی فارمولے پیش کیے جن سے زمین کی کثافت سورج سے زمین کے فاصلے اور دیگر حقائق سے پردہ اٹھایا گیا۔

اسمتھ پہلا محقق تھا جس نے اعلان کیا کہ یہ اہرام پتھروں کی زبان میں ایک الہام ہوئی ہے۔ اس نے انگریز مصنف رابرٹ مینریز کے اس نظریے کی بھی وضاحت کی کہ اس عظیم اہرام کی غلام گردشوں میں انسانی تاریخ کے اوراق بکھرے پڑے ہیں۔ پیازی اسمتھ نے اہرام کی پیمائش سے ایک یہ نظریہ پیش کیا کہ ایک اہرامی انچ برابر ہے ایک زمینی سال کے ایک اور محقق ڈاکٹر روزن برگ کے مطابق پیازی اسمتھ کے نزدیک دنیا کی تخلیق 4004 قبل از مسیح میں ہوئی تھی۔ طوفان نوحؑ جیسی عظیم تباہی، اہرام کی تعمیر کا دور سب کچھ اس کی راہداریوں میں محفوظ ہیں۔ اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ عظیم گیلریوں کی تعمیر کی ابتداء حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کی نشاندہی کرتی ہے۔ عظیم گیلری میں دوسرے 33 انچ حضرت عیسیٰؑ کی عمر شریف اور ان کے کفارے کی علامت ہیں۔ اگر پیمائش پر مزید غور کیا جائے تو حضرت عیسیٰؑ کے دنیا میں دوسرے نزول کا زمانہ 1882 عیسوی سے 1911 عیسوی کے درمیان کا زمانہ بنتا ہے۔

اسمتھ کی اس کتاب اور اس کے ان نظریات سے اہلِ مغرب بہت زیادہ متاثر ہوئے اور اس اہرامیات کی سائنس کا باقاعدہ آغاز ہوگیا۔ پیرس کا ایک محقق ایبی مونیگو اپنے مضامین کے ذریعے اہرامیات کا پرجوش مبلغ بن گیا۔ انگلستان میں بیسیوں گروپ ایسے وجود میں آگئے جو برطانوی انچ کو واپس ''مقدس یہودی ذراع'' کے ناپ پر لانے کی خواہش مند تھے۔ جرمنی انجینئروں کی ایک انجمن نے تازہ واقعات عالم کو اسمتھ کے نظریات کی روشنی میں پیش کرنے کے لیے ہفتہ وار باقاعدہ اجلاس شروع کردیے۔

امریکہ میں بھی پیمائش اور اوزان کے ایک عالمی ادارہ کی بنیاد رکھی گئی۔ خود امریکہ کا صدر جیمز گارفیلڈ اس ادارہ کا پرجوش رکن تھا۔

اہرامیات کی سائنس سے براہ راست متاثر امریکی ریاست پنسلوانیہ کا ایک پادری تازی رسل تھا جس نے ایک مذہبی فرقے ''گواہان یہوداہ'' JEHOVAH'S WITNESS کی بنیاد رکھی۔ اس نے بڑے جذبے کے ساتھ پیازی اسمتھ کی کتاب کا مطالعہ کیا اور پھر اہرام کے متعلق بائبل کی پیشین گوئیوں کی کتابیں بھی پڑھ ڈالیں۔ 1891ء میں اس نے ایک کتاب ''مطالعہ عہد نامہ قدیم وجدید'' کے نام سے شائع کی جس میں اس نے دیگر مصنفین کی طرح عظیم اہرام کی پیمائشوں کو بائبل کی تعلیمات سے منسلک کرنے کی کوشش کی۔ اس نے نظریہ پیش کیا کہ حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی 1874ء میں ہو چکی ہے۔ لوگ اس واقعہ کے بارے میں ناواقف اس لیے رہے کہ حضرت عیسیٰ غیر مرئی طور پر آئے تھے۔ اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ 1914ء سے ایک نیا سنہرا ہزار سالہ دور شروع ہوگا مگر بدقسمتی سے 1914ء جنگ عظیم اوّل چھڑ گئی اور رسل کے بعد اس مسیحی فرقے کا رہنما جے ایف رتھر فورڈ بنا جس نے دعویٰ کیا کہ اب نیا سنہرا دور 1925ء سے شروع ہوگا مگر جب ایسا نہ ہوا تو وہ اپنے فرقہ کو اہرامیات سے دور کرتا چلا گیا۔ 1982ء میں رتھر فورڈ نے بالکل نئے نظریات پیش کیے اور کہا کہ عظیم اہرام دراصل شیطانی کارنامہ ہے اور سینگوں والے شیطان نے یہ اہرام دنیا کو بائبل کی تعلیمات سے دور کرنے کے لیے بنایا تھا۔ اس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اہرام کا مطالعہ اور اس پر تحقیق وہی لوگ کرتے ہیں جو خدا اور بائبل کی تعلیمات سے منکر ہوں۔

ایسے نظریات کے حامل محققین سر ویلس بج Sir Wallis Budge نے اپنی کتاب ''ممی'' میں کڑی تنقید کی تھی اور لکھا تھا کہ ان لوگوں نے اس عظیم اہرام کو علامات کے چکر میں اُلجھا دیا ہے۔ ان ممتاز مفکرین کے مطابق کمروں کی ترتیب، راہداریوں کی طوالت اور زاویوں کے جھکاؤ وغیرہ کی پیمائش نوع انسانی کے لیے انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور اس کی ہر پیمائش میں ایک باطنی اور علامتی مطلب پوشیدہ ہے۔ بج نے لکھا ہے کہ ''موجودہ مصنفین کے

مطابق یہ عظیم اہرام کوئی فلکیاتی مظہر نہیں اور نہ ہی یہ فلکی پیمائش کا کوئی عالمی پیمانہ ہے بلکہ محض ایک مقبرہ ہے۔ ایک مدفن ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔'' کچھ جدید تحقیق نے بھی یہ سوال اٹھایا ہے کیا یہ اہرام صرف مصری فرعونوں کی باقیات ہیں یا یہ سنگی یادگاریں اس سے کہیں زیادہ اہمیت کی حامل ہیں جتنا کہ یہ دکھائی دیتی ہیں یہ فیصلہ آپ خود کریں۔

2562ق م اہرام جیفرع
PYRAMID OF DJEFRE

اہرام جیفرے یا جیفرع آج کل صرف کھنڈرات کی صورت میں موجود ہے۔ جو مصر میں ابوروش کے مقام پر واقع ہیں۔ مصر میں واقع اہراموں میں سب سے زیادہ شمال میں واقع ہے۔ ماہرین مصریات کے نزدیک اسے فرعون خوفو کے بیٹے اور جانشین فرعون جیفرے نے تعمیر کروایا تھا پہلے ماہرین مصریات کا خیال تھا کہ یہ اہرام تعمیراتی طور پر مکمل نہیں ہوسکا تھا۔ لیکن جدید اثریاتی سروے سے معلوم ہوا ہے کہ اسے نہ صرف فرعون جیفرے نے مکمل طور پر تعمیر کروایا تھا بلکہ یہ اپنی جسامت میں فرعون منکورے کے اہرام کے برابر تھا جو غزہ کے اہراموں میں تیسرا بڑا اہرام ہے۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ اہرام جیفرے تعمیراتی طور پر مصری اہراموں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھا۔ اس کی بیرونی سطح پر مکمل طور پر پالش شدہ چونے کے پتھروں کی ایک تہہ چڑھی ہوئی تھی۔ مؤرخین کے نزدیک اس اہرام کو مصر کے رومی فاتحین نے تباہ و برباد کیا تھا۔ قیصر آگسٹس کی فتح مصر کے بعد اس اہرام کا غلافی پتھر اور دوسرا تعمیراتی میٹریل رومی فاتحین نے اس اہرام سے اٹھا کر اپنی یادگاروں میں استعمال کرلیا تھا۔ ہسٹری چینل پر نشر کی جانے والی ایک ڈوکومینٹری فلم THE LOST PYRAMID کے مطابق یہ اہرام مصر میں تعمیر ہونے والے تمام اہراموں میں بلند ترین تھا اور اس کی بلندی تقریباً 722 فٹ تھی۔ یوں یہ غزہ کے سب سے بڑے اہرام یعنی اہرام خوفو سے جو 481 فٹ بلند ہے تقریباً 240 فٹ بلند تھا۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ

اہرام بربادی کا شکار ہو گیا تھا مگر مؤرخین اس کی تباہی کا سبب بتانے سے قاصر ہیں۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ فرعون جیفرے جو چوتھے شاہی خاندان کا ایک غیر مقبول حکمران تھا۔ اس نے اپنے پیشرو کی طرح غزہ کے مقام پر کوئی اہرام تعمیر نہ کروایا۔ فرعون جیفرے کے متعلق مصری تاریخ میں بھی بہت کم معلومات ملتی ہے۔ اس نے بہت کم عرصہ حکمرانی کی تھی۔ اسی فرعون کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ اس نے دیوتا راع RA کا نام اپنے القابات میں استعمال کیا تھا۔ اس لیے یہ پہلا فرعون تھا جس نے راع کا نام اپنے لیے استعمال کیا تھا۔ اس نے کل آٹھ سال 2566 ق م سے 2558 ق م تک حکومت کی۔ اس فرعون کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے والد کے اہرام یعنی اہرام خوفو کو تکمیل کے مراحل میں پہنچایا تھا۔ مگر خود اپنے لیے مدفن اس نے غزہ میں تعمیر کرانا پسند نہ کیا اور غزہ کے شمال میں 5 میل کے فاصلے پر ابورواش کے مقام پر تعمیر کروایا تھا۔

اہرام جیفرے کی باقیات فرانسیسی ماہرین اثریات نے 1907ء میں ابورواش میں ہونے والی کھدائی میں دریافت کی تھی۔ اس مقام پر کھدائی کرنے والوں کو سب سے پہلے اس فرعون کے سرخ پتھر سے تراشے گئے مجسمے کا سر ملا تھا۔

روسی ماہر اثریات مائروسلاف نے اپنی کتاب "THE PYRAMID" میں لکھا ہے کہ اس اہرام کی تباہی نئے خاندان کی بادشاہت کے آغاز ہی میں شروع ہو گئی تھی جبکہ اس کی تکمیل رومی عہد میں اس وقت ہوئی جب وادی قرین میں قبطی عیسائیوں کی ایک خانقاہ تعمیر کی گئی اور اس کی تعمیر میں جیفرے کے اہرام سے تعمیراتی سامان وہاں لے جایا گیا۔ اس اہرام کے کھنڈرات سے تعمیراتی پتھر اور سامان اٹھا لے جانے کا یہ سلسلہ انیسویں صدی کے آخر تک جاری رہا۔ انیسویں صدی کے آخر تک تقریباً 300 اونٹ روزانہ کے حساب سے تعمیراتی پتھروں کی یہ ترسیل جاری تھی۔

انداز تعمیر:

فرعون جیفرے کے اہرام کی تعمیر کا انداز اس کے پیشروؤں کے اہرامو ں کی تعمیر کے انداز

سے بالکل مختلف تھا۔ اس اہرام میں مدفن کمرے اور ایوان اہرام کے اندرونی حصے میں ہونے کی بجائے اہرام کے نیچے زیرزمین تھے۔ یہ اہرام ایک قدرتی ٹیلے پر تعمیر کیا گیا تھا اور اس کے ایوان اسی ٹیلے کے زیرزمین تعمیر کیے گئے تھے۔ یہ انداز تعمیر تیسرے شاہی خاندان کے فراعنہ کے اہراموں میں استعمال ہوا تھا۔ جیفرے نے اس ٹیلے میں 63x27 فٹ کشادہ اور 60 فٹ گہرا ایک گڑھا تیار کرلیا تھا۔ اسی گڑھے میں اس اہرام کے ایوان اور انکی راہداریاں تعمیر کی گئی۔ جب یہ اندرونی تعمیرات مکمل ہوگئی تو ان کے عین اُوپر یہ اہرام تعمیر کیا گیا اس طرح ایوانوں تک پہنچنے کے لیے اہرام میں سرنگیں نہ تعمیر کی گئی۔ اس اہرام کی تعمیر میں اہرام زوسر کی تعمیر سے ملتے جلتے انداز اختیار کیے گئے۔

اہرام خفرع

PYRAMID OF KHIFRA

اہرام خفرع کو اہرام کیفرن PYRAMID OF CHPHREN بھی کہتے ہیں۔ یہ غزہ میں موجود تینوں اہراموں میں سے دوسرا بڑا اور بلند اہرام ہے جو چوتھے شاہی خاندان کے فرعون خفرع یا کیفرع کے نام سے منسوب ہے۔ کیفرع نے 2558 ق م سے 2532 ق م تک حکومت کی تھی وہ فرعون خوفو کا دوسرا بیٹا تھا۔ اس کا تعمیر کردہ اہرام خوفو کے اہرام سے صرف نوفٹ چھوٹا تھا۔ فرعون کیفرع (CHEPHREN) نے ایک طویل عرصہ تک حکومت کی۔ اس کا عہد بعض مؤرخین کے نزدیک 60 سال اور بعض کے نزدیک 24 سال تھا۔ بہرحال اس کا عہد کسی بڑے اہرام کی تعمیر کے لیے کافی تھا۔ اس کے عہد میں مصر ایک خوشحال ملک تھا جس کی شہادت ہمیں اس بات سے ملتی ہے کہ اس کے درباری امراء نے بھی کئی منزلہ سیڑھی دار اہرام تعمیر کیے تھے۔

اہرام خفرع کی بنیاد 215.5 میٹر یا 706 فٹ طویل ہے۔ اور یہ اہرام اپنی بنیاد سے 448 فٹ بلند ہے۔ اہرام چونے کے پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے اس کے ہر بلاک کا وزن تقریباً 2 ٹن ہے اس کی ڈھلوانیں 53410 درجے کا زاویہ بناتے ہیں اور اس کے نزدیک کھڑے ہوئے ایک اور اہرام خوفو سے بھی کہیں زیادہ عمودی ہیں اس کی اہرام خوفو کی ڈھلوانیں 51450 کے درجہ کی

عمودی ہیں۔ یہ اہرام جس ٹیلے یا چٹان پر تعمیر کیا گیا ہے وہ اہرام خوفو کی بنیادوں سے تقریباً 33 فٹ بلند ہے اور اسی وجہ سے یہ اہرام بظاہر اہرام خوفو سے بھی بلند نظر آتا ہے۔

تاریخ:

اس اہرام کو اس کی تعمیر کے کچھ عرصہ بعد ہی لوٹ لیا گیا تھا۔ 18 ویں شاہی خاندان کے عہد میں جب ایک مندر HELLIOPOLIS ON RAMESSES تعمیر کیا جا رہا تھا تو اہرام کیفرع کے غلافی پتھر اس پر سے اتار کر اس مندر کی تعمیر میں لگا دیے گئے تھے۔ ایک عرب مؤرخ عبدالسلام کے مطابق اہرام کیفرع پہلی بار 1372 ق م میں کھولا گیا تھا۔ اس طرح ٹھیک طور پر معلوم نہیں ہو سکا کہ اس اہرام کے غلافی پتھر کب لوٹے گئے تھے۔ 1646ء میں مصر آنے والے انگریز سیاح اور ماہر مصریات جون گریوز کے مطابق اس اہرام کے پتھر اس کے وقت تک موجود تھے گو وہ شاہ خوفو کے اہرام کے غلافی پتھروں جتنے بڑے نہیں تھے اور نہ ہی انہیں اس مضبوطی سے جمایا گیا تھا۔ تاہم اس وقت تک اس اہرام کی بیرونی سطح ہموار تھی۔ عصر جدید میں اس اہرام کی پہلی سیاحت ایک اطالوی گیوانی بیلزونی GLOVANNI BELZONI نے کی تھی۔ اسی نے اس اہرام کی شمالی سمت میں اس کا داخلی راستہ دریافت کیا تھا اور وہ اس اہرام کے اندر واقع مدفن تک پہنچا تھا۔ بیلزونی کو امید تھی کہ اس اہرام کا ایوان مدفن لٹیروں کے ہاتھوں سے محفوظ رہا ہوگا مگر اسے یہ مدفن خالی ملا تھا اور اس میں ایک خالی تابوت رکھا ہوا تھا جس کا ڈھکنا ٹوٹا ہوا تھا۔ (2 مارچ 1818ء) اس کے بعد 1837ء میں اور 1853ء میں اس اہرام کو دو اور یورپی سیاحوں جان پیرنگ JOHN PERRING اور آگسٹے میرٹ AUGUSTE MARIETTE نے کھنگالا تھا۔

تعمیر:

عظیم اہرام کی طرح اس اہرام کو بھی ایک چٹان کو کاٹ کر تعمیر کیا گیا تھا۔ اس اہرام کا شمالی

گوشے اس چٹان کو کاٹ کر تیار کیا گیا تھا جبکہ جنوبی تعمیر کیا گیا تھا۔ اس اہرام کی بنیادوں میں جو پتھر استعمال کیے گئے ہیں وہ بہت بڑے ہیں مگر جیسے جیسے یہ اہرام بلند ہوتا گیا ہے اس کے پتھر بھی اسی لحاظ سے چھوٹے ہوتے چلے گئے ہیں اور چوٹی پر پہنچ کر یہ صرف 120 انچ موٹے رہ گئے ہیں۔

اس اہرام کے زیریں حصے میں گلابی رنگ کا سنگ سماق غلافی پتھروں کے طور پر استعمال کیا گیا تھا جبکہ باقی حصے پر ٹیورا TURA چونے کا پتھر لگایا گیا تھا۔ غلافی پتھروں کے بچ جانے والے پتھروں کا قریبی مشاہدہ ہمیں بتاتا ہے کہ یہ پتھر بالکل سیدھے نہیں ہیں بلکہ کسی قدر ڈھلوان ہیں جو شاید اہرام کی سطح کو ہموار بنانے کے لیے ڈھلوانی کیے گئے تھے۔ اس اہرام میں داخل ہونے کے دو راستے ہیں ایک راستہ بنیادوں سے 38 فٹ بلند ہے جبکہ دوسرا راستہ اس کی بنیادوں پر کھلتا ہے۔ یہ راستے اس اہرام کی اندرونی راہداریوں سے ملے ہوئے ہیں جو خوفو کے اہرام ہی کی طرح نشیبی اور فرازی ہیں۔

اس کے دو داخلی راستے رکھنے کی توضیح ماہرین اہرامیات نے یہ کی ہے کہ چونکہ اہرام کیفرع اہرام خوفو سے زیریں حصے میں بہت وسیع ہے اس لیے اس میں داخل ہونے کے دو راستے رکھے گئے تھے۔

اس اہرام کا ایوان مدفن اس کی بنیادی چٹان میں تراش کر بنایا گیا ہے اور یہ ایک مستطیل کمرہ ہے جو 46-4 FTx16 FT کشادہ ہے اور اس میں مشرق سے مغربی سمت میں فرعون کیفرع کا تابوت رکھا گیا ہے یہ تابوت بھی سنگی ہے اور ایک بڑے پتھر سے تراشا گیا ہے اور ایوان مدفن کے فرش میں گڑا ہوا ہے۔ گیوانی کو اس تابوت میں ایک جانور کی ہڈیاں ملی تھیں جو غالباً ایک بیل کی ہڈیاں تھیں۔

کیفرع کا تعمیر کردہ مندر جو اس اہرام کے ساتھ ہی ہے فرعون خوفو کے تعمیر کردہ ایسے ہی ایک مندر سے اچھی حالت میں ہے۔

ابوالہول SPHINX:

اہرام کیفرع کے قریب ہی ایک اور قدیم مصری یادگار ابوالہول واقع ہے۔ابوالہول کے عربی زبان میں معنی خوف کے باپ کے ہیں۔اس عظیم الجثہ بت کا آدھا دھڑ شیر کا اور سر انسان کا ہے۔اس کا یہ عربی نام فاطمی دور میں رائج ہوا تھا۔اس سے پہلے اس کا قبطی نام بلیت مشہور تھا۔عہد قدیم میں لفظ ابوالہول کا اطلاق اس مجسمے کے سر پر ہوتا تھا کیونکہ اس زمانے میں اس کا دھڑ ریت میں دبا ہوا تھا۔لوگوں کا خیال تھا کہ یہ بت ایک طلسم ہے جو وادی نیل کی حفاظت کرتا ہے۔قدیم مصری دیومالا میں اس قسم کے مجسمے فراعنہ کی خدائی کی علامت سمجھے جاتے تھے۔غزہ میں ایستادہ یہ مجسمہ ایک ہی چٹان کو تراش کر تیار کیا گیا تھا۔ابوالہول کو اہرام کیفرع کا صحیح وسالم بچ جانے والا حصہ کہا جاتا ہے جبکہ بعض مؤرخین کے نزدیک ابوالہول اہراموں کی تعمیر سے ہزاروں سال پہلے تیار کیا گیا تھا۔تاہم اس بات کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔

ابوالہول 66 فٹ بلند اور 240 فٹ طویل ہے۔یہ عظیم الجثہ مجسمہ پچھلے 4 ہزار سال سے متواتر ریت میں دھنسا ہوا تھا۔اس مجسمہ کی چھاتی کے نزدیک لگی ہوئی ایک نقشین لوح پر درج ہے کہ 1419 ق م میں ایک مصری شہزادے تھتمس TUTHMOSIS نے اس مجسمے کے گرد سے ریت ہٹوائی تھی۔

حالیہ سالوں میں جب اس کے گرد کی ریت نے اس کی حفاظت کرنا چھوڑ دی تو یہ مجسمہ انحطاط کا شکار ہو گیا جس کی وجہ سے فروری 1988ء میں اس مجسمے کے دائیں بازو سے پتھر کا ایک ٹکڑا جس کا وزن تقریباً 30 کلوگرام تھا جھڑ گیا۔اس کے بعد اقوام متحدہ کے توسط سے نہ صرف یہ ٹکڑا اس کی جگہ پر بحال کر دیا گیا بلکہ اس قدیم مجسمہ کی حفاظت کے لیے یہ ایک خصوصی پروگرام بھی بنایا گیا۔

علامہ اقبال نے ابوالہول پر چند اشعار یوں کہے تھے: ع

خود ابوالہول نے یہ نکتہ سکھایا ہے مجھے
وہ ابوالہول کہ ہے صاحب اسرار قدیم
دفعتاً بدل جاتی ہے جس سے تقدیر امم
ہے وہ قوت کہ حریف اس کی نہیں عقل سلیم
ہر زمانے میں دگرگوں ہے طبیعت اس کی
کبھی شمشیر محمدؐ ہے، کبھی چوب کلیم

مارک لیہنر MARK LEHNER نامی ایک ماہر مصریات نے حالیہ زمانے میں ابولہول پر تحقیق کی ہے۔ اس ماہر مصریات کا خیال ہے کہ ابوالہول کیفرع ہی نے بنوایا تھا۔ مارک نے ابوالہلول کے چہرے کے تقریباً 22 لاکھ فوٹوگرافس لیے تھے جو الگ الگ حصوں پر مشتمل تھے۔ جب ان فوٹوگرافس کو ایک کمپیوٹر پروگرام کے تحت جوڑا گیا تو یہ ثابت ہوا کہ یہ چہرہ دراصل فرعون کیفرع کا ہی ہے۔ تاہم بعد کی تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ابوالہول کا چہرہ فرعون کیفرع کے چہرے سے الگ ہے۔

اس بات پر ابھی تک اختلاف چلا آ رہا ہے کہ ابوالہول کو کس نے اور کب بنوایا تھا؟ ابھی تک اس پر تحقیق جاری ہے اور کوئی متفقہ بات معلوم نہیں ہو سکی۔ بہرحال ماہرین کا خیال ہے کہ ابوالہول سورج دیوتا راع ہوراختی کی زمینی شکل ہے تاہم عربوں نے اسے خوف کی علامت قرار دیا ہے۔

ق م2528 اہرام منکورع

PYRAMID OF MENKAURE

غزہ کے قدیم شاہی قبرستان کا تذکرہ اسوقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک فرعون منکورع کے اہرام کا ذکر نہ کیا جائے۔فرعون منکورع جو مائسیرئنس MYCERINUS کے نام سے بھی مشہور تھا۔اہرام منکورع 66 میٹر یا215 فٹ بلند ہے۔اس کے نزدیک تین چھوٹے اہرام بھی ہیں جو منکورع کی بیویوں کے ہیں (ہیروڈوٹس نے منکورع کو مائسیرئنس کا نام دیا ہے)

تعمیر وپیمائش:

فرعون منکورہ کے اہرام کی بلندی ٹھیک 65.5 میٹر یا215 فٹ تھی اسی وجہ سے یہ غزہ کے تین بڑے اہراموں میں تیسرے نمبر اور سب سے کم بلند ہے۔آج کل اس اہرام کی بلندی 61 میٹر یا204 فٹ رہ گئی ہے۔اس کی بنیادیں 108.5 میٹر طویل ہیں۔اس کی ڈھلوانوں کا زاویہ 51:20,25 ہے یہ چونے کے پتھر اور سنگ ساق سے تعمیر کیا گیا تھا۔اس اہرام کے بالائی حصے پر ٹیورا TURA پتھروں کا غلاف پہنایا گیا تھا۔جبکہ زیریں حصہ کو سنگ ساق سے تعمیر کیا گیا تھا اور اسے بغیر غلافی پتھروں کے چھوڑ دیا گیا تھا۔اس طرح تعمیری طور پر نامکمل رہ جانے کی وجہ سے جدید زمانے کے ماہرین اثریات کو اس منصوبے کے تعمیری نکات سمجھنے میں آسانی پیدا ہوگئی ہے۔اس اہرام کے قریب ہی تین چھوٹے طفیلی اہرام موجود ہیں جن میں سے ایک اہرام منکورع کی طرح ہی سنگ ساق سے تعمیر کیا گیا تھا۔یہ تینوں اہرام تعمیری طور پر نامکمل ہیں۔

ہیروڈوٹس کا افسانہ:

ہیروڈوٹس قدیم مصر کی سیاحت کرنے والا اولین سیاح تھا جس نے اپنی کتاب "التواریخ" میں فرعون منکورع کے متعلق عجیب و غریب افسانے بیان کیے ہیں۔ ان افسانوں میں سے ایک یہ ہے۔ شہزادگی کے زمانے میں منکورع نے اپنے باپ کی مرضی کے خلاف معبدوں اور مندروں کو کھولدیا تھا اور عوام کو ان کے پیشوں پر لوٹ جانے اور قربانی کی رسم ادا کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ وہ اپنے پیشروؤں سے کہیں زیادہ انصاف پرور تھا۔ مصری عوام منکورع کی بہت زیادہ قدر کرتے تھے اور اس کے فیصلوں کو ایماندارانہ فیصلے قرار دیتے تھے۔ اگر کوئی شخص اس کے فیصلے کی وجہ سے پریشان حال ہوتا تو وہ اپنے ذاتی خزانے سے اس کی تلافی کر دیتا تھا۔ منکورع نے خود کو ایک اچھائی نرم خو شخص بنالیا تھا۔ کہتے ہیں وہ اپنی زندگی میں کئی آفتوں کا شکار ہوا جن میں سے ایک یہ تھی کہ اس کی جوان اکلوتی بیٹی مرگئی۔ اس نے اپنی بیٹی کو غیر معمولی انداز میں دفنانے کا سوچا اور لکڑی کی ایک گائے بنوائی اور اس میں عمل حنوط سے گذار کر اپنی بیٹی کی لاش رکھ دی۔ اس گائے کو زمین میں دفنانے کی بجائے ایک خوبصورتی سجے ہوئے کمرے میں رکھا۔ اس سے ملحقہ کمرے میں کئی اور مجسمے بھی رکھے گئے تھے جو اس کے پروہتوں کے بقول اس کی داشتاؤں کے مجسمے تھے۔ ان مجسموں اور گائے کے حوالے سے ہیروڈوٹس نے ایک یہ افسانہ بھی بیان کیا ہے کہ منکورع خود اپنی بیٹی پر عاشق تھا اور اس پر تشدد کر بیٹھا۔ دکھ زدہ دوشیزہ نے جوابی کارروائی کے طور پر خودکشی کر لی اور منکورع نے اسے ایک گائے میں دفن کیا تب اس کی ماں نے ان خادماؤں کے ہاتھ کٹوا دیے کہ انہوں نے اس بیچاری بچی کے خلاف منکورع کی مدد کی تھی۔ اسی وجہ سے ان خادماؤں کے مجسموں کے ہاتھ نہیں ہیں۔ ہیروڈوٹس ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ منکورع نے اس گائے کو سونے سے منڈھ دیا تھا اور سال میں ایک مرتبہ سورج کی روشنی میں کمرے سے باہر لایا جاتا تھا۔ کہتے ہیں گائے کو ہر سال کمرے سے دھوپ میں لانے کی وجہ یہ تھی کہ مرنے والی نے اپنے باپ یعنی منکورع سے اس کی درخواست کی تھی۔

معبد کمپلیکس:

منکورع کے اہرام کے ساتھ ایک معبد کمپلیکس تعمیر کیا گیا ہے جس کی بنیادیں اور اندرونی حصے مکمل طور پر چونے کے پتھروں سے تعمیر کیے گئے ہیں۔ اس کے فرش سنگ سماق کے ہیں۔ اس کی دیواریں بھی پتھروں سے چنی گئی ہیں۔ اکثر فرعونوں کی موت کے بعد ان کے جانشین اور بیٹے ہی ان کی نامکمل تعمیرات کو مکمل کراتے تھے۔ اسی طرح منکورع کے اہرام اور معبد مرگ کمپلیکس کو بھی اس کے بیٹے شیمپس کاف SHEPSESKAF نے مکمل کروایا تھا۔ منکورع کے اس معبد مرگ کمپلیکس میں ایک تحریر رقم ملی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ شیمپس کاف نے اپنے والد کے اس معبد کو مکمل کرایا تھا اس معبد مرگ سے بھی کافی مجسمے ملے ہیں جن میں زیادہ تر فرعون منکورع کے ہیں۔ یہ سب مجسمے چوبی ہیں اور انتہائی مہارت سے تراشے گئے ہیں۔

زمانہ تعمیر:

منکورع کے اہرام کی تعمیر کی تاریخ اور زمانہ کا ابھی تک صحیح طور پر تعین نہیں ہو سکا۔ منکورع کا عہد 26 ویں صدی قبل از مسیح سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی عہد میں یہ اہرام تعمیر کیا گیا تھا۔ اہرام منکورع اپنے قریبی اہراموں یعنی اہرام خوفو اور اہرام کیفرع سے صرف چند گز کے فاصلے پر واقع ہے۔

تابوت شاہی:

رچرڈ ولیم ہارورڈ وائس جس نے 1835ء میں مصر کی سیاحت کی تھی اس نے منکورع کے ہرام کے ایک بالائی ذیلی ایوان UPPER ANTI CHEMBER میں ایک آدم نما لکڑی کا بنا ہوا تابوت دریافت کیا تھا جس پر ہیروغلیف رسم تحریر میں منکورع کا نام لکھا ہوا تھا اور اس تابوت میں انسانی باقیات (ہڈیاں) بھی دریافت ہوئی تھیں۔ اس لکڑی کے تابوت کا بیت عہد SAITE PERIOD سے تعلق بتایا گیا ہے جبکہ اس تابوت میں موجود ہڈیوں کے ریڈیو کاربن تجزیئے سے پتا چلا ہے کہ یہ قریباً دو ہزار سال قدیم ہیں۔ ہارورڈ وائس ہی کو اہرام کے

ایوانوں سے ایک اور پتھر سے بنا ہوا انتہائی خوبصورت تابوت بھی ملا تھا جس پر تصویری رسم الخط میں کافی تحریریں موجود تھیں مگر بدقسمتی سے یہ سنگی تابوت اب بحر اوقیانوس کی تہہ میں موجود ہے۔ اس تابوت کو ہارورڈ اپنے ساتھ انگلستان لے جا رہا تھا کہ 13 اکتوبر 1838ء کو مالٹا اور قرطاجنہ کے درمیان اس کا بحری جہاز ڈوب گیا تھا جس کے ساتھ ہی یہ تابوت بھی غرقاب ہو گیا جبکہ آدم نما لکڑی کا تابوت خیر و عافیت کے ساتھ انگلستان پہنچا دیا گیا تھا۔ یہ آج کل برٹش میوزیم کے شعبہ مصریات میں دیکھا جا سکتا ہے۔

مسمار کرنے کی کوشش:

بارہویں صدی عیسوی کے آخر میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے بیٹے الملک العزیز عثمان نے غزہ کے اہراموں کو مسمار کرانا چاہا تھا۔ اور اس کام کی ابتداء منکورع کے اہرام سے کی تھی۔ تاہم جن معماروں کو الملک العزیز نے اہراموں کو مسمار کرنے پر لگایا تھا انہیں بہت جلد پتا چل گیا کہ ان اہراموں کو مسمار کرنا بھی اسی طرح مہنگا پڑے گا جس طرح ان کی تعمیر۔ یہ معمار آٹھ ماہ تک اپنی کوششوں میں مصروف رہے۔ اس دوران وہ روزانہ صرف ایک یا دو پتھر اکھاڑنے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ اس اہرام کو مسمار کرنے کے لیے ان معماروں نے اُس زمانے کے بہترین آلات بھی استعمال کیے تاہم وہ اس اہرام کو شمالی سمت سے تھوڑا بہت نقصان پہنچانے کے سوا کچھ نہ کر سکے جس سے اس اہرام کی شمالی سمت میں ایک عمودی زخم لگ گیا جو آج بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

مصطبۃ الفرعون یا اہرام شپسس کاف

PYRAMID OF SHEPSKAF

مصطبۃ الفرعون سقارہ کے جنوب میں واقع ہے جو مصر کا قدیم شاہی قبرستان ہے۔ مصطبۃ الفرعون فرعون شپسس کاف SHEPSESKAF کا مدفن ہے جو چوتھے شاہی خاندان کا آخری حکمران تھا۔ یہ ایک مستطیل نما مقبرہ ہے جس کا بالائی حصہ گولائی میں تھا اور زیریں حصے کم جھکاؤ والا تھا۔ فرعون شپسس کاف نے راع دیوتا کی برتری کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس لیے اس نے اہرامی جنازے کی تقریبات کے نظریہ کو ختم کر دیا تھا اور پرانے سادہ طریقے کو اپنا لیا تھا۔ مصری تاریخ میں قدیم روایتوں کا یہ پہلا باغی اور منحرف حکمران تھا۔ مگر اس نے بہت کم عرصہ کے لیے حکومت کی اس کا عہد صرف چار سال تھا۔ تاہم تاریخ اس پر روشنی نہیں ڈالتی کہ اس کا پجاریوں سے برتاؤ کیسا تھا اور خود پجاری اس کے ساتھ کیسا رویہ رکھتے تھے۔ تاہم اس کا پتہ چلتا ہے کہ اس نے فرعون اخناتون کی طرح پجاریوں کی ابھرتی ہوئی طاقت کا مقابلہ کیا اس کا عہد حکومت مختصر ہونے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اس فرعون کا انجام بھی اخناتون سے یقیناً مختلف نہیں تھا۔ اس فرعون کا ایک مجسمہ واشنگٹن ڈی سی کی ایک آرٹ گیلری میں رکھا ہوا ہے۔ اس مجسمہ میں اس فرعون کے چہرے کے خدوخال سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کوئی کمینہ خصلت انسان تھا۔ یہ شاید اس کے بعد

پجاریوں کی کارستانی ہے جنہوں نے جان بوجھ کر اس فرعون کو بدخصلت ظاہر کیا کیونکہ ایک بادشاہ اپنا مجسمہ ایسا کیونکر بنوا سکتا ہے۔

اس کی ملکہ بونیفر BONEFER نے اس بادشاہ کی آخری رسوم ادا کی تھیں۔ اس کے عہد کے ایک وزیر، مشیر اور پروہت تاح سپسس PATAHSEPSES نے اپنے مدفن میں ایک تصویر میں خود کو بادشاہ کے پاؤں چومتے ہوئے دکھایا ہے۔ یہ اس زمانے کی روایات کے خلاف تھا کیونکہ اس زمانے میں لوگ بادشاہ کے پاؤں کے قریب زمین چومتے تھے ان کے پاؤں نہیں۔

مصطبۃ الفرعون سقارہ میں فرعون پیپی دوم PEPI II کے اہرام کے نزدیک واقع ہے۔ یہ اینٹوں سے تعمیر کردہ ایک مستطیل اہرام ہے۔ اس کا اندرونی حصہ ایک اہرام ہی کی طرح تعمیر کیا گیا ہے۔ اس پر پتھر میں کندہ ایک تحریر کچھ یوں ہے۔ پتھروں سے پہلے ہوئے اہراموں کے موازنہ میں مجھے حقیر نہ جانو' کیونکہ میں اتنا ہی برتر ہوں جتنا کہ جوو JOVO دیگر دیوتاؤں سے جھیل میں ایک کھمبا ڈال کر کیچڑ نکالا گیا اور اینٹیں بنائی گئی یوں میں وجود میں آیا۔

ہر اہرام کے ساتھ ایک معبد بھی ہوتا تھا جس کو اہرام کے ساتھ ایک مسقف راستے سے ملا دیا جاتا تھا۔ اس معبد میں ایک بڑا صحن عوام کے مختلف مذہبی تہوار منانے کے کام آتا تھا۔ اس اہرام کے ساتھ بھی ایک معبد تھا۔ اس اہرام کے احاطے کی دیوار جو اینٹوں ہی سے بنی ہوئی ہے اصل عمارت سے 45 فٹ دور موجود ہے۔

2490ق م اہرام اسرکاف

PYRAMID OF USERKAF

اہرام اسرکاف اور اس سے ملحقہ عمارتی کمپلیکس 2490 قبل از مسیح میں تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ پانچویں شاہی خاندان کے بانی فرعون اسرکاف USERKALF کے مدفن کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ سقارہ کے شاہی قبرستان میں اہرام زوسر کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ یہ خصوصی طور پر پالش کردہ پتھروں سے تعمیر کیا گیا تھا اس کا مرکزی حصہ اینٹ روڑے سے بھرا ہوا ہے۔ تاہم آج کل یہ اہرام سقارہ کی ریت میں ابھری ہوئی ایک چٹان دکھائی دیتا ہے اور وقت کے بے رحم ہاتھوں نے اسے کھنڈرات میں تبدیل کر دیا ہے۔ اسے مقامی عربی زبان میں الھرم المہرابش "یعنی پتھروں کا ڈھیر کہتے ہیں۔ اہرام اسرکاف ایک بڑے جنازگاہ کمپلیکس کا حصہ ہے۔ یہ عمارتی کمپلیکس ایک معبد مرگ پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ اس سے ملحقہ ایک اہرام اور معبد مرگ اسرکاف کی ملکہ کا بھی ہے۔ اس ملکہ کا نام نیفر ہیتی پس NEFERHETEPS تھا۔ جس طرح اہرام اسرکاف نے پتھروں کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکا ہے اسی طرح ملکہ نیفر ہیتی پس کا اہرام اور معبد بھی کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا ہے اور اس کے پتھر تک بھی اکھاڑ لیے گئے ہیں۔

فرعون اسرکاف:

پانچویں شاہی خاندان کا بانی فرعون اسرکاف تھا۔ اس کے متعلق معلومات ہمیں ویسٹ

کا پیپرس WESTCAR PAPYRUS سے ملی ہیں۔ یہ آج کل برلن میوزیم میں محفوظ ہے۔ یہ غالباً ہائیکوسوس عہد میں احاطہ تحریر میں لایا گیا تھا۔ اس میں پانچویں شاہی خاندان کے وجود میں آنے کی وجوہات بھی بیان کی گئی ہیں۔ اس پیپرس کا راوی جیڈی DJEDI نامی ایک پروہت یا جادوگر تھا جس کا تعلق فرعون منکورع کے دربار سے تھا۔ اس نے پیشینگوئی کی تھی کہ ایک پروہت کی بیوی کے تین بچے آئندہ مصر کے بادشاہ ہوں گے۔ ان بچوں میں سے پہلا اسرکاف تھا جبکہ دو اور ساہورے SAHURE اور نیفریرکارے NEFRERKARE تھے فرعون اسرکاف فرعون جیڈفرے DJEDFRE کا نواسہ تھا۔ وہ اس کی بیٹی ملکہ خیفرہیتپ کا بیٹا تھا۔ اس نے فرعون منکورع کی بیٹی خینت کاوس سے شادی کی تھی اور اسی وجہ سے وہ تخت شاہی تک پہنچنے میں کامیاب ہوا تھا اور اس نے پانچویں شاہی خاندان کی بنیاد رکھی تھی اسرکاف کا ایک کارنامہ دوبارہ راع دیوتا کو اپنا بڑا دیوتا تسلیم کرنا تھا۔

اہرام کمپلیکس:

اسرکاف کے اہرام کا تعمیراتی کمپلیکس چوتھے شاہی خاندان کے عہد میں تعمیر کردہ عمارات سے مختلف ہے۔ یہ غزہ کی بجائے سقارہ میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اگرچہ یہ غزہ کے بڑے اہراموں کے مقابلے میں بہت چھوٹا اور کم درجے کا ہے۔ مگر اس اہرام سے بہت سی اہرامی تحریریں ملی ہیں۔ یہ مذہبی تحریریں پرانے دور سے مصر میں مستعمل چلی آ رہی تھیں اور جادوئی منتروں، دعاؤں اور نظموں پر مشتمل تھیں جو بادشاہ کے دوبارہ پیدا ہونے اور مرنے کے بعد دیوتاؤں سے ملاپ کے لیے استعمال ہوتی تھیں۔

اثریاتی دریافت اور کھدائی:

اس اہرام کا داخلی دروازہ 1831ء میں دریافت ہوا تھا۔ اسے اطالوی ماہر مصریات اور جزیومارو کی ORAZIO MAHUCCHI نے دریافت کیا تھا مگر اس میں کوئی شخص

بھی 1839ء تک داخل نہیں ہو سکا۔ 1839ء میں اس اہرام میں داخل ہونے والا پہلا شخص جان شے پیرنگ JOHN SHAE PERING تھا۔ وہ اہرام کو لوٹنے کے لیے کھودی گئی لٹیروں کی ایک سرنگ کے ذریعے اس اہرام میں داخل ہوا تھا۔ مگر اسے صحیح طور پر پتا نہیں چل سکا تھا یہ کس فرعون کا مدفن ہے اور وہ اسے پانچویں شاہی خاندان کے ایک بعد کے فرعون جیڈ کارے اسیسی سے نامزد کرتا تھا۔ جو ماہر مصریات باقاعدہ اس اہرام میں داخل ہوا وہ کارل رچرڈ تھا۔ جس نے اس اہرام XXXI کو اہراموں کی فہرست میں نمبر دیا تھا تاہم اس اہرام کی باقاعدہ اثریاتی کھدائی اکتوبر 1927ء سے پہلے نہیں ہو سکی تھی۔ اس کھدائی کے بعد ہی یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ فرعون اسرکاف کا اہرام ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر آیا کہ اسرکاف کا اہرام نووسر کے سیڑھی دار اہرام کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ یہ صرف 49 میٹر یا 167 فٹ بلند ہے۔ اس کی ڈھلوان 53 درجے کے زاویہ پر ہے۔ اسی اہرام میں زیر زمین تعمیر کیے گئے ہیں۔ ان زیریں ایوانوں تک پہنچنے کا راستہ اہرام کی شمالی سمت میں ایک فرش کے نیچے واقع ہے۔ اس طرح یہ اہرام چوتھے شاہی خاندان کے عہد میں تعمیر کیے جانے والے اہراموں سے مختلف ہے۔ اس اہرام کی بیرونی سطح پر چونے کے پتھروں کا غلاف اوڑھایا گیا تھا جو اب موجود نہیں رہا۔ اس اہرام کے ساتھ ایک معبد تعمیر کیا گیا تھا جو آج کھنڈرات کی صورت میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ قدیم بادشاہت کے دیگر فراعنہ کی طرح اسرکاف نے بھی اپنی ملکہ نیفر ہیتی پس کے لیے ایک اہرام اپنے اہرام کے ساتھ ہی تعمیر کروایا تھا۔

اہرام ساحورے

PYRAMID OF SAHURE

اہرام ساحورے قبرستان ابوسر NECROPOLIS OF ABUSIR میں تعمیر کیا جانے والا پہلا اہرام تھا۔ یہ اہرام فرعون ساحور کے لیے تعمیر کیا گیا تھا جو پانچویں شاہی خاندان کا دوسرا فرعون تھا اور 2480 قبل از مسیح میں مصر کا حکمران تھا۔ اہرام ساحورے ایک بڑے تعمیراتی جنازگاہ کمپلیکس کا حصہ ہے۔ اس تعمیراتی کمپلیکس کا معبد جھیل ابوسر کے کنارے واقع ہے۔ قدیم مصری اس تعمیراتی کمپلیکس کو فرعون ساحورے کی بلند ہوتی ہوئی روح کے نام سے یاد کرتے تھے۔

دریافت اور اثریاتی کھدائی:

اہرام ساحورے کے بارے میں سب سے پہلا تحقیقی سروے ماہر مصریات جان شائی پیرنگ نے انیسویں صدی کے وسطی حصے میں کیا تھا۔ ایک دوسرے ماہر مصریات کارل رچرڈ نے اس اہرام کو اپنی مرتب کردہ اہراموں کی فہرست میں XXVIII کا نمبر دیا تھا۔ لیکن ان ابتدائی کاموں کے باوجود اس اہرام کی اہمیت بیسویں صدی کے آغاز واضح نہ ہو سکی۔ 1902ء سے 1908ء تک اس اہرام کی اثریاتی کھدائیوں کا کام مشہور ماہر مصریات لڈوگ بورک ہارٹ LUDWIG BORCHARDT نے مکمل کیا۔ اس نے اپنی اس دریافت کو اپنی ایک دو جلدوں پر مشتمل کتاب DAS GRABDENKMALDES KONIGSSAHURE میں شائع کیا۔ جو اس اہرام پر کیا جانے والا اب تک کا سب سے

معیاری کام ہے۔ انہیں اثریاتی کھدائیوں کے دوران لڈوگ نے اس کمپلیکس کے معبد کے ایک دروازے کے اُوپر کی تزئین کاری کو بالکل صحیح حالت میں دریافت کیا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے اس معبد کے کئی ستون بھی دریافت کیے تھے۔ ان ستونوں میں سے کچھ جرمنی میں نمائش کے لیے بھجوائے گئے تھے۔ جو آج بھی برلن میوزیم کے مصری شعبے میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ لڈوگ کی ان دریافتوں کو میوزیم میں جگہ کی کمی کی وجہ سے 1980ء سے مکمل طور پر پیش نہیں جاسکا تھا۔

محل وقوع:

فرعون ساحورے نے اپنے مدفن کمپلیکس کے لیے پہلی بار ابوسر کا مقام منتخب کیا تھا۔ اس کے اہرام سے 1300 فیٹ دور فرعون اسرکاف کا تعمیر کردہ معبد شمس واقع ہے۔ فرعون ساحورے نے اپنے اس تعمیراتی کمپلیکس کو شاید اس وجہ سے ابوسر کے مقام پر تعمیر کیا تھا کہ اس زمانے میں مصر کا دارالحکومت ممفس MEMPHIS اس مقام کے زیادہ قریب واقع تھا۔ اس کے علاوہ جھیل ابوسر سے نزدیکی بھی یہاں اس کمپلیکس تعمیر کرنے کی وجوہات میں سے ایک ہے۔

اہرام:

جرمن ماہر مصریات لڈوگ کے مطابق ساحورے کا اہرام 47 میٹر یا 154 فٹ بلند تھا اور اس کی ڈھلوان 50 درجے کے زاویے پر ہے۔ اس اہرام کے معماروں سے ایک ناقابل تلافی غلطی اس وقت سرزد ہوئی تھی جب وہ اس کی بنیادوں کی حد بندی کر رہے تھے۔ اس اہرام کا جنوب مشرقی گوشہ کونہ 5.2 فٹ زیادہ مشرقی سمت میں واقع ہے اسی تعمیراتی غلطی کی وجہ یہ اہرام نتیجتاً کجی کا شکار ہوگیا تھا۔ اس اہرام کی یہ تعمیراتی کجی زیادہ تر مشرقی سمت میں واقع ہے مگر زیادہ اس کے قریب تعمیر کردہ معبد مرگ کی وجہ سے چھپ گئی تھی۔

چوتھے شاہی خاندان کے عہد میں تعمیر کردہ اہراموں کی طرح یہ اہرام کسی بنیادی چٹان میں تعمیر نہیں کیا گیا بلکہ اس کی بنیاد چونے کے پتھروں کی تہوں پر رکھی گئی ہے۔

اس اہرام کا داخلی راستہ یا دروازہ سطح زمین کے برابر شمالی سمت میں واقع ہے۔ یہ داخلی راستہ کہیں 13.9 فٹ طویل ایک نشیبی راہداری تک لے جاتا ہے۔ یہ راہداری 48ء246 زاویے کی ایک ڈھلوان پر واقع ہے۔ یہ راہداری سرخ پتھر سے تعمیر کی گئی ہے اور ایک چھوٹے سے پیش دالان یا ڈیوڑھی تک چلی گئی ہے جس میں داخل ہونے کے بعد سیاح کو سرخ رنگ سماق کا بنا ہوا ایک جنگلا دکھائی دیتا ہے جو شاہی مدفن تک پہنچنے کا راستہ مسدود کیے ہوئے ہے۔ اس جنگلے سے پرے ایک فرازی راہداری ہے جو 73 فٹ طویل ہے شاہی مدفن ایک شرقاً غرباً محور پر واقع ہے تاہم اسے وقت کے ہاتھوں بہت زیادہ نقصان پہنچ چکا ہے۔ شاہی مدفن کو اس بری طرح لوٹا گیا ہے کہ اس کے پتھر تک ادھیڑ دیے گئے ہیں۔ اسی وجہ سے اب یہ پتا نہیں چلتا کہ یہ شاہی مدفن ایک ایوان یا ایک سے زیادہ ایوانوں پر مشتمل تھے۔ جو شاید ایوانؑ شاہی اور اس کے ذیلی ایوانوں پر مشتمل تھے۔ ماہر مصریات رچرڈ شائی پیرنگ کو مدفن شاہی سے ایک سنگی تابوت کے ٹکڑے ملے تھے جو شاید اہرام کو لوٹنے والوں نے خزانے کی تلاش میں کیے تھے۔ اس کے علاوہ شاہی مدفن سے کوئی اور چیز یا آرٹ کا نمونہ نہیں ملا تھا۔

قدیم بادشاہت کا عہد بلاشبہ مصر قدیم کا ایک سنہرا دور تھا جس میں جہاں مصری بادشاہت کی بنیادیں مضبوط ہوئیں وہیں پانچویں شاہی خاندان تک کے عہد میں عظیم تعمیراتی منصوبوں پر کام بھی کیا گیا۔ ہر حکمران نے کئی کئی عمارات تعمیر کروائیں جن میں معبد و مندر اور محل و مدفن بھی شامل تھے جبکہ نئی بادشاہت کے عہد میں مصر میں دولت کی فراوانی ہوگئی جس کی وجہ سے نئی بادشاہت کے حکمران قدیم شاہان جیسی شاندار عمارات تعمیر نہیں کروا سکے تھے۔

اہرام نیفرع فرع

PYRAMID OF NEFERE-FRE

اہرام رینی فریف PYRAMID OF RANEFEREF اہرام نیفرع فرع بھی کہلاتا ہے۔ یہ ایک نامکمل مصری اہرام ہے جو پانچویں شاہی خاندان کے فرعون رانیفرف کے لیے تعمیر کیا گیا تھا اور اس کی بے وقت موت کی وجہ سے نامکمل ہی رہ گیا تھا تاہم اس کے جانشینوں نے اسے ایک جیومیٹریکل مصطبہ یا چبوترے نما شکل دی۔

دریافت اور اثریاتی کام:

یہ اہرام ابتدائی مصری ماہرین اثریات کی نظروں سے اوجھل رہا۔ سب سے پہلے اسے کارل رچرڈ پی سیوس نے اپنی فہرست اہرام میں XXXVI کا نمبر دیا۔ اس کے بعد اس اہرام کو کبھی رانیفریف کا اہرام سمجھا جاتا رہا اور کبھی شپسس کارے SHEPSESKARE کا۔ اس اہرام پر مکمل تحقیقی کام کہیں جا کر 1974ء میں شروع ہوا۔ یہ کام چارلس یونیورسٹی آف پراگ کی ایک ٹیم نے مشہور چیک ماہر مصریات مائرو سلاف ورنر VERNER MIROSLAV کی سرکردگی میں کیا۔ جہاں اس اہرام سے مجسمے اور پیپرس کے رول دریافت ہوئے وہیں ایک شاہی ممی کی باقیات دریافت ہونے کی وجہ سے یہ بات یقینی ثابت ہوئی کہ کہ غیر مکمل اہرام ایک شاہی مدفن ہے اور فرعون رانیفریف کے لیے ہی تعمیر کیا گیا تھا۔ اس اہرام کے تجزیاتی مطالعے سے اس اہرام کی تعمیراتی انجینئرنگ پر بھی روشنی پڑی۔

اہرام

اہرام رانیفر یف کی تعمیر کا آغاز 213 فٹ طویل بنیادوں سے شروع کیا گیا تھا۔ یہ قدیم بادشاہت سے تعلق رکھنے والے فرعونوں کے اہراموں میں دوسرا چھوٹا اہرام ہے جبکہ ایک اور اہرام فرعون اناس کا ہے۔ اس کی بلندی بھی صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکی اور اس پر کبھی غلافی پتھر نہیں لگائے گئے۔ یہ قبرستان ابوسر میں اہرام نیفر کارے کے براہ راست جنوب مغرب میں واقع ہے جبکہ اہرام خیٹ کاؤس اس کی مغربی سمت میں تھا۔ ابوسر کے دیگر اہراموں کے آخر میں اس کا نمبر آتا ہے۔ یہ اہرام دیگر دو شاہی اہراموں یعنی اہرام ساحورے اور اہرام نیفر کارے کے ساتھ ایک ہی قطار میں کھڑا نظر آتا ہے۔

لوٹ مار اور پتھروں کی چوری:

اس عمارت کو اکثر و بیشتر مواقع پر لٹیروں نے لوٹا اور اس کے پتھر بھی چرا کر لے جائے گئے۔ یہ وارداتیں دیگر اہرامی تعمیرات کے لیے اکثر ہوتی رہی رہیں۔ اس اہرام کی نامکمل تعمیر اور ہموار چھت لٹیروں کے لیے سہولت پیدا کرتی رہی ہے اور وہ آسانی سے اس اہرام میں داخل ہوتے رہے ہیں۔ پتھر چرانے کی وارداتوں کا آغاز نئی بادشاہت کے عہد سے شروع ہو کر رومی سلطنت کے زمانے اور بعد از اسلام دور میں بھی انیسویں صدی عیسوی تک جاری رہا۔ اس اہرام سے چرایا جانے والا تعمیراتی سامان اس کے نزدیک تعمیر کردہ مقابر میں بھی استعمال ہوا اور قاہرہ کی دیگر عمارتوں میں بھی۔

معبد

اس اہرام کی مشرقی سمت میں ایک چھوٹا مگر انتہائی خوبصورتی معبد چونے کے پتھر سے تعمیر کیا گیا۔ اس معبد میں ایک قربان گاہ اور چڑھاوے چڑھانے کا ہال کمرہ موجود ہے۔ اسی معبد کے فرش کے نیچے سے چڑھاوے کے بیلوں کے سر اور دیگر اشیا بھی ملی ہیں۔ اس اہرام کی عمارت

سے اس کے تعمیر کنندہ کا نام نہیں ملا اسی طرح فرعون رینفریف کے جانشین کا نام بھی نہیں ملتا بلکہ خیال کیا جاتا ہے کہ شپسکارے اس کا جانشین ہوا تھا اور اس نے بھی نہایت کم مدت کے لیے حکومت کی تھی۔ فرعون رینفریف نے ایک سورج مندر بھی تعمیر کیا تھا جس کی جگہ پر بعد ازاں فرعون نیسرے نے سورج مندر تعمیر کیا تھا۔

اہرام نیفر یرکارے

PYRAMID OF NEFERIRKARE

اہرام نیفر یرکارے کو ''با'' آف نیفر یرکارے کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ یہ قبرستان ابوسر میں تعمیر کیا جانے والا دوسرا اہرام ہے۔ یہ اہرام پانچویں شاہی خاندان کے عہد میں تعمیر کیا جانے والا سب سے بلند اہرام بھی ہے۔

یہ اہرام فرعون نیفر یرکارے کاکائی کی موت تک نامکمل تھا اس کے باوجود اس کی بلندی 239 فٹ تک پہنچی تھی مگر آج کل یہ صرف 50 میٹر بلند ہے۔

فرعون نیفر یرکارے کاکائی:

پانچویں شاہی خاندان کا تیسرا حکمران تھا۔ نیفر یرکارے کے معنی قدیم مصری زبان میں ''دیوتا رع کی خوبصورت روح'' کے ہیں اس کے عہد کے بارے میں بہت کم معلومات ملی ہیں۔

مقام محل وقوع:

اہرام نیفر یرکارے گورستان ابوسر میں واقع ہے جو غزہ کی سطح مرتفع کے جنوب میں ہے۔ ابوسر میں واقع اکثر اہراموں کا تعلق مصر قدیم کے پانچویں شاہی خاندان سے ہے۔ یہ اہرام ''بھولے بسرے اہرام'' بھی کہلاتے ہیں ان اہراموں میں سے اکثر کو مصر میں رومی عہد کے دوران تاخت و تاراج کر دیا گیا تھا۔ اہرام نیفر یرکارے گورستان ابوسر کے وسطی حصے میں واقع ہے۔ اس اہرام کے

شمال میں پانچویں شاہی خاندان کے دیگر فراعنہ ساحورے اور نیوسرا NEUSSERRA کے مقابر واقع ہیں۔ شاہ نیفر یرکارع کے اہرام کے لیے گورستان ابوسر میں جگہ اس لیے منتخب کی گئی تھی کہ یہ جگہ دارالحکومت ممفس سے قریب تر واقع تھی۔ یہ دارالحکومت سے صرف چار کلومیٹر کے فاصلے پر واقع تھی۔ دارالحکومت سے قریب تر ہونے کی وجہ سے یہاں حکومت کو اہرام تعمیر کرنے کے لیے افرادی قوت اور دیگر ذرائع اور سہولتیں آسانی سے دستیاب تھیں۔

اہرام نیفر یرکارع گورستان ابوسر میں تعمیر کردہ 14 اہراموں میں سے ایک ہے۔ اس کی بلندی اندازاً 70 میٹر یا 210 فیٹ ہے جبکہ یہ بنیادوں پر 106 میٹر یا 318 فیٹ کشادہ ہے۔ اسی وجہ سے ابوسر میں واقع اہراموں میں یہ سب سے کشادہ عمارت ہے۔ دراصل نیفر یرکارع کا اہرام سیڑھی دار طرز تعمیر کے مطابق تعمیر کیا گیا تھا۔ جو چوتھے اور پانچویں شاہی خاندان کے عہد میں تعمیر ہونے والے اہراموں کے طرز تعمیر سے مختلف تھا۔ اسی وجہ سے آخرکار اس اہرام کی سیڑھیاں یا قدمچے جو چونے کے پتھر کے بنے ہوئے تھے۔ سنگ ساق یا سنگ خارا سے ہموار کر دی گئی اور یہ غزہ کے اہراموں جیسا دکھائی دینے لگا جو ہر سمت سے ہموار اور مسطح ہیں۔ تاہم فرعون نیفر یرکارع کے عہد میں اس اہرام کا نا تو سیڑھی دار طرز تعمیر تکمیل پذیر ہوا اور نا ہی یہ ہموار ہی کیا جا سکا تھا۔ اس نامکمل اہرام کو نیفر یرکارے کے بیٹے کے عہد میں مکمل کیا گیا۔ یہ نیفر یرکارع کا بیٹا اور جانشین نیوسرع NEUSERRE تھا جس نے اس اہرام کو مکمل کیا اور اپنے اہرام سے اسے جوڑ دیا۔

نیفر یرکارع کے معبد وادی کے دو داخلی دروازے بہت سے ستونوں سے آراستہ ہیں۔ یہ دروازے معبد کے اندر چار الگ الگ ایوانوں کو جاتے ہیں۔ نیفر یرکارع کے اہرام کی ایک اور خوبی اس کا معبد جنازگاہ ہے جس کے پانچ طاقچے ہیں اور کئی ایک ذیلی ایوان گودام اور مقدس جگہ ہیں۔ یہ تمام تعمیرات قدیم مصری حیات بعد از موت کے تصورات سے بمطابقت رکھتی ہیں جو فراعنہ کے لیے ان کی بعد از موت زندگی میں آسائشیں فراہم کرنے کے لیے تعمیر کی جاتی تھیں۔

تعمیر:

جیسا کہ پہلے ذکر آیا کہ نیفریرکارع کا اہرام اس کے عہد میں تکمیل پذیر نہ ہو سکا تھا اور اس کے بیٹے نیفرع فرع NEFEREFRE کے عہد میں مکمل ہوا تھا۔ نیفریرکارع کے اہرام کا تعمیراتی منصوبہ ماہرین مصریات کے مطابق فرعون ساحورع کے اہرام کے تعمیراتی منصوبہ پر تیار کیا گیا تھا۔ اہرام اپنی تکمیل پر ہر سمت میں بنیادوں پر 106 میٹر طویل تھا جبکہ اس کی بلندی 70 میٹر تھی۔ اس کی ڈھلوان 53 درجے کے زاویے پر رکھی گئی تھی یہ اہرام کھردرے چونے کے پتھر سے تعمیر کیا گیا تھا جبکہ اس کی بیرونی سطح کو سفید چونے کے پالش شدہ پتھروں سے ڈھانپا گیا تھا اس کی دیواروں کے خلا کو پر کرنے کے لیے ریت استعمال کی گئی تھی۔ دراصل جیسا کہ پہلے ذکر آیا یہ ابتدائی طور پر ایک سیڑھی دار اہرام کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا۔ 6 سیڑھیوں سے 4 سیڑھیاں یا قدمچے آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ تاہم کئی مقامات پر اس کی سیڑھیاں بھر کر اسے ہموار کر دیا گیا تھا۔ اس کا معبد بھی ساحورے کے اہرامی معبد سے مماثلت رکھتا ہے۔ اسے معبد میں ایک بڑا ایوان ''عظماء کے گھر'' کے نام سے رکھا گیا تھا۔ اس کے بعد اس معبد کا صحن شروع ہوتا ہے جو شاہی چڑھاووں کا صحن ROYAL OFFERING COURT' کہلاتا تھا۔ یہ تعمیرات اگرچہ شروع میں پتھر کے بلاکوں سے تعمیر کی گئی تھی مگر نیفریرع کارع کی موت کے بعد انہیں گارے کی اینٹوں سے مکمل کیا گیا۔ معبد کے دونوں داخلی راستے چھوٹے چھوٹے چار ایوانوں میں کھلتے ہیں جنہیں چونے کے سفید پتھروں اور سنگ خارا سے تعمیر کیا گیا تھا۔ معبد کے یہ کمرے متوفی فرعون کی حیات بعد از موت کے لیے مختلف مقاصد کے لیے تعمیر کیے گئے تھے۔

اثریاتی کھدائی اور اس اہرام کی اہمیت:

اہرام نیفریرکارع کا کائی پانچویں شاہی خاندان کے عہد میں تعمیر کیے جانے والا سب سے بڑا اہرام تھا۔ اس کے سائز میں بڑے ہونے کے ساتھ اس کی عظمت نیفریرکارع کے اہرام سے

ملنے والے ایک پیپرس ابوسر پیپری ABUSIR PEPYRI میں بیان کی گئی ہے۔ یہ پیپرس پرانی بادشاہت کے متعلق اب تک ملنے والی اہم ترین دستاویز ہے۔ 1893ء میں مقامی کسانوں کو ایک پیپرس کے پھٹے ہوئے 300 ٹکڑے ملے تھے۔ یہ ٹکڑے پوری دنیا میں قدیم چیزوں سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کو بیچ دیے گئے تھے۔

مشہور جرمن ماہر مصریات لڈوگ بورک چارٹ LUDWIG BORCHADT نے ان ٹکڑوں کا سراغ لگا کر اس پیپرس کو ایک بار پھر جوڑ دیا۔ نیفر یرکارع کے اہرام پر سب سے پہلے ماہر مصریات کارل رچرڈ لیپسیوس KARL RICHARD LEPISIUS اور جان شائی پیرنگ نے تحقیقی کام کیا تھا۔ مگر اس کی اثریاتی کھدائی کا کام 1900ء میں لڈوگ نے شروع کیا۔ بعد ازاں اس کام کو دیگر ماہر اثریات نے 1960 میں آگے بڑھایا اور 1975ء میں اس پر چیک مہم کے ماہرین مصریات نے کام کیا۔

ایک پیپرس جو نیفر یرکارع کے اہرام کے ذیلی ایوانوں سے ملا تھا 75 سال تک بغیر ڈی صفر کے پڑا رہا۔ بعد ازاں اس پیپرس سے پرانی بادشاہت کے بیوروکریٹس کی تاریخ اور ان کے عہد کے متعلق اہم ترین معلومات ملیں۔ اس پیپرس میں اس عہد میں ہونے والی تعمیرات، ایجادات اور دیگر چیزوں کے متعلق معلومات بھی ملی ہیں۔ اسی دستاویز سے پرانی بادشاہت کے عہد میں ہونے والی اقتصادی ترقیوں کی تاریخ بھی دستیاب ہوئی۔

اہرام نیوسرع

PYRAMID OF NIUSERR

فرعون نیوسرع NIUSERRE نے اپنے والد نیفر یرکارع اور اپنے بھائی نیفر ع فرع کے نامکمل اہراموں کو تعمیر کرایا تھا۔ اس کے ساتھ اس نے والد کے اہرام کے قریب ہی اپنی والدہ ملکہ خینت کاؤس دوم کا اہرام بھی بنوایا تھا ان سب تعمیرات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے لیے بھی ایک جنازگاہ کمپلیکس بھی تعمیر کروایا اور بوسر کے ایک سرے پر اس نے ایک معبد شمس بھی بنوایا تھا۔

اہرام ساحورے اہرام نیفر رکارع اور اہرام نیفر ع فرع ایک ہی فرتری یا ترچھے خط میں تعمیری طور پر صف بندی کیے ہوئے تھے اور غالباً ہیلیو پولس کی طرف رخ کیے کھڑے تھے۔ فرعون نیوسرع نے ان تینوں اہرام کی اس وتری صف بندی کو توڑ دیا اور ساحورے اور نیفر یرکارع کے اہراموں کے درمیان اپنے لیے ایک اہرام تعمیر کروالیا تھا۔ اس کی وجہ ماہرین مصریات نے یہ بتائی ہے کہ اس طرح اپنے اہرام کے ساتھ اس نے اپنے والد کے اہرام کے ساتھ ایک معبد وادی TEMPLE VALLEY بھی تعمیر کروایا اور اس معبد کو خود اپنے اہرام کے تعمیراتی کمپلیکس میں بھی شامل کرلیا۔ اس طرح نیوسرع کے اہرام میں روایتی تعمیرات شامل ہوگئی سوائے ملکہ کے اہرام کے اس کے کمپلیکس میں ایک طفیلی اہرام، ایک معبد مرگ اور معبد وادی کی طرف جانے والا راستہ شامل تھے۔

اہرام نیوسرع:

فرعون نیوسرع نے ایک طویل عہد حکومت پایا مگر گورستان ابوسر میں اس کا اہرام چھوٹے اہراموں میں سے ایک ہے۔ یہ صرف 78.9 مربع میٹر میں تعمیر کیا گیا ہے جبکہ یہ 68 ، 51 میٹر بلند ہے۔ یہ شاید دو اہراموں کے درمیان کی جگہ منتخب کرنے کی وجہ سے ہوا تھا چونکہ ان دونوں اہراموں کے درمیان اتنی جگہ نہیں تھی کہ کوئی انتہائی کشادہ اہرام تعمیر کیا جا سکتا۔

اہرام کا مرکزی حصہ سیڑھی دار تعمیر کیا گیا اور پھر اسے چونے کے انتہائی شاندار پتھروں سے مزین کر دیا گیا۔ اس اہرام کا داخلی راستہ روائتی انداز میں شمالی سمت میں رکھا گیا۔ یہ داخلی راستہ براہ راست ایک راہداری میں کھلتا ہے جو افقی طور پر اہرام کے نیچے تک جانے والی ایک نشیبی راہداری میں ضم ہو جاتی ہے۔ آگے تین جنگلے اس راستہ کو بلاک کرتے ہوئے چلے گئے ہیں مگر اس راہداری کا نشیب ان جنگلوں سے پرے اور بڑھتا چلا گیا ہے اور یہ راہداری مشرقی سمت کی طرف مڑتی ہوئی اہرام کے ذیلی ایوان ANTI CHAMBER تک چلی گئی ہے۔

ذیلی ایوان کی مغربی دیوار میں ایک دروازہ رکھا گیا ہے جو شاہی مدفن کی طرف جاتا ہے۔ ان دونوں ایوانوں کے درمیان جو راہداری ہے وہ اہرام کے عین وسطی حصے کے نیچے سے گذرتی ہے۔

ذیلی ایوان اور ایوان شاہی دونوں کو چونے کے عمدہ ترین پتھروں سے مزین کیا گیا ہے اور ان کی چھتوں کو بھی چونے کے پتھروں ہی سے بنایا گیا ہے۔

فرعون نیوسرع کے تعمیراتی کمپلیکس میں معبد جنازگاہ کی شکل عجیب وغریب ہے اس معبد کا اندرونی حصہ اہرام کی مشرقی سمت میں پھیلا ہوا ہے۔ شمالی سمت میں یہ کچھ کمروں پر مشتمل ہے جو اندرونی مامن اور چند بت رکھنے کے طاقچوں پر مبنی ہیں۔ فرعون نیوسرع کا معبد جنازگاہ پہلا معبد ہے جس کا ایک ذیلی ایوان ہے جس کے اندرونی مامن کے سامنے ایک ستون رکھا گیا تھا۔

ایک دیوار جس میں دو بڑے پھاٹک رکھے گئے ہیں جن میں سے ایک کا رخ جنوب کی طرف اور دوسرے کا شمال کی طرف ہے' معبد کے اندرونی حصّے کو بیرونی سے الگ کرتی ہے۔ یہ پھاٹک یا دروازے بعد میں مصری عبادت گاہوں میں لگائے جانے والے پھاٹکوں کے پیشرو محسوس ہوتے ہیں۔ یہ ان افقی پہاڑوں کی علامت ہیں جن کے درمیان سورج چمکتا تھا۔

بیرونی معبد جو جنوبی سمت میں تعمیر کیا گیا تھا مشرقی سمت کی جانب بڑھا ہوا ہے جس سے انگریزی حرف L کی سی شکل اختیار کر گیا ہے۔ یہ طریق شاید اس لیے اختیار کیا گیا کہ فرعون ساحورے اور فرعون نیفر ع کارع کے اہراموں کے درمیان تعمیر کیے گئے مصطبے یا پلیٹ فارم اس کے راستے میں آتے تھے۔

میٹر ہے یا 258436 فیٹ ہے۔ آج
میں لٹیروں سے بچانے کے لیے بہت
اس کے باوجود اہرام لوٹنے والوں نے

جدید اثریاتی کھدائی:

یہ اہرام پہلے پہل مغربی ما
نے 1880ء میں دریافت کیا تھا
اس اہرام کی اثریاتی کھدائی کرائی
اس اہرام میں مدفن شاہی
عمر کے ایک انسان کی ایک ممی
جیڈکارے ایسیسی اپنی موت
32 سالہ عہد کے آغاز میں

فرعون جیڈکارع:

مؤرخین قدیم مصر
کے عہد کے اہم واقعات
ERMOSTONE
سقارہ کو مدفن شاہان
فراعنہ نے یہیں اپنے
آج کل اہرا
معبد مرگ 18 دیر

2400 ق م اہرام جیڈکارع ایسیسی

PYRAMID OF DJEDKARE-ISESI

اہرام فرعون جیڈکارے ایسیسی گورستان سقارہ کے جنوب میں پانچویں شاہی خاندان کے عہد میں تعمیر کیا گیا تھا۔ قدیم مصری زبان میں جیڈکارع ایسیسی کے معنی ''خوبصورت جیڈکارع'' بنتے ہیں۔ اہرام جیڈکارے وہ پہلا اہرام تھا جو گورستان سقارہ کے جنوب میں تعمیر کیا گیا تھا۔ آج کل اسے مقامی عربی زبان میں ''الہرم الشوارف'' یا ''سنتری اہرام'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

تعمیر:

اس اہرام کے تعمیراتی کمپلیکس میں ایک طفیلی اہرام کا مرکزی اہرام اور اس فرعون کی کسی بے نام ملکہ کا اہرام شامل ہیں۔ اس ملکہ کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ اسی وجہ سے اس اہرام کو ''بے نام ملکہ'' کے اہرام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اہرام کا مرکزی حصے کی چھ سیڑھیاں ہیں جو لائم اسٹون کے بلاکوں سے بنائی گئی ہیں۔ اس اہرام کی اونچائی قریباً (اصلی حالت) 52 میٹر یا 156 فیٹ ہے۔ اس کی ڈھلوان 52 درجے کے زاویے پر قائم ہے جبکہ اس کی بنیادوں کی طوالت 75ء78

ہیڑ ہے یا 258436 فیٹ ہے۔ آج کل اس اہرام کی اونچائی صرف 80 فٹ ہے۔ اس اہرام میں لٹیروں سے بچانے کے لیے بہت سے انتظامات بمعہ تین جنگلوں کے بلاکوں کے موجود تھے مگر اس کے باوجود اہرام لوٹنے والوں نے مدفن شاہی تک رسائی حاصل کر لی ہے۔

جدید اثریاتی کھدائی:

یہ اہرام پہلے پہل مغربی ماہر مصریات گیسٹن ماسپرو GASTON MASPERO نے 1880ء میں دریافت کیا تھا۔ 1940ء کی دہائی میں ایک مصری ماہر اثریات عبدالسلام نے اس اہرام کی اثریاتی کھدائی کرائی مگر اس کا یہ کام کبھی شائع نہ ہو سکا۔

اس اہرام میں مدفن شاہی کے داخلی راستے سے ایک سنگی تابوت ملا ہے۔ جب کہ 50 سال عمر کے ایک انسان کی ایک ممی کچرے میں پھینکی ہوئی ملی۔ اس ممی کی دریافت سے پتا چلا کہ فرعون جیڈکارے ایسیسی اپنی موت کے وقت کچھ زیادہ عمر کا نہیں تھا۔ اسی وجہ سے یہ پتا بھی چلا کہ اپنے 32 سالہ عہد کے آغاز میں جب وہ تخت نشین ہوا تھا تو بہت کم عمر تھا۔

فرعون جیڈکارع:

مؤرخین قدیم مصر نے لکھا ہے کہ فرعون جیڈکارع ایسیسی ایک عالم فاضل حکمران تھا۔ اس کے عہد کے اہم واقعات کو بھی ضابطہ تحریر میں لایا گیا تھا۔ یہ واقعات آج ہمیں پالرموا سٹون PALERMOSTONE پر تحریر شدہ ملے ہیں۔ اسی فرعون کے عہد میں ایک مرتبہ پھر گورستان سقارہ کو مدفن شاہان کے طور پر منتخب کیا گیا۔ پانچویں شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے آخری فراعنہ نے یہیں اپنے اہرام تعمیر کروائے تھے۔

آج کل اہرام جیڈکارے 80 فٹ بلند ملبے کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اس اہرام کا معبد مرگ 18ویں شاہی خاندان کے عہد میں تاخت وتاراج کر دیا گیا تھا۔ بعدازاں اس مقام کو 18ویں شاہی خاندان کے مدفن کے طور پر اپنایا گیا تھا۔ 1945ء میں ہونے والی اس معبد کی

اثریاتی کھدائی سے اس اہرام کے فرعون جیڈ کارع کا اہرام ہونے کا پتا چلا تھا۔ اس کے علاوہ اس فرعون کا نام ذیلی ایوان اور ایوان شاہی کے مدخل سے ملنے والے سیاہ پتھر کے تابوت پر لکھا ہوا ملا ہے۔

اس اہرام سے ملحقہ اہرام ملکہ اور معبد مرگ MORTURAY TEMPLE بھی 1950ء کی دہائیوں میں ہونے والی اثریاتی کھدائیوں کے دوران دریافت ہوئے تھے۔ ان عمارتوں کو بھی اصل اہرام کی عمارت کی طرح عمدہ طور پر مزین کیا گیا ہوا تھا۔

اہرام اناس

PYRAMID OF UNAS

اہرام فرعون اناس UNAS سقارہ میں دیگر اہرام ومقابر کے درمیان واقع ہے۔فرعون اناس پانچویں شاہی خاندان کے آخری حکمرانوں میں سے ایک تھا۔اس کا اہرام آج کے قاہرہ کے قرب وجوار میں کھنڈر کے شکل میں بقایا ہے اور شاہی اہرام کی بجائے ایک ٹیلہ یا پہاڑی نظر آتا ہے۔

اس اہرام کو دریافت پیرنگ اور پیپوئیس جیسے اولین ماہرین مصریات نے کیا تھا تاہم اس اہرام کے ایوانوں میں داخل (1881ء) ہونے والا اولین یورپی گیسٹن ماسپیرو GASTON MASPERO تھا۔شاہی مدفن کی دیواروں پر ماسپرو نے ہیروکلف رسم الخط میں بہت سی تحریریں دریافت کی تھیں۔یہ اور دیگر اہراموں کی دیواروں پر کنندہ تحریریں ''اہرامی عبارتیں'' PYRAMID TEXTS کہلاتیں ہیں۔اناس پہلا فرعون تھا جس نے اپنے اہرام کی دیواروں پر یہ عبارتیں کندہ کرائیں تھیں۔اس کے علاوہ اس نے اہرام کی دیواروں پر ایسے جنتر منتر بھی تحریر کروانے کا تصور پیش کیا تھا جو فرعون کی آئندہ زندگی میں اس کے کام آسکیں۔یہ تصور بڑا کامیاب رہا اور وسطی بادشاہت کے عہد میں اسی سے تابوتی تحریروں کی بنیاد پڑی تھی۔اور نئی بادشاہت سے بطلیموسی شاہان تک اہراموں کے در وبام پر مردوں کی کتاب '' THE BOOK OF DEAD کے اوراق تحریر کیے جاتے رہے۔

فرعون اناس:

فرعون اناس پانچویں شاہی خاندان کا آخری حکمران تھا۔ ٹیورن کی شاہی فہرست TURIN KING-LIST کے مطابق اس نے تقریباً 30 برس تک حکومت کی۔ اس کی اپنے پیشرو فرعون سے خاندانی تعلقات پتہ نہیں چلتا۔ فرعون اناس کی دو ملکائیں بھی اس کے اہرام کے باہر مصطبہ مقابر میں دفن ہیں۔

محل وقوع:

فرعون اناس کا اہرام اہرام زوسر کے جنوب میں گورستان سقارہ میں واقع ہے۔ اگرچہ اس اہرام کی حالت اب بہت خستہ ہو چکی ہے تاہم اس کے تعمیراتی کمپلیکس کی دیگر تعمیرات اب تک موجود ہیں۔ اس کے کمپلیکس کا معبد وادی صحرا کے کنارے پر واقع ہے۔ ایک طویل سنگ بستہ راستہ اس معبد کو کو اہرام کے معبد جنازگاہ سے ملاتا ہے۔ معبد وادی کے کچھ آثار آج بھی کھنڈرات کی شکل میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اناس کے تعمیراتی کمپلیکس میں ملکہ کے اہرام کے نام کی کوئی عمارت موجود نہیں ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ شاید فرعون اناس نے کوئی اہرام اپنی ملکہ کے لیے تعمیر ہی نہیں کروایا تھا۔

اناس کے اہرام کے سنگ بستہ راستہ CAUSEWAY کا ایک حصہ اس کی پوری اونچائی کے ساتھ بحال کر دیا گیا ہے۔ اس راستہ کی دیواریں بھی اہرامی تحریروں کے کالموں سے بھری ہوئی ہیں۔ اسی سنگ بستہ راستے کی جنوبی سمت میں ایسے گڑھے موجود ہیں جن میں فرعون اناس کے عہد سے تعلق رکھنے والی خوبصورتی مصری کشتیاں محفوظ کر دی گئی ہیں اور گڑھوں کے منہ پتھروں سے بند کر دیے گئے تھے۔ یہ کشتیاں خوفو کے اہرام سے ملنے والی لکڑی کی کشتیوں کی مانند ہیں۔ اہرام اناس کی جنوبی بیرونی سمت میں ایک تحریر کندہ ہے جس میں اس اہرام کی تعمیراتی بحالی کے کام متعلق لکھا گیا ہے۔ یہ تعمیر و مرمت 19 ویں شاہی خاندان کے عہد میں خیم واست KHAEM WAST نامی میمفس کے ایک پروہت نے کروائی تھی جو فرعون رعمیسس دوم کا بیٹا تھا۔

اہرامی تحریریں

جب ماہر مصریات گلیسٹن ماسپیرو اناس کے اہرام میں 1881ء میں پہلی بار داخل ہوا تو اسے اہرام کی دیواروں پر قدیم مصری رسم الخط ہیروغلیف میں تحریر کردہ طویل کالم نظر آئے جنہوں نے پوری دیواروں کو ڈھانپا ہوا تھا۔ اس کالموں میں 228 جنتر منتر تحریر کیے گئے تھے جو متوفی فرعون کی روح کی اگلی دنیا میں راہنمائی کے لیے تھے۔ یہی تحریریں ''اہرامی تحریریں کہلائیں اور وسطی دور میں تابوتی تحریروں میں بدل گئی۔''

اہرام تیتی

THE PYRAMID OF TETI

اہرام فرعون تیتی گورستان سقارہ میں ایک ہموار سطح والا اہرام ہے۔تاریخی طور پر یہ اہرام دوسرا ایسا اہرام ہے جس کی دیواروں پر بھی اہرامی تحریروں کے کالم ہیں۔اس اہرام کی اثریاتی کھدائیوں سے اس کے تعمیراتی کمپلیکس کی دیگر عمارتیں دریافت ہوئیں ہیں جن میں ایک ثانوی اہرام SATELITE PYRAM اور ملکہ اہرام اور کئی مذہبی تعمیرات شامل ہیں۔اس اہرام کو مشہور ماہر مصریات گیسٹن ماسپرو GASTON MASPERO نے 1882ء میں کھولا تھا۔مگر اس کے اندرونی حصوں میں کئی اہم انکشافات 1907ء سے 1965ء تک بھیجی جانے والی کئی اکتشافی مہمات کے دوران ہوئے ہیں اسی اہرام کو قدیم مصری زبان میں ''فرعون تیتی کی مستقل جگہیں'' کہا جاتا تھا۔اس اہرام کا جو حصہ سطح زمین کے اُوپر ہے وہ خستہ حالت میں ہے اور ایک ٹیلے یا چٹان سے ملتا ہے جبکہ زیر زمین ایوان اور راہداریاں ابھی تک اچھی حالت میں ہیں۔

فرعون تے تی:

فرعون اناس کے بعد چھٹے شاہی خاندان کی بادشاہت کا آغاز ہوا تھا۔اس شاہی خاندان کا بانی تے تی TETI تھا۔اس نے غالباً فرعون اناس کی بیٹی سے شادی کی تھی اسی وجہ سے وہ تخت شاہی تک پہنچنے میں کامیاب ہوا تھا۔اس فرعون (تیتی) نے امراء دربار کے طبقہ کو طاقتور بنایا تھا۔اس نے اپنے وزیر میریروکاع MERERUKA سے اپنی ایک بیٹی

SEHETEPTAWAY کی شادی کی تھی اس کا مصطبہ یا اہرام تیتی کے اہرام کے قرب وجوار میں واقع ہے۔ بادشاہ تے تی بعدازاں اپنے ایک باڈی گارڈ کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔ اس کے بعد فرعون اسرکارع USERKARE اس کا جانشین ہوا تھا جس کا عہد بہت مختصر طور پر فرعون تیتی اور اس کے بیٹے فرعون پیپی اول کے عہد کے درمیان حائل ہے۔

فرعون تیتی کا عہد حکومت ماہرین مصریات کے نزدیک کم از کم 12 سال طویل تھا۔ اس کے عہد میں تجارت کو فروغ حاصل ہوا تھا۔

جنازگاہ کمپلیکس:

اہرام تیتی کا تعمیراتی کمپلیکس فرعون جدکارع کے عہد میں تیار کیے جانے والے ایک ماڈل کی طرز پر بنایا گیا تھا۔ جس میں ایک معبد وادی تھا جس کا اب کوئی سراغ نہیں ملتا۔ یہ معبد قدیم بادشاہت ہی کے زمانے میں تباہ ہو گیا تھا اور اس کی جگہ ایک اور معبد تعمیر کر دیا گیا تھا جو انوبس ANUBIS کے نام پر معنون تھا۔ اس معبد کو جیمز وایڈورڈ قیبل J.E QUIBELL نے 1906ء میں دریافت کیا تھا۔ تیتی کا یہ تعمیراتی کمپلیکس اس کے پیشرو فرعون اناس کے تعمیراتی کمپلیکس سے بھی کئی اعتبار سے ملتا جلتا تھا۔ ایک ثانوی اہرام اور دو اہرام ملکہ بھی اسی تعمیراتی کمپلیکس کا حصہ ہیں۔

اہرام:

اس اہرام کی سمت بندی اس کے چار بنیادی نکات کے ساتھ متعین نہیں ہے۔ تاہم اس اہرام کا تعمیراتی منصوبہ اہرام ٹھیک اسی نمونے پر ہے جس پر فرعون جدکارع ایسیسی کا اہرام تعمیر کیا گیا تھا۔ اس اہرام کے اندرونی حصے اور ڈھلوانیں بھی جدکارع ایسیسی کے اہرام کے ان حصوں سے مماثلت رکھتی ہیں۔

اس کے ایوان مدفن تک رسائی اس اہرام سے ملحقہ عبادت گاہ میں سے رکھی گئی ہے جو اس

اہرام کی شمالی سمت کے سامنے واقع ہے۔ یہ راہداری نشیبی اور تقریباً اٹھارہ سو تیس میٹر طویل ہے۔ یہ داخلی راستہ سنگ خارا کی ایک بڑی سل سے بند کر دیا گیا تھا مگر اب یہ سل گم ہو چکی ہے۔ یہ نشیبی راہداری بھی چونے کے بڑے بڑے پتھروں سے بند کر دی گئی تھی مگر چوروں نے یہ پتھر توڑ دیے۔ اہرام کے ایوان مدفن کی دریافت کے وقت یہ راہداری پتھروں کے کچرے سے بھری ہوئی تھی۔ اس نشیبی راہداری میں ایک افقی برآمدہ ایک پیش دالان ایک اور برآمدہ ہے جو باہری دروازے سے متصل ہے۔ ایک سونے کا کمرہ اور پھر ایک راہداری ہے جو شاہی مدفن تک جاتی ہے۔ ذیلی ایوان اور ایوان مدفن کی دیواریں ان تحریروں سے منقش ہیں جو اہرامی تحریریں کہلاتی ہیں۔ اہرام تیتی دوسری شاہی یادگار ہے جس کی دیواروں پر یہ مذہبی تحریریں ملی ہیں جو قدیم مصری عقیدے کے مطابق اگلی دنیا میں متوفی فرعون کی راہنمائی کے لیے تحریر کی گئی تھیں۔

ایوان مدفن میں سلیٹی رنگ کے پتھر کا ایک نامکمل تابوت رکھا ہے۔ اس تابوت پر اس کے ڈھکن کا ایک ٹکڑا رکھا ہوا ہے اس تابوت پر بھی کچھ کتبات پہلی بار تحریر کیے ہوئے ملے ہیں۔ اگرچہ یہ مقبرہ پرانے وقتوں سے لوٹا جاتا رہا ہے مگر اس کے باوجود اس شاہی مدفن سے اثریاتی کھدائی کے دوران بہت سا سامان ملا ہے جو زیادہ تر پتھر سے تراشی ہوئی اشیاء پر مبنی ہے جنہیں شاید لٹیروں نے فضول سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا تھا۔ پتھروں کے بنے ہوئے بھاری ڈنڈوں کے سرے اور پتھر کا بنا ہوا ایک مرتبان جس میں عمل حنوط کے دوران بادشاہ کے پیٹ کے اندرونی اعضاء محفوظ کیے گئے تھے۔ بادشاہ کے توشۂ آخرت سے جو سب سے حیران کن چیز ملی ہے وہ ہے نقاب مرگ بنانے والا ایک سانچہ۔ اس سانچے سے جو نقاب یا انسانی چہرہ ملا ہے وہ ایک مرد کا چہرہ ہے جس کی آنکھیں بند ہیں اور اس کا منہ تھوڑا سا کھلا ہوا ہے۔ یہ ایک ایسا تاثر دیتا ہے جو مرعوب کن ہے جس سے لگتا ہے کہ یہ فرعون تیتی کا اپنا پورٹریٹ ہے جو فرعون تیتی کے عہد میں تیار کیا جانے والا اس کا واحد پورٹریٹ تھا۔ مصر کا شاہی پیمانہ کیوبٹ آج 525 ملی میٹر کے برابر ہے۔ تیتی کے اہرام کی ہر سمت

بنیاد سے 78.5 میٹر ہے جب کہ اس کی بلندی 52.5 میٹر ہے۔ اس اہرام کا وسطی حصے سیڑھی دار ہے اور اس کو کچرے اور پتھروں سے بھرا گیا ہے۔

تیتی کا شاہی قبرستان:

اہرام تیتی کے اردگرد اس کے خاندان کے دیگر افراد کے شاہی مقابر پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں چھے شاہی خاندان کے بہت سے افراد خوابیدہ ہیں۔ ان مقابر میں سے جو اہم ترین مقابر فرعون تیتی کے اہل خانہ کے ہیں وہ یہ ہیں۔

(1) ملکہ خویت دوم KHOUIT II فرعون تیتی کی ملکہ

(2) ملکہ اپٹ اول IPUT I فرعون تیتی کی ایک اور ملکہ

(3) اہرام سیشیت اول SESHESHET I فرعون تیتی کی ماں

(4) منصبہ شہزادہ تیتا نکی خیم KHEMJETIANKH فرعون تیتی کا بیٹا

(5) منصبہ وزیر کیگمنی KAGEMNI فرعون تیتی کا وزیر

اس کے علاوہ پانچویں شاہی خاندان کے ایک فرعون نے بھی اپنا اہرام فرعون تیتی کے اہرام کے نزدیک اپنا اہرام بنایا تھا۔

نئی بادشاہت کے دور میں بہت سے مقابر تیتی کے اہرام کمپلیکس کے اردگرد بنائے گئے۔ اس دور میں فرعون تیتی کو ایک دیوتا کی حیثیت حاصل ہو چکی تھی۔ رعمسیس دوم اور دیگر کئی فراعنہ نے اس قدیم فرعون کے اہرام کی نئے سرے سے تعمیر و مرمت کرائی اور یہاں تک کہ اس کا نام بھی اہرام کی ایک سمت میں درج کرا دیا۔

عہد آخر کے فراعنہ کے عہد میں سقارہ میں مدفون شخصیات سے عقیدت اتنی بڑھی کہ فرعون تیتی کے اہرام کے قریب ایک معبد انوبیس تعمیر کرایا گیا۔

پیپی اول کا تدفینی کمپلیکس

PEPII'S COMPLEX

فرعون پیپی اول کا تدفینی کمپلیکس سقارہ کے جنوبی اثریاتی کمپلیکس COMPLEX, ARCHAEOLOGICAL میں واقع ہے۔اس کمپلیکس کو 1960ء کی دہائی میں ایک فرانسیسی اثریاتی مشن سقارہ MAFS کے دوران دریافت کیا گیا تھا۔اس تدفینی کمپلیکس میں فرعون پیپی کے اہرام کے گرد اس کے خاندان کے تقریباً 10 چھوٹے اہرام و مقابر دریافت کیے گئے۔ان میں سے بہت سے اہراموں میں دیواروں پر اہرامی تحریروں کے کالم دریافت ہوئے ہیں ان میں اہرام اخنیس پیپی AKHENES PEPI اہرام بین BEHENO اور دیگر چھوٹے اہرام شامل ہیں۔اس کے علاوہ پیپی کی بیویوں کے اہرام بھی شامل ہیں۔فرعون پیپی کا اہرام اپنی بنیادوں پر ہر سمت میں 150 کیوبٹ طویل ہے جبکہ اس کی بلندی 100 کیوبٹ ہے (78.75x525) اس اہرام کا مرکزی حصہ چھوٹے پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے اور اس پر چونے کے پتھروں کی تہہ جمائی گئی ہے۔اس اہرام کے اندرونی زیریں ایوان پانچویں شاہی خاندان کے اہراموں کے زیریں ایوانوں کی طرز پر تعمیر کیے گئے ہیں۔یہ زیریں ایوان ایک گڑھے میں بنائے گئے ہیں اور ان کے اُوپر اہرام کی عمارت تعمیر کی گئی ہے۔

فرعون پیپی اول:

فرعون پیپی اوّل شاہ تیتی اور ملکہ اپت IPUT کا بیٹا تھا۔اسے تخت نشینی کے بعد بالائی مصر

جسے اپنے ایک بھائی اسرکارع USERKARE کی بغاوت کا سامنا کرنا پڑا۔ اسرکارع نے ان کے باپ کو قتل کر دیا تھا۔ جس کے بعد پپی کو بہت جدوجہد کرنا پڑی۔ پپی اول کم عمری میں تخت نشین ہوا تھا اس لیے ماہرین مصریات اس کا عہد 50 طویل سالوں پر محیط بتاتے ہیں۔ فرعون پپی کو اپنے عہد میں بہت سی سازشوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ ان میں سے ایک سازش اس کے خلاف اس کی ایک ملکہ WERET-IMTES نے کی تھی۔ مگر یہ سازش بے نقاب ہوگئی اور اس سازشی ملکہ کو قرار واقعی سزا دی گئی۔ تل ال عبید کے مقام سے فرعون پپی اول اور اس کے بیٹے میرن رع کے تانبے کے مجسمے ملے ہیں۔ تانبے کی چادروں کو لکڑی کے ڈھانچے پر منڈھا گیا ہے۔ تانبے کے مجسمے بنانے کے لیے یہ تکنیک صدیوں سے سمیر، میسوپوٹیمیا میں استعمال کی جارہی تھی۔ مصر میں دھات سے مجسمہ سازی کا یہ پہلا ثبوت ہے۔

فرعون پپی نے اپنے ایک صوبائی امیر خوئی KHUI کی دو بیٹیوں سے شادی کی تھی۔ یہ اتفاق ہے کہ ان دونوں بہنوں کا ایک ہی نام تھا انکھیز میریر ANKHES MERIR ان دونوں ملکاؤں میں ایک پپی کے جانشین میرن رع MERENRE اور دوسری پپی دوم کی ماں تھی۔

اہرام کمپلیکس:

فرعون پپی کا اہرام آج کل تقریباً تباہ شدہ حالت میں ہے اور روڑے اور کنکر کا ایک 12 میٹر یا 36 فٹ بلند ڈھیر نظر آتا ہے۔ اس ڈھیر کے عین درمیان میں ایک بڑا گڑھا مقابر سے پتھر چرانے والے لوگوں نے بنادیا ہے۔ اہرام پپی اپنے تعمیری طرز میں فرعون تیتی کے اہرام سے مشابہ ہے۔ اس اہرام میں داخل ہونے کا راستہ شمالی سمت میں واقع ہے۔ یہ داخلی راستہ ایک نشیبی راہداری میں کھلتا ہے جو ایک افقی راہداری تک چلی گئی ہے۔ یہ افقی راہداری اگرچہ پتھر کے بلاکوں سے بند کردی گئی تھی مگر یہ اہرام کے ذیلی ایوان کے مغرب میں شاہی ایوان مدفن میں واقع ہے۔ اسی ذیلی مدفن میں شاہی تابوت کے قریب گلابی رنگ کے سنگ خارا سے بنا ہوا ایک صندوق ملا ہے جو فرش میں

گرا ہوا ہے۔ اس کے قریب ہی ایک مرتبان میں فرعون پیپی کے اندرونی اعضاء محفوظ ہیں جو کہ
کے دوران اس کی نعش سے نکالے گئے تھے۔ شاہی مدفن میں رکھا گیا تابوت تاہم خالی ملا ہے۔ اس
تابوت میں بھی اہرامی تحریریں کندہ ہیں اور یہ ایک گہرے رنگ کے پتھر سے تراشا گیا ہے۔

ذیلی ایوان کے مشرق میں ایک چھوٹا سا کمرہ ہے جس میں تین طاقچے رکھے گئے ہیں۔ ان تین
طاقچوں کے علاوہ پورے اہرام کے در و دیوار کو اہرامی تحریروں سے سجایا گیا ہے۔ ایوان مدفن جہاں
شاہی تابوت رکھا ہوا ہے کی دیواریں ہیروغلیف رسم الخط کے عمودی کالموں سے بھری ہوئی ہیں۔ یہ سبز
رنگ کی روشنائی سے تحریر کیے گئے ہیں جو قدیم مصر میں دوبارہ زندگی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔

محل وقوع:

فرعون پیپی چھٹے شاہی خاندان کا بانی تھا۔ اس نے اپنے اہرام کی تعمیر کے لیے صحرا کے شمال
مغربی کونے میں پانچویں شاہی خاندان کے فرعون جدکارع کے اہرام کے قرب و جوار میں جگہ
منتخب کی تھی۔ اہرام پیپی اول گورستان سقارہ کے جنوبی گوشے کے انتہائی شمال میں تعمیر کی گئی یادگار
ہے۔ اس اہرام کا نام قدیم مصری زبان میں MN-NFR سے جس کا مطلب خوبصورت یادگار
بنتا ہے۔ یہی نام بعدازاں قدیم مصری دارالحکومت کو دیا گیا تھا جسے یونانی زبان میں
MEMPHIS میمفس کہتے ہیں۔

معبد:

خود اہرام کی طرح پیپی اول کے اہرام کا تدفینی معبد بھی انتہائی تباہ شدہ حالت میں ملا
ہے۔ معبد کے اندرونی حجرہ میں بت رکھنے کے لیے پانچ طاقچے بنے ہوئے ہیں۔ اسی معبد سے
ایک راہداری اہرام کے ذیلی ایوان تک چلی گئی ہے جو اس معبد کے مغرب میں واقع ہے۔ اس
معبد سے فرعون پیپی کے دشمنوں کے مجسمے بھی ملے ہیں ایسے دشمن جنہیں قید کیا گیا تھا یا پھر ان کے
سر قلم کر دیے گئے تھے۔ ان لوگوں کو مصر کا دشمن قرار دیا گیا تھا۔

اہرام پیپی دوم

THE PYRAMID OF PEPI II

فرعون پیپی دوم فرعون پیپی اوّل اور اس کی ملکہ انکھریز میریرکا بیٹا تھا۔ وہ صرف چھ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ اس کی والدہ ملکہ انکھریز میریر اور اس کا ماموں زاؤ DJAU اس کی کم سنی میں حکومت کا کاروبار سنبھالتے تھے۔ کہتے ہیں اس کا ماموں ایک ایماندار شخص اور ایک اچھا منتظم تھا۔ جوان ہونے پر اس نے اقتدار پیپی دوم کو سونپ دیا۔ پیپی دوم کی شادی اس کی بہن ملکہ IPUT II سے ہوئی تھی۔ کم سنی میں تخت نشین ہونے کی وجہ سے پے پی دوم نے تقریباً چورانوے سال تک حکومت کی اور کہتے ہیں 100 سال کی عمر پائی۔ تاریخ عالم میں اتنے طویل عرصہ تک کسی اور بادشاہ نے حکومت نہیں کی۔ کئی محققین کا خیال ہے کہ اس کا عہد حکومت 64 سال پر مشتمل ہے جسے ہیروغلیف رسم الخط سے ترجمہ کرتے ہوئے شاید کسی مترجم سے غلطی ہوگئی ہے۔ بہرحال وہ نہ صرف چھٹے خاندان بلکہ قدیم بادشاہت کا بھی آخری حکمران تھا۔ پیپی دوم کے طویل عہد حکومت کی وجہ سے حکومتی انصرام میں ٹھہراؤ سا پیدا ہوگیا۔ اس کے عہد میں امرائے دربار بہت طاقتور ہوگئے جس کی وجہ سے انہیں کنٹرول کرنا مشکل ہوگیا۔ اس نے اپنے ان طاقتور امراء کی طاقت کو کم کرنے کی کوشش کی تاہم اسے کامیابی نہ ہوسکی اور بدعنوانی بڑھتی چلی گئی اسی طرح فرعون پیپی دوم کی خارجہ پالیسی بھی ناقص تھی اور کئی پریشانیوں کا باعث بنی۔ رہی سہی کسر اس کے بھاری تعمیراتی منصوبوں نے کردی جس کے بعد چھٹے شاہی خاندان بلکہ قدیم بادشاہت کو زوال پذیر ہونے میں دیر نہ لگی اور چھٹے خاندان کا آخری حکمران ثابت ہوا۔

اہرام کمپلیکس:

فرعون پیپی دوم نے جنوبی سقارہ میں اپنے لیے ایک تدفینی کمپلیکس تعمیر کروایا تھا جو چوتھے شاہی خاندان کے فرعون شپسکاف کے اہرام کے قریب واقع ہے۔اس کا یہ اہرام اس کے والد پیپی اول اور اس کے بھائی کے اہرام سے ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔اسی تعمیراتی کمپلیکس میں اس کی تین بیویوں کے چھوٹے اہرام بھی واقع ہیں۔

محل وقوع:

چھٹے شاہی خاندان کے آخری حکمران پیپی دوم نے گورستان سقارہ کے انتہائی جنوب میں اپنا تدفینی کمپلیکس تعمیر کروایا تھا۔جیسا کہ پہلے ذکر آیا کہ یہ چوتھے شاہی خاندان کے حکمران شپسکاف کے اہرام کے قریب تقریباً 120 میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔یہ گورستان سقارہ کا انتہائی جنوبی اہرام ہے۔

پیپی دوم کے اس اہرام کمپلیکس میں تمام تعمیراتی رنگ موجود ہیں جو اس زمانے میں تعمیر کیے جانے والے دوسرے اہراموں میں موجود تھے یعنی ایک تدفینی معبد ایک ثانوی اہرام اور ایک معبد وادی۔اس کے علاوہ اس کی بیویوں کے چھوٹے اہرام جن کے ساتھ ان کے اپنے تدفینی معبد بھی ہیں۔یہ تینوں پیپی دوم کے اہرام کے جنوب اور شمال مغرب میں واقع ہیں۔

اہرام:

پیپی دوم کا اہرام خود اپنی اس کے ملحقہ تدفینی معبد کی عمارات پر مشتمل ہے۔اہرام کا اندرونی حصہ CORE چونے کے پتھر، کچ اور مٹی سے تعمیر کیا گیا ہے۔پورے اہرام پر چونے کے پتھروں کا غلاف چڑھایا گیا تھا۔اس اہرام کی تعمیر کے متعلق ماہرین نے ایک دلچسپ حقیقت یہ بیان کی ہے کہ جب اس اہرام کی ملحقہ شمالی عبادت گاہ اور شمالی دیوار کی تعمیر مکمل ہوگئی تو ان عمارتوں کو گراتے ہوئے اور چیرتے ہوئے معماروں نے اس اہرام کی بنیادوں کو طویل کر دیا اینٹوں کی تعمیر

کردہ ایک دیواری پٹی جو احاطے کی دیوار کی بلندی کی حامل تھی، اہرام کے ساتھ اضافی طور پر تعمیر کردی گئی۔ اس پٹی کی تعمیر کا مقصد تاہم کبھی معلوم نہ ہوسکا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شاید معمار اہرام کے ڈھانچے کو مقدس علامت قرار دینا چاہتے تھے۔ یا شاید اس پٹی کی تعمیر سے ان کا مقصد اہرام کی بنیادوں کو زلزلہ پروف بنانا تھا واللہ اعلم الصواب۔

شاہی ایوان مدفن کی چھت کو ڈھلوان یا دورخی بنایا گیا ہے یہ چھت ستاروں سے منقش بنائی گئی ہے۔ اس ایوان کی دو دیواریں سنگ خارا کی بڑی سلوں سے بنائی گئی ہیں۔ اس ایوان میں رکھا گیا تابوت سیاہ رنگ کے سنگ خارا سے تراشا گیا ہے اور اس بادشاہ کا نام اور القابات اس پر کندہ کیے گئے ہیں اس ایوان میں ایک پتھر کا صندوق جو سائبان دار ہے اس کے فرش میں گڑا ہوا ہے۔

اہرام سے ملحقہ تدفینی معبد کی دیواریں ایسے مناظر سے سجائی گئی ہیں جن میں بادشاہ کو میدان جنگ میں فتحیاب ہوتے دکھایا گیا ہے یا بادشاہ کو نیزے کے ساتھ ایک دریائی گھوڑے کا شکار کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ ابیائی سردار کے سر قلم کرنے کا منظر ایک اور فرعون ساحورے کے اہرام سے نقل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک صحن 18 ستونوں سے گھرا ہوا ہے جن کو بادشاہ کی زندگی کے کئی اور مناظر سے سجایا گیا ہے۔

پیپی دوم کے عہد کی طوالت کے باوجود اس کا اہرام اس کے پیشرو فراعنہ کے اہراموں سے نہ تو کشادہ تر ہے اور نہ ہی بلند تر۔ یہ اس کی بنیادوں پر تقریباً ہر سمت سے 150 کیوبٹ طویل ہے۔ جبکہ اس کی بلندی بھی صرف 100 کیوبٹ تھی۔ یہ اہرام مقامی چھوٹے پتھروں سے تعمیر کیا گیا تھا اور اس پر عمدہ چونے کے پتھروں کا غلاف چڑھایا گیا تھا۔ آج کل یہ غلافی پتھر اتارے جاچکے ہیں اور اہرام کی اندرونی سطح نظر آتی ہے۔ اس اہرام سے ملحقہ معبد وادی ایک جھیل کے کنارے واقع ہے اور اس تک پہنچنے کے لیے ایک 400 میٹر طویل سنگ بستہ راستہ بھی تعمیر کیا گیا تھا مگر یہ سب صفحہ ہستی سے مٹ چکے ہیں۔

اہرام قاکارع ایبی

THE PYRAMID OF QAKAREIBI

قاکارع ایبی ایک آٹھویں شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والا فرعون مصر تھا۔اس کا عہد حکومت وسطی بادشاہت کے دور میں ہوگذرا ہے۔اس کے نام قا۔کا۔رع کا مطلب قدیم مصری زبان میں ''طاقتور''مضبوط روح' دیوتا رع کی بنتا ہے۔

وہ دارالحکومت میمفس میں رہائش پذیر تھا اور یہ بات بھی اغلب ہے کہ قدیم بادشاہت کے حکمرانوں کی طرح اس کی بادشاہت شاید پورے مصر پر قائم نہیں تھی۔

جنوبی سقارہ میں اس کے چھوٹے سے اہرام کی دریافت کے بعد ماہر مصریات قدیم تاریخ مصر میں اس کے وجود سے اشکارا ہوئے اس نے قدیم بادشاہت سے تعلق رکھنے والے فراعنہ کی طرح اپنے اہرام کی دیواروں پر اہرامی تحریروں کے کالموں کی روایت کو جاری رکھا۔اس کا نام قدیم شاہان کی فہرستوں میں ملا ہے۔ابی ڈوس کی شاہی فہرست اور ٹیورن کینن TURIN CANON کی فہرست میں اس کا عہد چار سال 2 ماہ اور ایک دن بتایا گیا ہے۔

اہرام کمپلیکس:

فرعون قاکارع ایبی اس کے چھوٹے سے اہرام میں مدفون تھا۔یہ اہرام گورستان سقارہ کے جنوبی حصے میں واقع ہے۔قاکارع کے اہرام کو مشہور ماہر مصریات کارل رچرڈ لیپسیس KARL RICHARD LEPISIUS نے انیسویں صدی میں دریافت کیا تھا۔اس کمپلیکس میں

اثریاتی کھدائی کا کام 1930ء کی دہائی میں ہوا تھا۔ یہ کام ماہر اثریات گستاف جیکوئر GUSTAVE JEQUIER کی سرکردگی میں ہوا تھا۔ فرعون قاکارع کا اہرام گورستان سقارہ میں تعمیر کیا جانے والا آخری اہرام تھا۔ یہ فرعون شپسکاف کے اہرام کے شمال مشرق میں فرعون پپی دوم کے معبد کے سنگ بستہ CAUSEWAY راستہ کے قریب واقع ہے۔ یہ اہرام تقریباً تعمیری نقشے، مختلف جہتوں اور تزئین و آرائش میں فرعون پپی دوم کی ایک ملکہ کے اہرام سے مماثلت رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے ماہرین اہرامیات کے نزدیک اس کے تعمیراتی منصوبے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اہرام فرعون پپی دوم کی بیوی، انکھیز پپی کے لیے تعمیر کیا گیا تھا بعدازاں یہ فرعون ایبی کے تصرف میں آگیا۔ اہرام سے ملحقہ ایک چھوٹا معبد ہے جہاں تدفینی رسوم ادا کی جاتی تھیں۔ اس اہرام کمپلیکس میں نہ تو کوئی معبد وادی دریافت ہوا ہے اور نہ ہی کوئی سنگ بستہ راستہ ملا ہے۔

اہرام:

یہ اہرام کسی اہم مقام پر تعمیر نہیں کیا گیا بلکہ سقارہ کے شمال مغربی، جنوب مشرقی گوشے میں واقع ہے۔ یہ عمارت قریباً 103 فٹ (31.5 میٹر) کشادہ اور 21 میٹر یا 69 فٹ بلند ہے۔ اس کی ڈھلوان 53.7 درجے کے زاویے پر رکھی گئی ہے۔ یہ سب پیمائش اس کی تعمیر کے وقت تھیں اب یہ کچھ اچھی حالت میں نہیں ہے۔ اہرام کا مرکزی حصہ مقامی چونے کے پتھروں کے بلاکوں سے تعمیر کیا گیا تھا۔ پتھر کے ان بلاکوں میں سے بہت سے اب غائب ہو چکے ہیں اور غالباً یہاں سے لے جا کر دیگر تعمیرات میں استعمال کیے گئے تھے۔ پتھروں کے نکالے جانے کے بعد آج یہ اہرام محض ایک تین میٹر بلند ریت اور پتھر کے ٹکڑوں کے ٹیلے کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اس ڈھیر سے جو کچھ بقایا پتھر کے بلاک ملے ہیں ان پر سرخ رنگ کی سیاہی سے جو تحریر کندہ کی گئی ہے ان میں ایک لیبیائی سردار کا ذکر موجود ہے البتہ ان تحریروں کا کوئی واضح مفہوم نہیں نکل سکا ہے۔ ماہرین اثریات نے اس بات کا بھی پتہ چلایا ہے کہ اس اہرام پر کبھی غلافی پتھر نہیں لگایا گیا تھا۔

اندرونی ساخت:

اس عمارت کی شمالی سمت میں مشہور ماہر مصریات جیکوئر JEQUIER نے ایک
طویل (26 فٹ) راہداری دریافت کی تھی جو چونے کے پتھروں سے تعمیر کی گئی تھی
راہداری 25 درجے کے زاویے کی ڈھلوان بناتی ہوئی آگے بڑھتی ہے اور ایک پتھر کے بنگلے تک
چلی گئی ہے۔ پتھر کے اس بنگلے کے آگے شاہی ایوان مدفن واقع ہے۔ شاہی ایوان مدفن کی راہداری
اور دیواریں دونوں ہی اہرامی تحریروں کے کالموں سے سجائی گئی ہیں۔ یہ اہرامی تحریریں فرعون
کی راہنمائی کے لیے لکھی گئی تھیں اور ان پر اہرام کی عمارت کی طرح اس فرعون نے تصرف نہیں پایا
تھا۔ جیکوئر نے ان تحریروں کا معیار بھی بہت عمدہ قرار دیا تھا۔ شاہی ایوان مدفن کی چھت ہموار ہے
اور ستاروں سے سجائی گئی ہے۔ یہ چھت ایک 16 فٹ لمبے ٹیورا پتھر کے بلاک سے تراشی گئی
ہے۔ شاہی مدفن کو جس بڑے پتھر کی سل سے بند کیا گیا تھا وہ اب غائب ہو چکی ہے۔

شاہی مدفن کی مغربی سمت میں ایک بند دروازہ رکھا گیا ہے اور اس ایوان کے وسط میں سنگ
خارا کا ایک بلاک ہے جس پر شاہی تابوت رکھا ہوا ہے۔ تابوت شاہی تیورا پتھر کے 16 فٹ طویل
ایک بلاک سے تراش کر بنایا گیا تھا مگر یہ تابوت اب غایب ہو چکا ہے۔ ایوان کی مشرقی دیوار میں
ایک طاقچہ رکھا گیا ہے جس میں متوفی فرعون کا مجسمہ رکھا گیا تھا۔

معبد:

اہرام کی مشرقی سمت میں اینٹوں سے تعمیر کردہ ایک چھوٹا سا معبد ہے۔ اسی معبد میں متوفی
فرعون کی آخری مذہبی رسومات ادا کی گئی تھیں۔ اس معبد کا دروازہ اس کی شمالی سمت میں کھلتا
ہے۔ معبد کی اندرونی سمت میں اہرام کی دیوار کے ساتھ ملحقہ ایک چڑھاوے چڑھانے کا ہال کمرہ
ہے۔ اس کمرے سے جیکوئر کو کئی ایک قدیم اشیاء ملی تھیں۔

اہرام سینوسرت اوّل

PYRAMID OF SENUSRET I

اہرام سینوسرت اول اسی نام کے فرعون کے شاہی مدفن کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ اہرام بارھویں شاہی خاندان کے عہد میں اللشت EL-LISHT کے اہرام کے نزدیک تعمیر کرایا تھا۔ اس کا قدیم مصری زبان میں مفہوم ''سینوسرت دوسری زمینوں کی طرف دیکھتا ہے۔

بارھویں خاندان کا حکمران سینوسرت اول اپنے باپ کی طرح ایک محنتی، نڈر، جنگجو اور بیدار مغز حکمران تھا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے خلاف اٹھنے والی محلاتی سازشوں کو کچلا۔ اس نے زیریں نوبیا NUBIA میں فوج کشی کی اور اس طرح اپنی حکومت کو دریائے نیل کی تیسری آبشار تک وسیع کرلیا۔ اللشت کے مقام پر ملنے والے ایک سفید پتھر پر ملنے والی ایک تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ بارھویں خاندان کے فرعون سینوسرت اول کو دیوتا کی حیثیت حاصل تھی۔ اس فرعون نے چالیس تک حکومت کی تھی۔

اہرام:

اہرام سینوسرت اول ہر سمت سے 105 میٹر طویل ہے اور اس کی بلندی 61.25 میٹر تھی۔ اس کی ڈھلوانیں 49.24 درجے پر رکھی گئی تھیں۔ اس اہرام کا طرزِ تعمیر پہلے کسی اور مصری اہرام یا عمارت میں نظر نہیں آتا۔ چار سنگی دیواریں مرکز سے اٹھائی گئی ہیں یہ کھردرے اور چھوٹے پتھروں سے بنائیں گئی ہیں ان دیواروں کی مدد سے آٹھ سیکشن بنائے گئے ہیں جو اس اہرام کو 32 مختلف یونٹوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اہرام کی بیرونی سطح کو شفاف چونے کے پتھر کا غلاف پہنایا گیا

تھا۔ تاہم یہ جدید تعمیری طریقہ کچھ زیادہ کامیاب نہ رہا اور یہ اہرام اپنی تکمیل کے فوراً بعد ہی ناپائیداری کا شکار ہو گیا تھا۔ اس اہرام کے تعمیراتی سقم آج تک بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

تعمیراتی کمپلیکس:

اس اہرام کی عمارت کے اردگرد ایک بڑا تعمیراتی کمپلیکس موجود ہے جو ایک تدفینی معبد اور فرعون سینوسرت کی بیویوں کے چھوٹے اہراموں پر مشتمل ہے۔ معبد کی عمارت مستطیل ہے اور اس کے وسط میں ایک صحن واقع ہے۔ ایک سنگ بستہ راستہ جس میں تراشے ہوئے بت ایستادہ کیے گئے ہیں اس معبد سے ایک اور عوامی معبد تک چلا گیا ہے۔ تاہم اس کمپلیکس کی تعمیرات میں سے آج کل بہت کم کے آثار دیکھے جا سکتے ہیں کیونکہ اس کمپلیکس کی تعمیرات کی جگہ رومی عہد میں ایک رومی عمارات تعمیر کر دی گئی تھیں۔

اثریاتی کھدائی:

اس اہرام کو وقت کے بے رحم ہاتھوں نے شدید نقصان پہنچایا۔ اس کا غلافی پتھر بہت کم باقی بچا ہے۔ اسی وجہ سے یہ اہرام آج کل ایک ٹیلا دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ اثریاتی کھدائی کے باوجود اس اہرام کے مدفن تک نہیں پہنچا جا سکا۔ تاہم اس کی تعمیر کے متعلق بہت کچھ پتہ چلا ہے۔ اس اہرام کا پتہ 1894ء میں مشہور ماہر اثریات گاؤتیر GAUTIER اور جیکوئر JEQUIER نے چلایا تھا۔ 1906ء سے 1943ء تک اس اہرام کی اثریاتی کھدائی کا کام جاری رہا۔ یہ اثریاتی کھدائی کا کام لتھگو، سیس، اور امبروز لینسنگ جیسے ماہر اثریات کی سرکردگی میں انجام پایا۔ یہ ماہر اثریات میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ METROPOLITAN MUSEUM OF ART سے تعلق رکھتے تھے۔ 1984ء 1987ء اس اہرام کی مزید اثریاتی کھدائی کا کام ایک اور ماہر اثریات ڈائیٹر امولڈ DIETER AMOLD نے مکمل کرایا تھا۔

ایمینم خط دوم کا سفید اہرام

THE WHITE PYRAMID

فرعون ایمینم حط دوم کا سفید اہرام دا ہشور مصر میں واقع ہے۔ یہ آج کل کچرے کا ڈھیر نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ اس اہرام کے پتھروں کو بھی اتار کر کہیں اور لے جایا گیا ہے۔ اس کے بقیہ سفید چونے کے غلافی پتھروں کی وجہ سے یہ ''سفید اہرام'' کہلاتا ہے اس اہرام کے گرد احاطے کی ایک بڑی مستطیل دیوار ہے اس احاطے کی دیوار کے اندر فرعون ایمینم حط دوم کے بہت سے قریبی عزیزوں کے مقبرے صحیح وسالم حالت میں ملے ہیں۔ ان میں شہزادہ ایمینم حط انکھ اور شہزادی اتاITA کے مقبرے شامل ہیں۔ ان مقبروں سے بہت سا تدفینی فرنیچر دریافت ہوا ہے۔ جس میں لکڑی کے بنے ہوئے تابوت' پتھر کے بنے ہوئے عطر کے مرتبان اور سائبان دار صندوق شامل ہیں۔ شہزادی خونومت KHUNUMET کے مقبرے سے فراعنہ کے زمانے کے بہت سے زیورات بھی ملے ہیں۔ 1894ء اور 1895ء میں اس اہرام کمپلیکس کی اثریاتی کھدائی کا کام ماہر اثریات جیکوئیس مورگن کی سرکردگی میں انجام پایا تھا۔

ایمینم حط دوم نے چوتھے شاہی خاندان کے فراعنہ کے بعد گورستان دا ہشور کو اہرام کی تعمیر کے لیے منتخب کیا تھا۔ ایمینم خط دوم فرعون سیسوسٹریس اول SESOSTRIS I کا بیٹا اور جانشین تھا۔ اس کی تصدیق سینائی کے مقام سے ملنے والے ایک کتبہ سے ہوئی ہے۔ بارھویں شاہی خاندان میں کل 12 فرعون ہو گذرے ہیں۔ اس شاہی خاندان کا پہلا فرعون ایمینم حط اول تھا جو

پہلے فرعون میںٹو ہوتپ سوم MENTUHOTEP III کا وزیر تھا۔ بہر حال ایمینم حط دوم اس خاندان کا تیسرا حکمران تھا۔ وہ 1926 قبل از مسیح میں تخت نشین ہوا تھا اور اس نے تقریباً 38 سال حکومت کی۔ اس کا عہد پر امن تھا اور اس نے مختلف مقامات پر مہمات بھی روانہ کیں۔ ان میں پٹ کی سرزمین اہم ترین مقام تھی۔

اہرام:

سفید اہرام ہر سمت سے 50 میٹر یا 153 فٹ طویل ہے۔ اس کی تعمیر کے وقت کی بلندی نامعلوم ہے۔ اس اہرام کا فن تعمیر وسطی بادشاہت کے دور کا اہم ترین فن تعمیر ہے۔ اس اہرام کا مرکزی حصہ چونے کے پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اسی وسطی حصہ کے گرد دیواریں تعمیر کر کے اس اہرام کا ڈھانچہ کھڑا کیا گیا ہے۔ اس اہرام کو چونے کے سفید پتھروں سے مزین کیا گیا تھا۔ جواب اگرچہ موجود نہیں ہیں۔ اس اہرام کا داخلی راستہ اس کی شمالی سمت میں ہے۔ اسی مقام سے ایک نشیبی راہداری ایوان مدفن تک چلی گئی ہے جو اہرام کے نیچے زیر زمین واقع ہے۔ ایوان مدفن میں کچھ طاقچے رکھے گئے ہیں مگر یہ کیوں رکھے گئے تھے یہ راز ابھی سربستہ ہے شاہی تابوت ایوان مدفن کی مغربی دیوار کے قریب فرش میں سیٹ کیا گیا ہے۔ چونکہ اہرام کے مرکزی حصے ایوان مدفن کے بالکل اُوپر نہیں ہیں اس لیے ایوان کے لیے الگ سے ایک چھت تعمیر کی گئی ہے۔

اہرام کے بیرونی احاطے کی دیوار طویل ہے اور سقارہ میں موجود ایک اہرام کے احاطے کی یاد دلاتی ہے۔

ایک کشادہ سنگ بستہ راستہ اس احاطہ کی مشرقی سمت کو اس کمپلیکس کی دو اور عمارتوں سے ملاتا ہے۔ احاطے کے اندر اہرام کی مغربی سمت میں شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے کئی اور افراد کے مقابر بھی ہیں ان میں ایمینم حط دوم کی دو بیٹوں کے مقابر بھی شامل ہیں۔

سیاہ اہرام ایمینم حط سوم

PYRAMID OF AMENEMHAT III

یہ سیاہ اہرام فرعون آمن حط سوم نے وسطی بادشاہت (ق م 1650-2055) کے عہد میں تعمیر کرایا تھا۔ یہ داہشور کے مقام پر موجود 15 اہراموں میں سے ایک ہے۔ قدیم مصری زبان میں اسے AMENEMHAT IS MAGHTY ایمینم حط "زور آور" کہتے ہیں۔ اس اہرام کی گہرے رنگ کی رنگت کی وجہ سے اسے "سیاہ اہرام" کا نام دیا گیا ہے اس کی موجود حالت ایک ٹیلے جیسی ہے۔ یہ اہرام فرعون ایمینم حط سوم نے اپنے اور اپنی بیوی کے مدفن کے طور پر بنایا تھا۔ اس اہرام کی اثریاتی کھدائی 1892ء میں ایک فرانسیسی ماہر اثریات جیکوئس ڈی مورگن JACQUES DE MORGAN کی سرکردگی میں شروع ہوئی تھی۔ اس کھدائی کو جرمن آرکی لوجیکل انسٹی ٹیوٹ قاہرہ نے 1983ء میں مکمل کرایا ہے۔

فرعون ایمینم حط سوم:

عظیم سن سورت کے بعد اس کا بیٹا ایمینم حط سوم 1842 ق م میں تخت نشین ہوا۔ اس نے اکیاون برس یا اڑتالیس برس تک حکومت کی۔ یاس نے اپنے والد ہی کی طرح اپنی بہت سی شبیہیں اور مجسمے چھوڑے ہیں جو اس کی شخصی عظمت کی امین ہیں۔ سینائی میں ملنے والے 50 سے زائد کتبات میں اس کے 48 سالہ عہد میں ہونے والی ترقیاتی کاموں اور مہمات کا حال درج ملا ہے۔ اس نے اپنے دادا کے شروع کردہ فائیوم طاس جیسے عظیم منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جس

سے فائیوم میں ایک جھیل وجود میں آ گئی۔ اس جھیل کو اس نے ایک نہر بحر یوسف کے ذریعے دریائے نیل سے ملا دیا تھا۔

اہرام:

ایمینم حط سوم نے اپنے لیے دو اہرام تعمیر کروائے تھے جن میں سے ایک دا ہشور کے مقام پر جو سیاہ اہرام کہلاتا ہے یہ 342 مربع فٹ کشادہ ہے جبکہ دوسرا الحوارا HAWARA کے مقام پر ہے۔ دا ہشور والا اہرام 225 فٹ یا 75 میٹر بلند تھا جبکہ اس کی ڈھلوان 570 درجے کے زاویے پر رکھی گئی تھی۔ اس اہرام پر چونے کے پتھروں کا غلاف بھی چڑھایا گیا تھا۔ یہ وسطی بادشاہت کے زمانے میں تعمیر ہونے والا مثالی اہرام تھا۔ یہ پتھروں کی بجائے اینٹوں اور گارے سے تعمیر کیا گیا تھا۔ اس کے زیریں حصے میں اس میں داخل ہونے کا راستہ رکھا گیا ہے جو تدفینی معبد اور صحن تک چلا گیا ہے۔ اس معبد اور صحن کے درمیان دہری دیواریں تعمیر کی ہیں جن کے درمیان کئی اور مقابر بھی واقع ہیں۔ اہرام کی اندرونی دیواریں ہیرو غلیفی رسم الخط کی تحریروں سے بھری ہوئی ہیں۔

زیر زمین اس اہرام کی زیریں منزل میں غلام گردشوں کا ایک جال بچھا ہوا ہے۔ شاہی ایوان مدفن کسی حد تک صحیح وسالم حالت میں موجود ہے اور اس میں ایک تابوت اور ایک سائباندار مرتبان بھی رکھا ہوا ہے مگر بادشاہ کو یہاں دفن نہیں کیا گیا تھا۔ ایوان ملکہ کی دیواروں کو توڑ کر لوٹا گیا ہے۔ انہیں زیریں ایوانوں میں چار مدفن اور ہیں مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کن لوگوں کے ہیں۔ ان میں سے دو مدفن خیال کیا جاتا ہے کہ شاہ آمنیم حط چہارم اور شاہ سوبی نیفرو کے ہیں۔

دا ہشور میں واقع اس اہرام کے دو داخلی راستے ہیں۔ جن کے اندر ایوانوں کا ایک جال بکھرا ہوا۔ ان میں سے ایک داخلی راستہ جنوب مشرقی سمت میں واقع ہے جبکہ دوسرا جنوب مغربی سمت میں ہے۔ اس اہرام کا مرکزی حصہ اینٹوں کا بنا ہوا ہے جس میں اندرونی دیواریں نہیں ہیں۔ چونکہ یہ اہرام دریائے نیل کے نزدیک واقع نرم زمین پر تعمیر کیا گیا تھا۔ اس لیے اپنے وزن کی زیادتی کی

جسے زمین میں دھنسنا شروع ہو گیا۔ جیسے جھکا ہوا یا خمیدہ اہرام جو دا ہشور ہی میں واقع ہے دھنسنا شروع ہو گیا تھا۔ یہ دونوں اہرام تقریباً ایک دوسرے سے صرف 1.5 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہیں۔ یہ اہرام 150 کیوبٹ بلند اور 200 کیوبٹ فی سمت کشادہ ہے۔ یہ اہرام تعمیر کے دوران ہی دھنسنا شروع ہو گیا تھا اس وجہ سے اسے چھوڑ دیا گیا تھا معماروں نے اسے دھنسنے سے بچانے کے لیے فوری طور پر امدادی شہتیر نصب کیے اور اس کے اردگرد دیواریں بھی تعمیر کیں مگر اس وقت تک بہت دیر ہو چکی تھی اس لیے اس اہرام کو چھوڑ دیا گیا۔ اس اہرام کا مدفن دیگر ایوان اہرام زوسر کی تقلید کرتے ہوئے تعمیر کیے گئے تھے جو سقارہ میں واقع ہے۔ فرعون ایمینم سوم کی دو ملکاؤں کے لیے بھی جو ایوان مدفن شاہی مدفن سے ملحقہ تعمیر کیے گئے تھے جو اس کے زیریں حصے میں واقع ہیں۔

1352 ق م اہرام طوطنخ آمن

PYRAMID OF TUTNKHAMON

5 نومبر 1922 کو دنیا بھر کے اخبارات میں ایک خبر شائع ہوئی کہ ایک برطانوی ماہر اثریات ہاورڈ کارٹر اور اس کے ساتھی لارڈ کارناروان نے 3300 سال سے مقفل زیرزمین ایک اہرام کا زینہ دریافت کیا ہے۔ یہ زینہ فرعون طوطنخ آمن کے مدفن کو جاتا تھا۔ اس فرعون کو 1352 ق م میں اس اہرام میں دفن کر کے محفوظ کر دیا گیا تھا۔ خوش قسمتی اس زیرزمین اہرام کا سراغ ماضی میں اہراموں کے لٹیروں کو نہ لگ سکا تھا اور اس طرح اس نوجوان فرعون کی ممی اور 1352 ق م کا یہ بیش بہا نوادرات کا خزانہ لٹیروں کے بے رحم ہاتھوں سے بیسویں صدی تک محفوظ رہ گیا تھا۔

طوطنخ آمن کے اہرام کی دریافت بیسویں صدی کے ماہرین اثریات کا بہت بڑا کارنامہ تسلیم کیا جاتا۔ مصر کی وادی شاہان VALLEY OF KINGS میں قدیم مصر کے بہت سے شاہان مدفون ہیں تاہم ان میں سے بہت کم بادشاہوں کے اہرام ومقابر وقت اور لٹیروں کی دست برد سے محفوظ رہے ہیں۔ طوطنخ آمن کا اہرام بھی اگرچہ لٹیروں سے بچ نہ سکا تھا مگر اس اہرام کا خفیہ شاہی مدفن جس میں اس نوجوان فرعون کی ممی محفوظ تھی لٹیروں کے بے رحم ہاتھ لگنے سے بچ گیا۔

25 نومبر 1922ء کو جب ہاورڈ کارٹر اور اس کے ساتھی اس اہرام کے تنگ وتاریک زینہ میں طوطنخ آمن کے مدفن کی طرف بڑھ رہے تھے تو ان میں سے کسی کو یہ احساس تک نہیں تھا کہ وہ ماضی کا کتنا بیش قیمت اور بیش بہا خزانہ دریافت کرنے والے ہیں۔ پھر اچانک وہ ایک سربمہر

دروازے میں سے گذر کر دوسرے سر بمہر دروازے تک جا پہنچے۔ لوہے کے بھاری اوزار استعمال کر کے جب انہوں نے اس سر بمہر دروازے میں چھوٹا سا شگاف کیا اور اس کے اندر جھانکا تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ ہاورڈ کارٹر نے کانپتی ہوئی آواز میں لارڈ کارناروان کو بتایا کہ اندر بیشمار حیرت انگیز چیزیں اور نوادرات محفوظ ہیں۔ جن میں سے بیشتر خالص سونے کی بنی ہوئی ہیں۔ بعد کے زمانے میں ہاورڈ کارٹر نے اپنی زندگی کے اس تاریخی دن کو ہمیشہ یاد رکھا تھا۔

جب اس شاہی مدفن کو کھولا گیا تو اس فرعون کی ممی کے ساتھ نوادرات کا بیش قیمت خزانہ نکلا جو تقریباً 3300 سال سے لٹنے سے محفوظ رہا تھا۔ سونے کے بنے ہوئے اس فرعون کے مجسموں کے علاوہ ایک صندوق میں زردوزی کے کام والا بیش قیمت لباس اور اس فرعون کے جوتے تک ملے جن پر سونا چڑھا ہوا تھا۔ جوتوں پر شکار کی منظر کشی بھی کی گئی تھی۔ طوطنخ آمن کا مرصع سونے کا شاہی تخت بڑی شوکت کے ساتھ ایک کمرے میں رکھا گیا تھا۔ اس کے قریب ہی اس فرعون قد آدم مجسمے ایستادہ تھے۔ چار بگھیاں اور شاہی فرنیچر جس پر بڑی محنت سے کندہ کاری کی گئی تھی اور قیمتی پتھروں سے اسے سجایا گیا تھا۔ شاندار پلنگ BED جس کے پہلوؤں پر نہایت ڈراؤنے جانداروں کی شکلیں بنی ہوئی تھیں اور ان کے اُوپر عمدگی سے روغن کیا گیا تھا۔ طوطنخ آمن کے دو قد آدم مجسمے ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ یہ سرتاپا سیاہ تھے۔ ان کے پاؤں میں سنہری چپل تھے اور سروں پر افعی اور ہاتھوں میں شاہی گرز اور عصا تھے۔ اس کے علاوہ بیسیوں چیزیں ان کے اردگرد بکھری ہوئی تھیں۔ جن میں سے بعض کے رنگ بڑے شوخ اور دلفریب تھے۔

اس اہرام کی دریافت کے ساتھ ہی مصریوں میں بہت سی افواہیں پھیل گئی۔ ان میں سب سے مقبول ترین افواہ یہ تھی کہ تین ہوائی جہاز وادی شاہان میں اترے اور اس اہرام سے ملنے والے زر و جواہر لے کر ہوا ہو گئے یعنی لٹیروں کے ہاتھوں بچ جانے والے نوادرات اب یورپی ماہرین اثریات کی نظر ہو گئے۔ چنانچہ اس افواہ کو ختم کرنے کے لیے کئی معززین مصر اور اخباری نمائندوں کو

ساتھ لے کر مہر توڑ دی گئی اور تابوت والے کمرے کا معائنہ کرایا گیا جو صحیح وسالم تھا۔ مصری آثار قدیمہ کے ایک امریکی ماہر ڈاکٹر اے گارڈنر اور ایک اور مشہور امریکی استاد برلینڈ کے ذمے مدفن کی ہیروغلیفی تحریریں پڑھنے کا کام لگایا گیا۔ اس عظیم دریافت کے بعد اسرار اور عقدے کھولنے کا کام زوروں پر تھا کہ اچانک اس مہم کا میر کارواں لارڈ کارناروان ایک مچھر کے کاٹنے سے بخار میں مبتلا ہو کر اچانک مر گیا۔ بہت سے لوگوں کے نزدیک لارڈ موصوف پر اس اہرام کو دریافت کرنے کی وجہ سے فرعون کی ممی کی عذاب نازل ہوا تھا جس سے اس کی موت واقع ہوئی تھی۔ کئی لوگوں کے مطابق لارڈ فرعون کی ممی کو لگی ہوئی صدیوں پرانی پھپھوندی کی وجہ سے کسی انجانی بیماری کا شکار ہو گیا تھا۔

صاحب اہرام فرعون طوطنخ آمون کا عہد حکومت مصر قدیم کا ایک تاریخی دور تھا۔ اس عہد کے مصریوں کی عظمت کا اندازہ محقق اس کے اہرام سے ملنے والی نفیس اور قیمتی اشیاء سے لگاتے ہیں اور یہ قرار دیا جاتا ہے کہ اس عہد میں مصر ترقی کے اعلیٰ مراحل طے کر رہا تھا۔

مؤرخین کے مطابق طوطنخ آمون 1358 ق م میں مصر میں تخت نشین ہوا تھا اور قریباً آٹھ سال حکومت کرنے کے بعد مر گیا تھا۔ طوطنخ آمون اگرچہ کم سن تھا مگر بہت ہوشیار اور دور اندیش حکمران تھا۔ طوطنخ آمون کا سب سے بڑا کارنامہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے خسر آخن آتن کے ایجاد کردہ مذہب کو موقوف قرار دے کر پرانے مذہب کا احیا کیا تھا اور پرانے مذہب کے پروہتوں کا مقام و مرتبہ بحال کر دیا تھا۔ اس کے مقبرے سے ملنا والا مال وزر یہ ظاہر کرتا ہے کہ پرانے مذہب کے پجاری اور پروہت اس سے بہت خوش تھے۔ اسی وجہ سے اس کے اہرام کی خوب تزئین و آرائش کی گئی تھی۔ تاہم طوطنخ آمون کی قبل از وقت وفات سے سب سے زیادہ نقصان اس کی نوخیز ملکہ عنخ سیپ آمون کو پہنچا۔ اس غریب پر سب سے زیادہ افت نازل ہوئی۔ اس کے بطن سے طوطنخ آمن کا کوئی بیٹا نہیں تھا جو وارث تخت قرار پاتا ملکہ کی عمر بھی شکل

سے صرف سولہ سال تھی اس لیے حکومت کو سنبھالنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ دوسری طرف پرانے مذہب کے پروہتوں کی نظر میں وہ آخن اتون جو ایک بدعتی تھا اس کی بنی تھی اس وجہ سے پروہتوں سے اس کو اُلٹا نقصان ہی پہنچا۔ ملکہ نے ایک خط ہمسایہ قوم حتی کے ایک شہزادے کو لکھا کہ وہ اس کی مدد کرے اور آ کر اس سے شادی کر کے مصر کا تاج و تخت سنبھال لے۔ اگرچہ کچھ سوچ بچار کے بعد وہ حتی شہزادہ رضامند بھی ہو گیا مگر یہ شادی نہ ہو سکی اور مصری امرائے سلطنت اور پروہتوں نے ایسی ملکہ کو ٹھکانے لگا دیا جو مصر کے تخت پر کسی غیر ملکی کو بٹھانا چاہتی تھی۔ شاید وہ قتل کر دی گئی۔ اس کے بعد آی تخت نشین ہوا مگر اسے بھی حکومت کرنے کا موقع نہ مل سکا اور ہارم ہب نے اُسے برطرف کر کے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ 1907ء میں وادی شاہان میں اثریاتی کھدائی کے دوران مصر کے محکمہ آثار قدیمہ کے سربراہ ہاورڈ کارٹر کو امریکہ کے ماہر اثریات ایم ڈیوس کے ساتھ کام کرتے ہوئے کچھ اشیاء ملی تھیں جن پر ''طوطنخ آمون'' کا نام کندہ تھا۔ اسی سال ایک اور محقق کو ایک ایسا روغنی پیالہ ملا تھا جس پر طوطنخ آمون کندہ تھا اور ساتھ ہی شاہی نشان کا عکس بھی تھا۔ پھر 1908ء میں ایک مدفن سے ایسے سونے کے پترے ملے جن پر طوطنخ آمون کا نہ صرف نام بلکہ اس کے عہد کے واقعات کی تصویریں بھی کندہ تھیں۔ 1912ء میں محکمہ آثار قدیمہ کے مہتمم علی سرگاس نے طوطنخ آمون کے حالات زندگی پر ایک کتاب شائع کرائی۔ جس کے بعد انگلستان کے ایک امیر لارڈ کارناروان کو جو مصر کے آثار میں پہلے ہی دلچسپی رکھتے تھے طوطنخ آمن کے اہرام کی تلاش میں دلچسپی ہو گئی اور انہوں نے حکومت مصر سے اس کام کی باقاعدہ اجازت حاصل پہلے ثیبہ کے قبرستان اور پھر 1914ء میں درہ عبدالنقہ کی پہاڑیوں میں کھدائی کرائی۔ پھر وادی شاہاں میں کھدائی کی اجازت لی۔ اس کے شریک کار ہاورڈ کارٹر کو یقین تھا کہ وادی شاہان ہی میں طوطنخ آمون کا اہرام واقع ہے۔ تاہم جنگ عظیم اول کی وجہ سے کام میں تاخیر بھی ہوئی۔ اکتوبر 1922ء میں لکسر کے مقام پر کھدائی شروع ہو گئی اور پھر نومبر میں ان کی محنتیں رنگ لے آئیں۔

اہرام حوارا

HAWARA

حوارا قدیم مصر کا ایک اثریاتی مقام ہے جو نخلستان فیوم کے داخلی راستے کے قریب واقع ہے اس مقام پر پہلی اثریاتی کھدائی کارل لیپی سوس KARL LEPISUS نے 1843ء میں کی تھی۔ 1888ء میں اس مقام پر ولیم فلنڈرس پیری نے پہلی اور دوسری صدی قبل از مسیح سے تعلق رکھنے والے پیپرس دریافت کیے تھے۔ اس کے علاوہ اس اہرام کے شمال میں واقع ایک قبرستان سے تابوتوں پر بنی ہوئی رومی عہد کی 146 تصویریں بھی ملیں ہیں۔ یہ تصاویر فیوم پورٹریٹ FAYOOM PORTRAITS کہلاتی ہیں اور قدیم کلاسیکی رومی مصوری سے تعلق رکھتی ہیں اور رومی تاریخ کی کتابوں ملتیں ہیں۔

آمنحت سوم بارھویں شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والا آخری طاقتور حکمران تھا۔ اسی حکمران نے داہشور میں سیاہ اہرام تعمیر کیا تھا اور اہرام حوارا میں وہ خود مدفون ہے۔ حوارا کے مقام پر ایک بالکل صحیح وسالم اہرام یا مقبرہ بھی ملا ہے جو آمنحت سوم کی ایک بیٹی نیفرو تاح NEFERU-PTAH کا ہے۔ یہ مقبرہ خود فرعون کے اہرام کے دو کلومیٹر جنوب میں ملا ہے۔

اہرام:

یہ اہرام وسطی بادشاہت کے عہد میں تعمیر کردہ اہراموں کی طرز پر تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ پتھروں کی جگہ مٹی گارے سے بنائی گئی اینٹوں سے بنایا گیا ہے جو چونے کے پتھروں سے مرکزی حصے کے

گزرگاہیں بنائی گئی ہیں۔ اس وسطی حصے کے اندر راہداریاں اور ایوان مدفن واقع ہیں۔ اس اہرام کی بیرونی سطح پر چونے کے پتھر لگائے گئے تھے۔ جو بعدازاں پتھر چوروں نے اس اہرام پر سے اتار کر دوسری عمارتوں میں لگا دیے۔ یہ سب کچھ تقریباً مصر میں موجود تمام اہراموں کے ساتھ ہوا ہے۔ اسی وجہ سے آج کل یہ اہرام اینٹوں کا ایک بلند ٹیلا نظر آتا ہے۔ اس اہرام سے ملحقہ تدفینی معبد بھی اب بنیادوں سے ذرا سا بلند بچا ہے۔

اہرام کے داخلی دروازے سے ایک نشیبی راہداری ایک چھوٹے سے کمرے تک چلی گئی ہے جو ایک اگلی راہداری میں کھلتا ہے جو افقی ہے۔ اس افقی راہداری کی چھت میں ایک خفیہ چور سرکواں دراوزہ نصب ہے جس کا وزن تقریباً 20 ٹن ہے۔ یہ دروازہ ایک اور راہداری میں کھلتا ہے جس میں ایک اور بھاری خفیہ چور دروازہ نصب ہے۔ یہ راہداری ایک اینٹوں اور پتھروں سے بند کیے گئے دروازے تک چلی گئی ہے جو شاہی مدفن کا دروازہ ہے۔ چوروں سے شاہی مدفن کو بچانے کے لیے اختیار کی گئی ان احتیاطی تدبیروں کے باوجود اہرام چوروں نے اس اہرام کے مدفن کو نہیں بخشا۔ جب ماہر اثریات پیٹری اس مدفن میں داخل ہوا تو اس نے سب خفیہ چور دروازے کھلے ہوئے پائے یہ شاید اہرام لوٹنے والوں کی کارروائی تھی یا پھر اس تدفینی جماعت کی غفلت جس نے اس فرعون کی تدفین کی تھی۔ اس اہرام کا داخلی دروازہ بحر یوسف نامی نہر کے قریب ہونے کی وجہ سے 6 فٹ زیر آب رہا ہے۔

ایوان مدفن سنگ خارا کی ایک بڑی سل سے تراش کر تیار کیا گیا ہے اور اسے ایک بڑے کمرے میں چونے کے پتھروں کے ساتھ جما دیا گیا ہے۔ ماہر اثریات پیٹری کے مطابق سنگ خارا کی یہ بڑی سل تقریباً 110 ٹن وزنی ہے ایوان کی چھت کو بلند کرنے کے لیے پہلے اس پر اینٹیں جمائی گئی ہیں پھر اس پر 45 ٹن وزنی سنگ خارا کی سلیں جما دی گئی ہیں۔ ایوان مدفن کے اُوپر دو کمرے آرام کمروں کے طور پر بنائے گئے ہیں جبکہ ان کمروں کی چھت 50 ٹن وزنی پتھروں کی

سلوں سے نکونی شکل کی تعمیر کی گئی ہے۔ اس چھت پر تین فٹ موٹی اینٹوں کی دیوار کی مدد کے ساتھ اہرام کا وسطی حصہ تعمیر کیا گیا ہے۔

ایک بڑا تدفینی معبد جو بنیادی طور پر اس اہرام کے ملحقہ مندر کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا اس اہرام کمپلیکس کے لیے ایک بھول بھلیاں کا کام بھی دیتا تھا۔ اسے مشہور یونانی مؤرخ ہیروڈوٹس نے بھی بھول بھلیاں کہا ہے۔ اس بھول بھلیاں کا ذکر سٹرابو اور ڈایوڈورس سکولس SICULUS. DIODORUS جیسے رومی مؤرخین نے بھی کیا ہے۔ ان مؤرخین کے نزدیک یہی بھول بھلیاں بعدازاں جزیرہ کریٹ میں تعمیر کی جانے والی مینوتار کی بھول بھلیاں کی بنیاد بنی تھی۔ اس قدیم بھول بھلیاں کو بعدازاں شاہ بطلیموس دوم کے عہد میں تعمیر کیے جانے والے فرعونی شہر CROCODILOPOLIS کی تعمیر کے دوران گرادی گئی تھی' اس شہر کا نام بطلیموس دوم نے اپنی بہن، بیوی آرسینو ARSINO کی یاد میں آرسینو رکھ دیا تھا جبکہ آج کل یہ "مدینۃ الفیوم" کہلاتا ہے۔ اس کی تعمیر کے لیے بھی وسطی بادشاہت کے دور میں تعمیر کردہ عمارات سے پتھر کے بلاک اور دیگر سنگی چیزیں اڑالی گئی تھیں۔

بیسویں شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والی ایک ملکہ سوبیک نیفرو SOBEK-NEFERU نے اس معبد میں کچھ تعمیرات کروائیں تھیں۔ اس ملکہ کے نام کے معنی "خوبصورت ترین مقدس مگرمچھ" کے بنتے ہیں اس اہرام کمپلیکس کی اثریاتی کھدائی کے دوران فلنڈرس پیٹری کو کئی پیپرس مسودات ملے تھے جن میں سے ایک بڑے پیپرس پر مشہور اندھے یونانی شاعر ہومر HOMER کی کتاب ایلیڈ ILIAD کے کچھ حصے لکھے ہوئے ملے ہیں جنہیں محققین نے بدوؤں کے "ہوارا ہومر" کا نام دیا ہے۔

اہرام خیندجر

PYRAMID OF KHENDJER

محل وقوع:

اہرام خیند جر یا خنجر جنوبی گورستان سقارہ میں اہرام پیپی دوم اور اہرام سینوسرت سوم کے درمیان واقع ہے۔ اسے ماہر اثریات گستاف جیکوئر GUSTAVE JEQUER نے 1929ء میں دریافت کیا تھا۔ آج کل یہ اہرام صرف کھنڈرات کی شکل میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس اہرام کے کھنڈرات میں تبدیل ہو جانے کی ایک بڑی وجہ خود جیکوئر کی اثریاتی کھدائی تھی جس کے دوران اسے شدید نقصان پہنچا تھا۔ اس زمانے میں یہ اہرام صحرائی ریت سے صرف ایک میٹر بلند رہ گیا ہے۔ اس اہرام کمپلیکس کے احاطے کی اندرونی اور بیرونی دیواریں آج بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔ اندرونی دیوار چونے کے پتھروں سے تعمیر کی گئی ہے جبکہ بیرونی اینٹوں سے تعمیر کی گئی ہے۔

تدفینی معبد:

تدفینی معبد اس کمپلیکس کی مشرقی سمت میں واقع ہے۔ یہ احاطے کی اندرونی اور بیرونی دیواروں کو چھوتا ہے۔ تاہم یہ احاطے کی اندرونی دیوار کے باہر واقع ہے۔ اس معبد کی عمارت کا بہت کم حصہ زمانے کی دست برد سے بچا ہے جو اس کے ستونوں اور ایوانوں کے کھنڈرات کی شکل

میں ہے۔اس کمپلیکس کی شمالی سمت میں بھی ایک مندر ہے جو اس کے احاطے کی اندرونی دیوار کے ساتھ واقع ہے۔یہ مندر ایک چبوترے پر تعمیر کیا گیا ہے اور دو سیڑھیاں بلند ہے اس مندر کی شمالی سمت میں ایک بناوٹی دروازہ ہے جو بظاہر اس اہرام میں داخل ہونے کے لیے ہے مگر یہ دروازہ اہرام کی قریبی دیوار کے جنوب میں واقع ہے۔

اہرام:

اہرام خیند جر 37.35 میٹر بلند تھا مگر آج کل صرف ایک میٹر کی بلندی بچی ہے۔اس کی وجہ اس کے وسطی حصہ کی توڑ پھوڑ ہے۔ابتدائی زمانے میں اس اہرام پر چونے کے پتھروں کا غلاف چڑھا ہوا تھا مگر یہ غلاف بعدازاں اہراموں سے پتھر اتار کر لے جانے والوں کی نذر ہو گیا۔اس اہرام کمپلیکس کے مشرقی سمت میں ایک طفیلی چھوٹے اہرام کے کچھ حصے دریافت ہوئے ہیں۔ان حصوں کو بحال کر دیا گیا ہے۔اس طفیلی اہرام کے ایک گوشے میں فرعون اسرکارع USERKARE کی ایک لوح آویزاں ہے کئی ماہر مصریات فرعون خیند جر کو اسرکارع کا نام دیتے ہیں۔اس لوح پر بھی اسے اسرکارع کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔اہرام فرعون خیند جر کا ایوان مدفن بھی سنگ خارا کی ایک بڑی سل کو تراش کر بنایا گیا ہے۔اس سنگی ایوان کا وزن ماہر مصریات جی جیکوئر G.JEQUIER سنگ خارا کی دو بڑی سلیبوں سے اس ایوان کی چھت بنائی گئی ہے۔ایوان مدفن کی تعمیر کا یہ انداز فرعون آمنحت سوم کے اہرام سے لیا گیا ہے۔جو ہوارا میں واقع ہے۔اہرام خیند جر سے ملحقہ دو چھوٹے اہرام مدفن بھی ہیں جو اس فرعون کی چہیتی دو ملکاؤں کے لیے تعمیر کیے گئے تھے۔یہ مدفن فرعون کے مدفن سے سائز میں چھوٹے ہیں۔یہ بھی سنگ خارا کی سلوں کو تراش کر تیار کیے گئے ہیں۔تاہم کسی غیر معمولی واقعہ کی وجہ سے ان چھوٹے مدفنوں میں ان ملکاؤں کو دفن نہیں کیا جا سکا مگر اس کا کوئی صحیح علم کسی کو بھی نہیں ہو سکا۔

یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ اس اہرام کی ایک ذیلی عمارت بھی تھی اس کا ثبوت ہمیں ان

سیڑھیوں سے ملتا ہے جو اس اہرام کے جنوب مشرقی گوشے میں واقع تھیں اور جنہیں بعد ازاں بلند کر دیا گیا۔ اس اہرام کا داخلی دروازہ اس کی مغربی سمت کے جنوبی سرے پر تھا۔ اس کے شمال مشرقی گوشے میں ایک طفیلی اہرام بھی دریافت ہوا ہے جو خیال کیا جاتا ہے کہ شاید اس فرعون کی بیگاؤں کے لیے تعمیر کیا گیا تھا۔

فرعون خیند جر:

نام خیند جر یا خنج قدیم مصریوں نے بہت کم استعمال کیا تھا۔ خیند جر سامی النسل فراعنہ میں اولین تھا۔ اس کا قدیم مصری نام ''اسرع کارع'' تھا۔ جس کا مطلب کارع کی طاقتور روح بنتا ہے تاہم ماہرین مصریات تیرھویں شاہی خاندان میں اس فرعون کا مقام نہیں پہچان سکے ہیں۔ کئی ماہرین مصریات کے نزدیک ہر اکیسویں شاہی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس فرعون نے کل چار سال تین ماہ تک حکومت کی۔ اس کا عہد 1764 ق م سے 1759 ق م تک تھا۔

تیرھویں شاہی خاندان کے عہد میں حالات انتہائی خراب ہو چکے تھے جن کی وجہ سے اس خاندان کے بادشاہ بڑی سرعت کے ساتھ یکے بعد دیگرے برسر اقتدار آتے رہے اور اس خاندان کے آخری حکمران ڈوڈموز DUDUMOSE کے عہد میں آخر سامی النسل ہکسوس سردار سلاتس SALATIS نے مصر پر قبضہ کر لیا تھا۔

اہرام ہائے چین

چین براعظم ایشیا کے چند بڑے اور قدیم ممالک میں سے ایک ہے۔ چینی تہذیب بھی دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں سے ایک ہے۔ چینی روایات کے مطابق شیا HSIA چین کا سب سے پہلا حکمران خاندان تھا۔ تاہم تاریخ چین میں جس پہلے حکمران خاندان کا کوئی دستاویزی ثبوت ملا ہے وہ شانگ حکمران خاندان ہے جو تقریباً 1523 ق م سے تقریباً 1027 ق م تک حکمران رہا۔

چین میں بھی قدیم مصر کی طرح اہرام ملے ہیں جو دراصل قدیم شاہی مقابر اور تدفینی ٹیلے ہیں جو چین کے قدیم شہنشاؤں کی باقیات کو محفوظ کرنے کے لیے تعمیر کیے گئے تھے۔ ان اہراموں میں سے تقریباً 38 چین کے شہر سان XIAN کے شمال مغرب میں تقریباً 25 کلومیٹر کے ایریا میں واقع ہیں۔ یہ علاقہ چن چوان QIN CHUAN میدان کہلاتا ہے اور چین کے صوبے شانکسی SHAANXI کا حصہ ہے۔ چین کے شاہی مقابر میں سب سے معروف چن شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے شہنشاہ کا مقبرہ ہے جو جیان شہر کے شمال مشرق میں اس مقام کے قریب واقع ہے جہاں سے سرخ پختہ مٹی TERRACOTA کے بنے ہوئے سپاہیوں کے مجسمے دریافت ہوئے ہیں۔ چینی اہرام چین کے ہین HAN تانگ TANG سونگ SONG اور مغربی جیا WESTERN XIA شاہی خاندانوں کے عہد میں تعمیر کیے گئے تھے۔

اہل مغرب کی توجہ:

اہرام ہائے چین کی طرف اہل مغرب کی توجہ منعطف دو مرحلے میں ہوئی ہے۔ سب سے

پہلے ایک امریکی پائلٹ جیمز گاس مان JAMES GAUSSMAN نے ہندوستان سے چین کی طرف پرواز کرتے جنگ عظیم دوم کے دوران ایک سفید اہرام دیکھا تھا جس کے متعلق پہلی مرتبہ 28 مارچ 1947ء کو نیویارک ٹائمز میں ایک مضمون چھپا تھا اور اس کے ساتھ ایک تصویر بھی شائع ہوئی تھی۔ کرس میئر نامی ایک محقق نے بعدازاں بتایا تھا کہ یہ تصویر چینی شہنشاہ ووآف ہین خاندان WUOFHAN DYNASTY کے مقبرے کی تھی جو جیان شہر کے باہر واقع ہے۔ ایک اور محقق ہارٹ وگ ہاسڈرف HARTWIG HAUSDORF کے مطابق یہ اہرام زمین پر اترنے والی کسی اجنبی مخلوق نے تعمیر کیا تھا۔

ان متضاد دعووں کے باوجود بہرحال 1947ء کی اس کہانی نے مغرب کے اہل سائنس کی توجہ چینی اہراموں کی طرف مبذول کردی۔ نیویارک ٹائمز میں چھپنے والی سفید اہرام کی کہانی کے کچھ دن بعد سائنسی نیوز نامی جریدے نے چینی اہراموں پر ایک مختصر سا مضمون شائع کیا جس میں بتایا گیا تھا کہ قدیم عہد میں تعمیر ہونے والے یہ چینی اہرام گارے مٹی سے بنائے گئے ہیں اور مصری اہراموں سے ملتے جلتے ہیں۔ ایک امریکی محقق نے ان اہراموں کی بلندی کے متعلق بتایا کہ ان کی بلندی 1000 فیٹ یا 300 میٹر تک ہے جو مصری اہراموں کے مقابلے میں دوگنی ہے لیکن یہ شاید مبالغہ آرائی تھی کیونکہ چینی اہرام جو اس علاقے میں واقع ہیں وہ اتنے زیادہ بلند نہیں ہیں۔

مقبرہ شہنشاہ وو

TOMB OF EMPEROR WU OF HAN

شہنشاہ وو آف ہین کو ہین وو دی HAN WUDAI کا نام بھی دیا جاتا ہے۔اس شہنشاہ کا عہد 141 ق م سے شروع ہو کر 87 ق ق تک چلا گیا ہے۔شہنشاہ وو کے عہد میں ہین شاہی کی سرحدیں دور دراز کے علاقوں تک پھیل گئی۔شہنشاہ نے اپنی ذاتی کوششوں سے مرکزی حکومت کے انتظام وانصرام کو انتہائی استحکام بخشا۔اسی عہد میں کنفوشی مذہب بھی پھلا پھولا تھا۔شہنشاہ وو اس ضمن میں اپنی مذہبی اختراعات کے لیے بھی بہت مشہور ہے۔اس نے ایسے لوگوں کو دیوانی عدالتوں میں جسٹس کے عہدے پر فائز کیا جو حکیم کنفوشس کی تصانیف پر عبور رکھتے ہوں۔شہنشاہ وو ایک بڑا جنگجو شہنشاہ تھا اس نے اپنی عسکری مہمات کے ذریعے ہین شاہی کو 108 ق م میں کوریا تک اور بعد ازاں ان وسطی ایشیا کی ریاستوں تک پھیلا دیا۔اسی زمانے میں روم تک جانے والے تجارتی راستہ کھلے جو سعدیانہ اور پارتھیا سے ہو کر گذرتے تھے۔

مقبرہ:

چینی مؤرخین کے مطابق شہنشاہ وو کے عہد کے دوسرے سال میں شہنشاہ نے اپنے لیے ایک بڑا مقبرہ تعمیر کروانا شروع کیا تھا۔اس مقبرے کی تعمیر کے لیے شہنشاہ نے سرکاری سالانہ آمدنی کا تیسرا حصہ مختص کیا تھا۔یہ مقبرہ شہنشاہ کی زندگی ہی کے دوران تعمیر ہوا اور ''طویل العمر مقبرہ

LONGEVITY TOMB کہلایا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مقبرہ سات چنگ (چنگ نامی چینی زمین کا پیمانہ 64667 ایکڑ زمین پر مشتمل ہوتا ہے) اراضی پر مشتمل تھا جبکہ آج کل اس مقبرہ کا ٹیلا ایک چنگ اراضی پر مشتمل ہے۔

ہان سلطنت کے عہد میں تعمیر ہونے والے شاہی مقابر مٹی کے ٹیلوں میں چوکور شکل میں تعمیر کیے جاتے تھے۔

شہنشاہ وو کا مقبرہ خوابگاہوں اور بیٹھک ہالوں اور معبدوں پر مشتمل ہے۔ ان معبدوں کی قربان گاہوں پر دیوتاؤں اور آباؤ اجداد کے نام پر قربانیاں ادا کی جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ شاہی مقبرے سے ملحقہ تعمیراتی میں کئی ہزار لوگوں کی رہائش کا بندوبست کیا جاتا تھا۔ ان لوگوں میں مقبرے کی انتظامیہ، پہردار اور صفائی کرنے والے شامل ہوتے تھے۔

مغربی ہان عہد میں شاہی مقابر کے گرد بستیاں بسانے کا بھی رواج تھا اور یہ رواج اگلے کئی شاہی خاندانوں کے عہد میں باقی رہا۔ چین کا موجودہ شہر سیان ینگ XIANYANG جس میں پانچ شاہی مقابر واقع ہیں اسی طرح وجود میں آیا تھا اور اس کا ابتدائی نام WULING YUAN تھا جس کا مطلب ''پانچ شاہی مقابر کا باغ'' بنتا ہے۔

شہنشاہ ووڈی مغربی ہان شاہی خاندان کا چھٹا حکمران تھا اس نے اپنی ستر سالہ عمر میں 50 سال تک حکومت کی تھی۔ یوں وہ چین کی تاریخ کا سب سے طویل العہد شہنشاہ تھا۔

مقبرہ چیان لنگ

QIANLING MAUSOLEUM

تانگ خاندان TANG DYNASTY کی بنیاد 618ء میں رکھی گئی تھی اور یہ 907ء تک قائم رہا۔ تانگ بادشاہوں نے حکومت کے لیے ایک بڑی کونسل بنادی تھی جس میں مختلف شعبوں کے نمائندے اور بڑے بڑے امرائے سلطنت شریک تھے۔ پوری سلطنت کو دس حصوں میں منقسم کردیا گیا تھا۔ سول سروس کی تعلیم کے لیے اس عہد میں چین میں باقاعدہ دارالعلوم قائم کردیے گئے تھے۔ حکومت کے ہر شعبے میں ان دارالحکومت سے تربیت یافتہ افراد بھیجے جاتے تھے۔ مقبرہ چیان لنگ تانگ شاہی خاندان کے مقابر میں سے ایک ہے۔ یہ چیان کاؤنٹی صوبہ شانکسی میں واقع ہے جو سیان شہر XIAN CITY کے 53 میل شمال مغرب میں واقع ہے۔ یہ مقبرہ 684ء میں تعمیر کیا گیا تھا جبکہ اس کی اضافی تعمیرات 706ء تک تعمیر کی گئی تھیں۔ اس مقبرے میں تانگ شاہی کے کئی افراد کی باقیات محفوظ ہیں۔ ان میں شہنشاہ گاؤزونگ آف تانگ شاہی GAOZONG OF TNAG اور اس کی ملکہ شامل ہیں۔

شہنشاہ گاوزانگ کی وفات 683ء کے بعد یہ مقبرہ 684ء میں مکمل ہوگیا تھا۔ یہ پہاڑ لنگ ماؤنٹ پر واقع ہے جو دریائے ووئی WEI کے شمال میں واقع ہے دیگر تانگ شاہی مقابر کے مقابلے میں چیان لنگ مقبرہ مقبرہ چوروں کے ہاتھوں لٹنے سے محفوظ رہا ہے۔ اسی وجہ سے اس مقبرے سے ایک ہزار سے زائد سونے، تانبے اور چینی مٹی کی بنی ہوئی اشیاء ملی ہیں جس میں کئی۔

رکھی چیزیں شامل ہیں۔ شہنشاہ گاؤزونگ اور ملکہ وو WU کے مقابر پہاڑ کے اندر واقع ہیں۔ پہاڑ اندر تدفین کا رواج چینی شہنشاہ جیوژونگ JIUZONG سے نکلا تھا۔ اسی رواج کے مطابق کئی شاہی مقابر پہاڑوں کے اندر بنائے گئے۔

ان زیرِ زمین مقابر میں مرکزی ہال کمرہ ایک چوگوشہ ایوان کی طرف کھلتا ہے۔ اینٹوں سے تعمیر کردہ یہی چوگوشہ ایوان ہی ان مقابر میں شاہی مدفن ہیں جو ایک چھوٹی سی راہداری سے ملائے گئے ہیں۔ ان ایوانوں کی چھتیں گنبد دار ہیں۔ اسی کمپلیکس میں واقع شہنشاہ لی سیان LIXIAN کے مقبرے کے دروازے بھی پتھروں کو تراش کر تیار کیے ہیں۔ پتھر کے دروازے زیادہ تر ہان اور مغربی جیان سلطنتوں کے عہد میں تعمیر کردہ مقابر میں ملے ہیں۔

شہنشاہ چن شی ہوانگ کے مقبرے کے محافظوں کی سرخ پختہ مٹی کے سپاہیوں کی فوج TERRACOTTA ARMY ٹیراکوٹا فوج یا تیراکوٹا جنگجو اور گھوڑے دراصل ٹیراکوٹہ یا سرخ پختہ مٹی کے بنے ہوئے مجسمے ہیں جو چین کے اولین شہنشاہ چن شی ہوانگ QINSHI HUANG کی فوج کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ چین کے تدفینی آرٹ کا حصہ ہیں اور شہنشاہ کے ساتھ ہی 210 قبل از مسیح میں دفن کر دیے گئے تھے اور مٹی کے ان سپاہیوں کی تدفین کا مقصد شہنشاہ کی حیات بعد از موت میں اس کی حفاظت کرنا تھا۔

تیسری صدی قبل از مسیح سے تعلق رکھنے والے یہ مجسمے 1974ء میں اس وقت دریافت ہوئے تھے جب مقامی کسان صوبہ شانکسی میں اپنے کھیتوں میں کنواں کھود رہے تھے۔ ان مجسموں میں سپاہیوں اور جنرلوں دونوں ہی کے مجسمے شامل ہیں اور ان کی بلندی بھی ان کے عہدوں کے مطابق دکھائی گئی ہے 2007ء میں لگائے جانے والے ایک اندازے کے مطابق تین بڑے گڑھوں میں تقریباً 8 ہزار فوجیوں کے مجسمے موجود ہیں جن کے علاوہ 1306 رتھ اور 520 گھوڑوں کے مجسمے بھی یہ گڑھے شہنشاہ شن چی ہوانگ کے مقبرے کے قرب و جوار میں موجود ہیں۔

شہنشاہ چن شی ہوانگ کے مقبرے سے 1.6 کلومیٹر کے فاصلے پر شانکسی صوبے میں کچھ کسان ایک کنواں کھود رہے تھے کہ 29 مارچ 1974ء کو اتفاقی طور پر انہیں یہ تدفینی مجسموں کی فوج ملی جوان مجسموں کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں کی شکل میں تھی۔ اس اتفاقی دریافت کے بعد چینی حکومت کے ماہرین شعبہ اثریات نے اس مقام کا باقاعدہ طور پر معائنہ کیا اور اثریاتی کھدائی کرائی جس کے بعد چین میں اب تک ملنے والے مجسموں سے کہیں زیادہ تعداد میں مٹی کے بنے ہوئے سپاہیوں کے مجسمے دریافت ہوئے۔ ان مجسموں کے علاوہ شہنشاہ کے مقبرے کے ٹیلے کے اردگرد شہنشاہ چن شی ہوانگ کے لیے تعمیر کردہ ایک پورا گورستان کمپلیکس دریافت ہوا۔ یہ کمپلیکس بہت سے دفاتر، ہال کمروں اور اصطبلوں اور دیگر تعمیرات پر مشتمل ہے۔ اس کمپلیکس کے اردگرد ایک دوہری دیوار ہے جس میں کئی داخلی راستے رکھے گئے ہیں۔ یہ دیوار 16 فٹ بلند ہے اور سرخ مٹی سے تعمیر کی گئی ہے ماؤنٹ لی کے قریب واقع اس تدفینی کمپلیکس میں اثریاتی کھدائی کے دوران اٹھارویں اور انیسویں صدی سے تعلق رکھنے والی کئی قبریں بھی دریافت ہوئیں۔ اس کھدائی کے دوران ٹیراکوٹا مجسموں کے ٹکڑے بھی دریافت ہوئے۔

ایک چینی مؤرخ سیماچیان SIMA QIAN (145-90 ق م) کے مطابق اس مقبرے کی تعمیر کا کام تقریباً 240 ق م میں شروع ہو گیا تھا جب شہنشاہ چن 13 سال کی عمر میں تخت نشین ہوا تھا۔ اس تعمیراتی پروجیکٹ کے لیے تقریباً 7 لاکھ افراد کو کام پر لگایا گیا تھا۔ ایک چینی جغرافیہ دان لی ڈاؤے یوآن LI DAOYUAN جس نے شہنشاہ چن کی وفات کے تقریباً چھ سو سال بعد اپنی کتاب میں لکھا تھا کہ اس مقبرے کی تعمیر کے لیے ماؤنٹ لی کے دامن کا انتخاب نہ صرف اسی پہاڑ کے تقدس کی وجہ سے کیا گیا تھا بلکہ اس پہاڑ سے جیڈ پتھروں کی کانیں بھی اس کی وجوہات میں شامل تھیں۔

مقبرہ زرد شہنشاہ

TOMB OF THE YELLOW EMPEROR

یہ مقبرہ چین کے افسانوی شہنشاہ زرد کا مقبرہ ہے جو ہوانگ لنگ کاؤنٹی HUANGLING یا YANANCITY شہر صوبہ شانکسی میں واقع ہے۔ ایک افسانوی روایت کے مطابق شہنشاہ زرد کو لافانیت عطا کر دی گئی تھی اور اسے آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا اور مقبرے میں صرف اس کا شاہی لباس اور تاج مدفون ہیں۔

یہ مقبرہ چیا QIAO پہاڑ پر واقع ہے اور یانان شہر کے شمال میں ہے۔ چین کی حکومت نے اس مقبرے کو پہلی قومی یادگار کے طور پر محفوظ کر لیا ہے اور قدیم مقابر میں اسے ایک نمبر دیا ہے اور آسمان کے نیچے پہلا مقبرہ قرار دیا ہے۔ یہ مقبرہ پہلے "چیاؤ مقبرہ" کہلاتا تھا۔ یہ مقبرہ ایک قدیم زیارت گاہ ہے جہاں چینی شہنشاہ اور چین کے مشاہیر نذرانے اور چڑھاوے چڑھاتے رہے ہیں۔

تاریخی ریکارڈ کے مطابق اس مقبرے کے مقام پر شہنشاہ زرد کے حضور میں پہلا چڑھاوا 442 قبل از مسیح میں چڑھایا گیا تھا جبکہ اس مقام پر باقاعدہ زیارت گاہ تانگ شاہی خاندان کے شہنشاہ ڈائی زونگ DAIZONG کے عہد کے نویں سال 770ء میں تعمیر کی گئی تھی۔ اس زیارت گاہ پر چڑھاوے باقاعدہ طور پر چڑھائے جاتے رہے ہیں۔ اس زیارت گاہ کی کئی بار تعمیر نو اور مرمت کی گئی ہے۔ حالیہ زمانے میں 1993ء میں اس کی بحالی نو کا کام کیا گیا تھا۔ تعمیر نو اور بحالی کے

اس کام کے لیے فنڈ اکٹھا کرنے کے لیے شہنشاہ زرفاؤنڈیشن کے نام سے قائم کی گئی۔ 2001ء میں اس کی بحالی کا کام مکمل ہوا اور 2004ء میں قومی طور پر چڑھاوے دوبارہ شروع کر دیے گئے۔

مقبرے کا مقام:

مقبرے کو جانے والے پہاڑی راستے کی داہنی طرف ایک پتھر رکھا ہوا ہے جسے ''گھوڑے باندھنے کا پتھر'' کہتے ہیں۔ اس پتھر پر چینی رسم الخط میں لکھا ہے ''یہاں ووWU اور وین WEN نامی دو سردار اپنے سرکاری آدمیوں کے ساتھ آئے تھے اور انہوں نے اس پر پتھر پر اپنے گھوڑے باندھے تھے۔ شہنشاہ زرد کے مقبرے کے نزدیک ہان شاہی خاندان کے شہنشاہ وو کی تعمیر کردہ ایک قربان گاہ بھی واقع ہے۔

موجودہ مقبرہ 3.6 میٹر بلند اور 48 میٹر طویل احاطے میں موجود ہے۔ جسے ایک اینٹوں کی دیوار نے گھیرا ہوا ہے۔ اس احاطے کے جنوب میں منگ شاہی خاندان کا ایک کتبہ آویزاں ہے۔ اس کتبہ میں لکھا ہوا ہے کہ ''چیاؤ QIAO پہاڑی اژدھے کا سوار۔'' جو شہنشاہ زرد اور اس کے خاندان کی ایک کہانی کا حوالہ ہے جس کے مطابق شہنشاہ زرد اور اس کے اہل خانہ ایک سنہری ڈریگن پر سوار ہو کر مغرب کی طرف گامزن ہوئے تھے۔

اس مقبرے کے مرکزی ہال کو انسانی تہذیبوں کے پہلے اجدادی ہال کا نام دیا گیا ہے۔ اس حال میں اس میں زرد شہنشاہ کا ایک سنگی مجسمہ کھڑا ہے۔ اس کے علاوہ ایک محراب یا طاق چینی نجوم کے چار عظیم آسمانی جانوروں کے مجسموں سے سجایا گیا ہے۔

مقبرہ جیبی شاہ

TOMB OF THE JIBEI KING

جیبی شاہ کا مقبرہ شاہان ہان کے مقابر میں سے ایک ہے۔ یہ ضلع چانگ چنگ CHANGQING صوبہ شینڈونگ SHANDONG میں واقع ہے۔ اس مقبرے کو مقبرہ شوانگرو TOMB OF SHUANGRU بھی کہتے ہیں۔ یہ مقبرہ ہان شہنشاہ وودی کے عہد کے ایک چینی امیر لیوکوان LIUKUAN کا ہے جو جیبی خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔ اس نے 97 ق م سے 85 ق م تک حکومت کی تھی۔

یہ مقبرہ چینی ماہر اثریات نے 1996ء میں دریافت کیا تھا اور بیسویں صدی کے آخری عشرے میں ماہرین اثریات کے ہاتھوں دریافت کیے جانے تک لٹیروں کے ہاتھوں محفوظ رہا تھا۔ اس میں قدیم زمانے سے تعلق رکھنے والے بہت سے نوادرات محفوظ ہیں۔

شہر لو CITY OF LU جو اس مقبرے کے شمال میں 5 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ماضی میں جیبی سلطنت کا دارالحکومت تھا۔ اور اس عہد میں ایک تہذیبی اور اقتصادی مرکز کی حیثیت رکھتا تھا۔ چینی تاریخی روایات کے مطابق آخری جیبی بادشاہ لیوکوان اپنی سوتیلی ماں اور بیوہ ملکہ کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھنے کی پاداش میں خودکشی کرنے پر مجبور کر دیا گیا تھا۔ شاہ جیبی کا یہ مقبرہ چونے کے پتھر کی ایک چٹان کو تراش کر بنایا گیا ہے۔ یہ کل 1500 مربع میٹر پر مشتمل ہے۔ اس مقبرے کو شینڈونگ یونیورسٹی کے ماہرین اثریات نے اس مقام پر اثریاتی کھدائی کے (1995) دوران دریافت کیا تھا' اس مقبرے سے دو ہزار سے زاید نوادرات اور قدیم صناعی کے نمونے ملے ہیں

حن میں کانسی کی بنی ہوئی پتھر سے تراشی گئی لاکھ سے بنائی گئیاور سونے اور چینی مٹی کی بنی ہوئی اشیاے شامل ہیں۔ان نوادرات میں جیڈ JADE پتھر سے بناہوا ایک ماسک MASK جیڈ کی تلواریں اور جیڈ کی ٹوپیاں اہم ہیں۔سونے کی بنی اشیاے میں رتھیں اور دیگر اشیاء اہم ہیں۔ صناعی کے یہ نمونے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جیبی سلطنت کا یہ دارالحکومت اس عہد میں ایک امیر شہر تھا۔ اگر جیبی بادشاہ لیوکوان کے مقبرے کو صحیح طور پر پہچانا گیا ہے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ اس جیبی بادشاہ کی ذلت آمیز موت کے باوجود اسے شاہانہ طور پر دفن کیا گیا تھا۔تاہم جیڈ پتھر سے تراشا گیا مدفن اس دور کے امراء کے مقابر کی عکاسی کرتا ہے۔اس مقبرے سے ملنے والے صناعی کے نمونوں کو صوبہ شیڈونگ کے ایک قریبی ضلعی میوزیم میں رکھ دیا گیا ہے۔

اس مقبرے کو عوامی جمہوریہ چین کی قومی یادگاروں میں شامل کرلیا گیا ہے اور اس مقبرے کا آرکیولوجیکل نام شوان کروشان ہان مقبرہ نمبر 1 رکھا گیا ہے۔

مقبرہ کاؤ کاؤ
CAO CAO MAUOLEUM

کاؤ کاؤ کا مقبرہ:

یہ مقبرہ اور سیا گزو XAGAOXUE مقبرہ بھی کہلاتا ہے۔ یہ مقبرہ سیا گزو نامی گاؤں میں واقع ہے۔ کاؤ کاؤ مشرقی ہان سلطنت کے عہد (220 ق م۔155 ق م) کے جنگجو امراء میں سے ایک تھا۔ کاؤ کاؤ کا مقبرہ 27 دسمبر 2008ء کو ہینان صوبے کی ثقافتی ورثہ کی بیورو نے دریافت کیا تھا۔ 2010ء میں اسے عوامی جمہوریہ چین کی قومی یادگاروں میں شامل کرلیا گیا تھا۔

کاؤ کاؤ (220-155) ایک سیاستدان اور جنگجو امیر تھا۔ جو ہان سلطنت کے اختتامی عہد میں ممتاز ہوا تھا اور ہان سلطنت کا شیرازہ بکھر جانے کے بعد چینی حکومت کا ڈی فیکٹو DEFACTO سربراہ بن گیا تھا۔ شہنشاہ سیان XIAN نے اسے بادشاہ وی KING OF WIE کا خطاب دیا تھا۔ (216ء) شہنشاہ سیان ہان خاندان کا ایک کٹھ پتلی حکمران تھا جس کی ڈور فوجی کاؤ کاؤ کے ہاتھ میں تھی۔ کاؤ کاؤ نے اپنی عسکری فتوحات کے ذریعے اپنی ریاست کی حدود کو مستحکم کیا تھا۔ کاؤ کاؤ نے 220 میں 65 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس کی وفات کے بعد اسے شہنشاہ سیان نے شاہ وو کا خطاب دیا تھا۔ کاؤ کاؤ کا مقبرہ صدیوں تک پردہ اخفا میں رہا۔ اس کی سرکاری سوانح عمری کے مطابق اسے گاؤلنگ GAOLING میں دفنایا گیا تھا مگر بعض مؤرخین کا

خیال ہے کہ اسے کسی اور جگہ دفن کیا گیا تھا جو XU کے نزدیک واقع تھی جو آج کل صوبہ جیانگ
میں واقع ہے اور سوچینگ XUCHANG کہلاتی ہے۔

متنازعہ:

اس مقبرے کی دریافت سے اب تک کئی ماہرین اثریات کو اس مقبرے کی ثقاہت پر شک رہا ہے۔ یوآن جکسی جورین میں یونیورسٹی میں چینی کلاسک کے شعبے کے سربراہ ہیں کا خیال ہے کہ اس مقبرے سے ملنے والے نوادرات اور صناعی کے نمونے بھی شک سے مبرا نہیں ہیں کیونکہ اس مقبرے کو ماضی میں مقبرہ چوروں نے شدید نقصان پہنچایا تھا۔ اس لیے خیال کیا جاتا ہے کہ اس مقبرے سے ملنے والے نوادرات بھی اصلی نہیں ہیں بلکہ جان بوجھ کر نقلی نوادرات رکھ دیے گئے ہیں تاکہ دنیا کو دھوکہ دیا جا سکے۔

31 دسمبر 2009ء کو اس مقبرے کی حیثیت کے بارے میں ہینان صوبے کے انسٹی ٹیوٹ آف آرکیالوجی نے ایک سیمینار منعقد کروایا جس میں چین کی سرکردہ یونیورسٹیوں سے ماہرین اثریات کو دعوت دی گئی کہ اس مقبرے کے بارے میں میڈیا سے اٹھنے والے سوالات کا جواب دیں اس سلسلے کا سب سے اہم سوال یہ تھا کہ کیا یہ مقبرہ جعلی ہے؟ جس کا ماہرین نے یہ جواب دیا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ مقبرہ ایک قدیم مقبرہ ہے۔

مقبرہ بیوہ ملکہ وین منگ

EMPRESS DOWAGER WEN MING TOMB

مقبرہ بیوہ ملکہ وین منگ ملکہ فینگ FENG (442ء 490ء) کی آخری آرام گاہ ہے۔ یہ ملکہ شمالی وی شاہی خاندان کے شہنشاہ وین چنگ WENCHENG کی بیوہ تھی۔ اس کا یہ مقبرہ صوبہ شانکسی کے شہر ڈیٹانگ DATONG سے 24 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک پہاڑ پر واقع ہے۔

شہنشاہ وین چنگ کی وفات 465ء کے بعد یہ بیوہ ملکہ اپنے ایک سوتیلے بیٹے کی نائب السلطنت بن گئی تھی اور اس کے سن بلوغت تک پہنچنے تک اقتدار پر قابض رہی ملکہ اپنے سوتیلے بیٹے شہنشاہ سیاؤن XIAOWEN کے اقتدار سنبھالنے کے بعد بھی اپنی وفات 490ء تک اس پر اثر انداز رہی اسی زمانے میں چین میں بدھ مت نے سرکاری مذہب کی حیثیت اختیار کی تھی اور اس ملکہ نے کئی ایک بدھ خانقاہیں تعمیر کروائی تھیں اور اس مذہب کو چین میں پھیلانے میں عملی حصہ لیا تھا۔

ملکہ کی وفات پر اس کو بڑے شاہی اعزاز کے ساتھ اس مقبرے میں دفنایا گیا تھا اور اس کی وفات پر شہنشاہ سیاؤن اتنا مضطرب ہوا تھا کہ کئی دن تک اس نے کھانا نہیں کھایا تھا۔

مقبرہ:

شمالی وی شاہی خاندان NORTHERN WEI DYNASTY کے مقابر انتہائی

چنگ اور منگ
OF MING
THES

چین کے چنگ اور منگ
مقامات میں شامل کر دیا ہے۔
منگ مقابر وہ مقابر ہیں
پہلے منگ شہنشاہ کا مقبرہ اس
زیادہ تعداد ایک مجموعے کی
مقابر" کہلاتے ہیں۔ یہ بیجنگ
واقع ہے جو بیجنگ سے 26
ہاں پہاڑ کی جنوبی ڈھلان
شاہی کے تیسرے شہنشاہ
نے چین کے قدیم دارالحکو
یادگار عمارات بھی تعمیر کی
1420ء میں منتخب کیا تھا

تعمیراتی اہمیت کے حامل ہیں۔ بیوہ ملکہ دین فنگ کا مقبرہ اسی شاہی خاندان کے مقابر میں سے ایک ہے اور انتہائی اہم دور میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اس مقبرے کی تعمیر کا آغاز 484ء میں ہوا تھا۔ اس کی تعمیر پہاڑ لیانگ شان LIASHAN پر ہوئی تھی۔ یہ دوسرے شاہی مقابر کے ساتھ اس پہاڑ پر آج بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ اس مقبرے کی اثریاتی کھدائی کا کام 1976ء میں شروع ہوا تھا اور اس پر بڑی عالمانہ تحقیق مکمل کی گئی ہے۔ دہرے ایوان مدفن والا یہ شاہی مقبرہ پہاڑ کی ایک جانب کھود کر نکالا گیا ہے۔ اس مقبرہ کا فن تعمیر بھی بڑا شاندار ہے۔ اس مقبرے کی تعمیر وی سلطنت کے دارالحکومت کے شہر لو ینگ LUOYANG میں منتقل کیے جانے سے پہلے مکمل ہو گئی تھی۔ اینٹوں سے تعمیر شدہ بیوہ ملکہ کے اس مقبرے کو بعد ازاں مٹی کے ایک ٹیلے نے پوشیدہ کر دیا تھا جو تقریباً 33 میٹر یا 100 فٹ بلند تھا۔ یوں اس مقبرے نے اہرام کی شکل اختیار کر لی تھی۔ اس ٹیلے کی ایک وتری ڈھلان اس مقبرے کے ذیلی ایوان تک چلی گئی تھی جہاں سے ایک راہداری شاہی مدفن تک جاتی تھی اس مقبرے کا اندرونی رقبہ لمبائی میں تقریباً 18 میٹر ہے یہ دیگر شاہی مقابر کے مقابلے میں طویل ترین ہے۔ اس طرح یہ وی شاہی خاندان کے مقابر میں سب سے بڑا ہے۔ اس کی دیواریں سنگتراشی سے مزین ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر آیا اس شاہی مقبرے کے دو ایوان ہیں ان میں پہلا ذیلی ایوان ہے جو ایک گذرگاہ بھی ہے۔ وی خاندان کے عہد کے امراء کے مقابر ایک ایوانی ہیں۔ ذیلی ایوان کی چھت سادہ محراب دار ہے۔ تاہم ایوان مدفن کی چھت آرائشی ہے۔ مگر یہ بھی محراب دار ہے۔ ایک سنگی ہال جو ابدی دلیری کے نام منسوب ہے یہ مقبرے سے 600 میٹر جنوب میں واقع ہے۔ اس ہال کی دیواروں پر بہت سی تدفینی عبارات تحریر کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے جانوروں کی تصویریں بھی نقش کی گئی ہیں۔

چنگ اور منگ شاہی خاندانوں کے مقابر

IMPERIAL TOMBS OF MING AND QING DYNASTHES

چین کے چنگ اور منگ شاہی خاندانوں کے مقابر کو یونیسکو نے دنیا کے عالمی ورثہ کے مقامات میں شامل کر دیا ہے۔

منگ مقابر وہ مقابر ہیں جو منگ شاہی خاندان کے شاہان نے اپنے عہد میں تعمیر کیے تھے۔ پہلے منگ شہنشاہ کا مقبرہ اس کے دارالحکومت نانجنگ کے قریب واقع ہے۔ تاہم منگ مقابر کی زیادہ تعداد ایک مجموعے کی صورت میں بیجنگ کے قریب واقع ہے۔ یہ منگ خاندان کے تیرہ مقابر" کہلاتے ہیں۔ یہ بیجنگ کی ایک مضافاتی بستی چینگ پنگ CHANG PING میں واقع ہے جو بیجنگ سے 26 میل شمال مغرب میں واقع ہے۔ یہ مقابر تیان شو TIANSHOU نامی پہاڑ کی جنوبی ڈھلان پر تعمیر کیے گئے ہیں۔ مقابر کی تعمیر کے لیے اس مقام کا انتخاب منگ شاہی کے تیسرے شہنشاہ ینگول YONGLE (1402ء۔1424ء) نے کیا تھا۔ اسی شہنشاہ نے چین کے قدیم دارالحکومت نانجنگ سے دارالحکومت بیجنگ منتقل کیا تھا اور بیجنگ میں بہت سی یادگار عمارات بھی تعمیر کی تھیں اسی شہنشاہ نے اپنے مقبرے کے لیے بیجنگ کے قریب یہ مقام 1420ء میں منتخب کیا تھا۔

ینگل شہنشاہ کے بعد اس کی تقلید میں منگ شاہی کے 13 اور تاجوروں نے اسی مقام پر اپنے

مقابر تعمیر کرائے اور ان میں مدفون ہوئے۔ پہلے منگ شہنشاہ ہونگو HONGWU نے اپنا مقبرہ جو زیاؤلنگ مقبرہ XIAOLING TOMB کہلاتا ہے اس کے دارالحکومت ناجنگ کے قریب تعمیر کروایا تھا۔ دوسرے منگ شہنشاہ جیان وین JIANWEN کو تیسرے منگ شہنشاہ ینگل YONGLE نے تاج وتخت سے محروم کر دیا تھا اور وہ مقبرہ تعمیر کرائے بغیر ہی گمنامی کے پردے میں چلا گیا۔ ایک اور شہنشاہ جنگ تائی JINGTAI بھی کسی مقبرے میں مدفون نہ ہو سکا کیونکہ شہنشاہ یتان شین TIANSHUN نے اسے کسی شاہی مقبرے میں جگہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس طرح شہنشاہ جنگ طائی بیجنگ کے مغرب میں دفن کیا گیا۔ آخری منگ شہنشاہ چونگ زین کے مقام دفن کیا گیا تھا اس نے گلے میں رسی کا پھندہ ڈال کر خودکشی کر لی تھی (25 اپریل 1644ء) اسے اس کی داشتہ ملکہ تائن TIAN کے مقبرے میں دفن کیا گیا تھا۔ اس مقبرے کو بعد ازاں مختصر عہد حکومت رکھنے والے شین خاندان کے شہنشاہ لی زی چینگ LIZEHENG نے شاہی مقبرہ قرار دے دیا تھا اور اسے دیگر منگ شاہی مقابر کا درجہ عطا کیا تھا۔

منگ شاہی خاندان کے عہد میں منگ شاہی مقابر کے دروازے رعایا پر بند تھے لیکن 1644ء میں لی زی چینگ نے ان مقابر کو تاراج کیا اور بیجنگ کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں ان میں سے کئی مقابر کو نذر آتش کر دیا۔

1725ء میں شہنشاہ ینگ زینگ YONG ZHENG نے منگ شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک شخص زوزیلیانگ ZHU-ZHILIANG کو خاندانی نواب کا خطاب عطا کیا اور اسکا مشاہرہ مقرر کیا اس کو سرکاری طور پر منگ شاہی مقابر میں مذہبی رسوم کی ادائیگی کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔

2003ء میں اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے یونیسکو نے منگ شاہی مقابر کو عالمی ورثے کی فہرست میں شامل کیا تھا اور چنگ شاہی مقابر کے ساتھ ان کو بھی عالمی ورثہ قرار دے دیا تھا۔

چنگ شاہی کا مقبرہ ژاؤ

ZHAO MAUSOLEUM (QING DYNASTY)

ژاؤلنگ مقبرہ ZHAOLING.M چنگ شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے دوسرے شہنشاہ کا مقبرہ ہے۔اس شہنشاہ کا نام ہوانگ تاجی HUANG TAJI تھا۔اس مقبرے میں اس شہنشاہ کی ایک ملکہ BORJITE.XIZO.DUAN WEN بھی مدفون ہے۔یہ مقبرہ بیلنگ پارک BEILING PARK میں واقع ہے جو صوبہ لیاؤننگ LIAONING کے مقام شین یانگ SHEN YANG میں واقع ہے۔

یہ مقبرہ 1643ء سے 1651ء تک تقریباً آٹھ سال میں پایہ تکمیل کو پہنچا تھا۔اس مقبرے میں جانوروں کے مجسموں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔یہ مقبرہ اور اس کا پارک تقریباً 33 لاکھ مربع میٹر کے رقبے کو گھیرے ہوئے ہے اور اسی رقبے کی وجہ سے یہ چین کے تین بڑے شاہی مقابر میں سے ایک ہے۔چنگ عہد میں یہ تمام رقبہ شاہی خاندان کے لیے مختص تھا اور اس علاقے میں عام آدمی کو داخلے کی ممانعت تھی۔یہ ممنوع علاقہ 1928ء میں پہلی بار عوام کے لیے کھولا گیا تھا اور آج کل شین یانگ بیلنگ پارک کہلاتا ہے۔پارک کے دروازے سے مقبرے تک ڈیڑھ کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔جسے متبرک راستہ کہا جاتا ہے۔یہ متبرک راستہ تین راستوں پر مشتمل ہے جن میں سے اونچی راستہ چڑھاوؤں اور نذرانے لے جانے کے لیے مخصوص ہے جبکہ داہنے ہاتھ والا راستہ ماضی میں صرف شہنشاؤں کی آمد کے لیے مخصوص تھا۔جبکہ بائیں طرف والے راستے سے صرف شاہی

افسران اور ان کا عملہ آ سکتا تھا۔ اس راستے کے وسط میں ہوانگ تاجی کا ایک بڑا مجسمہ فوجی لباس میں ملبوس کھڑا ہے۔ اس راستے کے دونوں طرف وسیع تر پارک کا رقبہ ہے جس میں کئی جھیلیں موجود ہیں۔ شاہی راستے کا شمالی حصہ ایک پل پر سے گذرتا ہے جو ایک جھیل پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اسی پل پر دو دروازے لگائے گئے ہیں جو مقبرے میں داخل ہونے کی علامت ہیں۔ ان داخلی دروازوں میں سے ایک سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے۔

مقبرے کی طرف جانے والے اس راستے کے دونوں اطراف میں پتھر سے تراشے گئے جانوروں کے مجسمے نصب کیے گئے ہیں۔ یہ افسانوی جانور اچھائی اور برائی میں تمیز کرنے کی علامت ہیں۔ اس کے علاوہ یہ متوفی شہنشاہ کے عدل وانصاف کی علامت بھی ہیں۔ یہ جانور جوڑوں کی صورت میں دکھائے گئے ہیں۔ دو سفید گھوڑوں کے مجسمے، دو اونٹوں کے مجسمے وغیرہ شاید امن کی علامت کے طور پر نصب ہیں۔

ان مجسموں کے بعد جو پہلی عمارت اس کمپلیکس میں سامنے آتی ہے وہ ایک معبد ہے جو اس مقبرے کا ملحقہ معبد ہے۔ اس معبد میں متوفی شہنشاؤں کے لیے مذہبی رسوم ادا کی جاتی تھیں۔ مقبرے کا ٹیلا اور زیر زمین محل ایک نیم دائرے نما دیوار کے احاطے میں معبد کی شمالی سمت میں ایستادہ ہے۔ اس معبد کی دیواریں بلند وبالا ہیں اور ان کے اُوپر چلنے کا راستہ بھی رکھا گیا ہے۔ معبد کے ہر کونے میں ایک چھوٹا مینار تعمیر کیا گیا ہے۔ شمالی اور جنوبی دروازوں کے ساتھ بڑے مینار تعمیر کیے گئے ہیں۔ معبد کے احاطے میں پانچ عمارات واقع ہیں۔ یہ عمارتیں متوفی شہنشاہ کے اعزاز میں قربانیاں اور چڑھاوے چڑھانے والے بعد کے شہنشاہ اور ان کا عملہ آرام گاہ کے طور پر استعمال کرتے تھے۔

ہمالیہ کا پراسرار سفید اہرام

THE MYSIRICAL WHITE PYRAMID OF HIMALYA

چین کے اہراموں سے شاید ایک عظیم ترین اہرام کوہ ہمالیہ کے پہاڑی سلسلے کی ایک دور دراز وادی میں پوشیدہ ہے۔ یہ ایک بڑا اور عظیم الشان اہرام ہے جو سفید جھلملاتے پتھروں کے غلاف میں لپٹا ہوا ہے۔ اس عظیم اہرام کی چوٹی پر ہیروں سے مزین ایک تاج جگمگاتا ہے۔ اس عظیم اہرام کی کہانیاں صدیوں سے چینی داستان گویوں کی نوکِ زبان ہیں۔ تاہم آج تک اس عجوبہ کا صحیح محل وقوع معلوم نہیں ہوسکا۔ جیسا کہ شروع میں ذکر آیا تھا کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران ایک امریکی پائلٹ نے ہندوستان سے چین کی طرف پرواز کرتے ہوئے ان پہاڑوں میں اس سفید اہرام کی ایک جھلک دیکھی تھی اور اس کا مشاہدہ نیویارک ٹائمز جس کا تعلق امریکی ریاست نیوارلینز سے تھا اور نام جیمز گاس مان تھا۔ اس نے اپنی رپورٹ میں لکھا تھا کہ چین کے اس عظیم پہاڑی سلسلے پر پرواز کرتے ہوئے ایک وادی میں اس نے سفید اہرام کی یہ حسین اور حیرت انگیز عمارت دیکھی تھی۔ اس کے اردگرد اسے کسی گمشدہ شہر کے کھنڈرات بھی نظر آئے تھے۔ گاسمین کو یہ سب کچھ وادی موت پر اپنے باربردار جہاز میں پرواز کرتے ہوئے نظر آیا تھا۔ یہ وادی ہندوستان

اور چین کے درمیان حائل بلند و بالا پہاڑوں کا ایک پانسو میل طویل سلسلہ ہے۔ گاسمان اس وقت محوری جاپانیوں کے خلاف لڑنے والے چینیوں کے لیے اسلحہ لے جا رہا تھا۔ اگر یہ امریکی بار بردار طیارے جاپان کی طیارہ شکن توپوں کی زد میں آنے سے بچ جاتے تھے تو انہیں ایک اور اعصاب شکن آفت یعنی ایشیائی مان سونوں یا تبت کے برفانی طوفانوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا تھا۔ ان دو خطروں کے علاوہ انہیں پہاڑی سلسلے میں وادیوں پر چھائے ہوئے گہرے سیاہ بادلوں کے سنگین خطرے سے بھی دوچار ہونا پڑتا تھا۔

1947ء میں گاسمان ایسے ہی ایک خطرناک مشن پر چین سے انڈیا کے لیے محو پرواز تھا کہ اس کے طیارے کے ایک انجن میں خرابی پیدا ہوگئی جس کی وجہ سے اسے نیچی پرواز کرنا پڑی۔ انجن کی خرابی دور کرنے کے لیے اسے زگ زیگ پرواز بھی کرنا پڑی جس سے اس کے انجن کی خرابی دور ہوگئی۔ گاسمین کو ہندوستان کے صوبے آسام پہنچنا تھا۔ نیچی پرواز کرتے ہوئے اس نے اپنے طیارے کو ایک پہاڑی چوٹی سے ٹکرانے بچایا اور ایک وادی پر پرواز کرنے لگا۔ اسی وادی میں اس نے دیکھا کہ ایک دیوہیکل سفید اہرام پریوں کے محل کی طرح کھڑا ہے۔ یہ اہرام اس کے مطابق جگمگاتے ہوئے پتھروں سے تعمیر کیا گیا تھا یا کسی سفید چمکدار دھات سے سب سے زیادہ حیران اس اہرام کی چوٹی کر رہی تھی جو ہیروں اور جواہرات کی طرح جھلملا رہی تھی یا شاید یہ چوٹی کرسٹل کی بنی ہوئی تھی جو جھلملا رہا تھا۔ گاسمین نے اس وادی میں اترنے کے لیے تین چکر لگائے مگر طیارے اتارنے کے لیے اسے کوئی مناسب جگہ نہ نظر آئی۔ یوں اس عجوبے کو قریب سے دیکھنے کی حسرت اس کے دل میں رہ گئی۔ بعد ازاں آسام کے ایک ایربیس پر اترتے ہوئے اس نے دریائے برہم پترا کو بھی بہتے ہوئے دیکھا۔ گاسمین کو اس بات کا یقین تھا کہ اس عجوبہ روزگار اہرام کو ایک دن بالضرور دریافت کر لیا جائے گا۔ تاہم اس کی دریافت کے وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ اس وقت تک تو چینی ہمالیائی سلسلہ کوہ بھی دریافت نہیں ہو سکا تھا۔ امریکی فوج کی فائلوں میں چین

کے صوبے شانکسی SHANXI میں موجود ایک اہرام کا فوٹو گراف موجود ہے جو شاید کسی پائلٹ نے اپنے طیارے سے کھینچا تھا۔ یہ اہرام چین کے قدیم دارالحکومت سیان فو سے کئی دن کی مسافت پر واقع تھا۔

1912ء میں چین کے جنگجو سرداروں کو اسلحہ فراہم کرنے والے فریڈ میئر نامی ایک فوجی کا بیان ہے کہ جب ہم سیان فو میں تھے تو ہم نے ایک بدھ راہب سے ایک اہرام کے بارے میں سنا تھا جو سیان فو کی مغربی سمت میں واقع تھا۔ پیکنگ کی طرف سفر کرتے ہوئے ہم اس اہرام کے بارے میں دریافت کرتے رہے۔ جب ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچے تو ہمیں بتایا گیا کہ یہ اہرام شمالی سمت میں اب صرف ایک دن کی مسافت پر ہے۔ اگلی سہ پہر کو وہ فیڈ میئر اور اس کے ساتھی اس اہرام کے قریب پہنچ چکے تھے۔ یہ اہرام تقریباً ایک ہزار فیٹ بلند تھا اور اس کی بنیادیں 1500 فٹ کشادہ تھی۔ اس طرح یہ مصر کے عظیم اہرام سے بھی بڑا دکھائی دیتا تھا۔ بدھ راہبوں نے فریڈ میئر اور اس کے ساتھیوں کو بتایا تھا یہ اہرام شاید چھ ہزار سال قدیم ہے۔

1930ء میں ایک امریکی عسکری آوارہ گرد فرینک اسٹیفن کو چین میں پھرتے ہوئے فینسی کے اہرام کے بارے میں معلومات ملی تھیں۔ یہ معلومات تھی کہ یہ اہرام شاید دنیا کی سب سے بڑی عمارت ہے جو انسانی معماروں نے تعمیر کی تھی۔ فریڈ میئر نے اس کی بلندی ایک ہزار فیٹ بتائی تھی جبکہ اسٹیفن کے نزدیک یہ اہرام 1200 فیٹ بلند تھا۔ اس اہرام کی چاروں سمت میں مختلف رنگ کیے ہوئے تھے۔ مشرق کی طرف سبز، جنوب میں سرخ، مغرب میں سیاہ اور شمالی سمت میں سفید۔ اس اہرام کی چوٹی ہموار اور عریاں تھی۔ اس پر زرد رنگ چمک رہا تھا۔ اسٹیفن کو اس اہرام کی تعمیر کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اس کی بیرونی دیواریں عام پتھر سے تعمیر کی گئی تھیں اور چینی قدیم طرز تعمیر کا نمونہ تھیں۔ یہ اہرام اتنی مہارت سے تعمیر کیا گیا تھا کہ اتنا قدیم ہونے کے باوجود اس میں بہت کم شکست و ریخت کے آثار نظر آتے تھے مگر دیواروں میں دراڑیں ضرور پڑ چکی تھیں۔

اسٹیفن کی رپورٹ کے مطابق صوبہ شاکنسی کے اس علاقے میں ہموار چوٹی والے سات اہرام تھے جو ایک دوسرے سے کئی میل کی مسافت پر واقع تھے۔ان اہراموں نے اسٹیفن کے ذہن کو الجھا کر رکھ دیا۔اس نے مقامی لوگوں سے ان کے بارے میں پوچھا مگر کوئی شخص بھی تسلی بخش جواب نہ دے سکا مقامی لوگ خود بے خبر تھے کہ آخر کس نے یہ اہرام یہاں تعمیر کیے تھے؟

اہرام ہائے میسوامریکہ

MESOAMERICAN PYRAMID

اہرام نما عمارات قدیم میسوامریکی فن تعمیر کا ایک حصہ ہے۔ یہ اہرام نما عمارات زیادہ تر پرتوں دار اہرام ہیں۔ یہ میسوامریکی اہرام میسوپوٹیمیا میں تعمیر کیے جانے والے زیگورت مندروں سے اہرام ہائے مصر سے زیادہ مماثلت رکھتے ہیں۔ امریکی اہراموں میں سب سے بڑا اہرام عظیم اہرام چولولا CHOLULH ہے جو میکسیکو کی ریاست پیوبلا PUEBLA میں واقع ہے۔ سیڑھی دار اہراموں کے کھنڈرات زیادہ تر مایا MAYA ازٹیک AZTEC اور toltec TOLTEC تہذیبوں کی تعمیرات سے تعلق رکھتے ہیں۔

شمالی امریکہ میں مٹی سے بنے ہوئے سیڑھی دار اہرام بھی موجود ہیں جو مٹی کے ٹیلوں اور مقبروں کے ساتھ ہیں یہ مٹی کے سیڑھی دار اہرام مسیسپی تہذیب کے زیر اثر 900ء سے 1500ء تک مختلف رسومات کے مراکز کے طور پر تعمیر کیے گئے تھے۔ اس قسم کے مٹی کے بنے ہوئے اہراموں میں شمالی امریکہ کے ہوکیا ماؤنڈر CAHOKIA MOUNDS الینوائے ہے۔ یہ سو ایکڑ سے زائد رقبے پر محیط ہے۔ اس کے علاوہ منک ماؤنڈز MONK MOUNDS بھی بڑے مٹی کے بنے ہوئے امریکی اہراموں میں سے ایک ہے۔

کے ہوکیا ماؤنڈز یا اہرام
CAHOKIA MOUNDS

کے ہوکیا شمالی امریکہ کا ایک کولمبس کی دریافت سے پہلے کا شہر ہے یہ (600ء سے 1400ء) کے زمانے میں آباد تھا جو دریائے مسس پی MISSISSPI کے کنارے پر امریکی ریاست مسوری الی نوائے ILLINOIS میں موجود ہے۔ آج کل اس قدیم تاریخی مقام کو نیشنل پارک قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ پارک 12.200 ایکڑ رقبہ پر محیط ہے۔ جس میں قریباً 80 سے زائد بڑے ٹیلے موجود ہیں۔ یہ قدیم امریکی شہر تاہم کافی وسیع تھا اور اپنے عروج کے دنوں میں تقریباً 6 مربع میل میں پھیلا ہوا تھا اور اس میں انسانی ہاتھوں سے بنائے گئے 120 مٹی کے ٹیلے یا اہرام تھے۔

کے ہوکیا ان دنوں مسس پی ثقافت کا ایک بہت بڑا مرکز اور ایک وسیع تک شہری آبادی تھی۔ یہ آج کی جنوبی امریکی ریاستوں کے علاقے میں پھیلی ہوئی مگر انسانی آبادیوں کے مرکز کی حیثیت رکھتا تھا۔ تیرھویں صدی میں یہ شمالی امریکہ کا سب سے زیادہ گنجان آباد شہر تھا۔ شمالی امریکہ میں اس سے بڑی انسانی آبادی کہیں جا کر اٹھارویں صدی میں یورپی آبادکاروں کی سولہویں صدی میں آمد کے بعد وقوع پذیر ہو سکی تھی۔

کے ہو کے اردگرد اگرچہ 1200 ق م میں آبادکاری کے ثبوت ملے ہیں تاہم اس قدیم شہر میں یہ ٹیلے نما عمارتیں 900ء میں تعمیر ہونا شروع ہوئیں تھیں۔ کے ہوکیا کے باسیوں نے اگرچہ کوئی تحریر یا کتبہ ثبوت کے طور پر نہیں چھوڑا۔ لیکن کئی ایک ایسے اثریاتی ثبوت ایسے ملے ہیں کہ یہ ایک گنجلک اور پیچیدہ آبادی تھی۔ شہر کا کوئی اصلی نام بھی نہیں مل سکا ہے۔

ان ٹیلے نما اہراموں کا نام بعد ازاں ایک ریڈ انڈین قبیلے کے نام پر رکھا گیا تھا جو یہاں سترھویں صدی میں فرانسیسی آبادکاروں کی آمد کے وقت یہاں آباد تھا۔

امریکہ کے کچھ پرجوش ماہرین بشریات اور ماہرین اثریات کے کولنز وائل COLLINSVILE کے ان ٹیلوں یا اہراموں کے راز جاننے کے لیے ان کی کھدائی کرائی۔ جس اہرام کی کھدائی کی گئی وہ سینٹ لوئی ST.LOUISE کے زیریں علاقے میں واقع ہے۔ یہ اہرام ایک سوفٹ بلند اور ایک سوفٹ طویل اور ایک سوفٹ چوڑا ہے۔ یوں یہ امریکی اہرام اپنی بنیادوں میں مصر کے عظیم اہرام غزہ سے بھی بڑا ہے۔ یہ اہرام امریکہ کی سب سے بڑی قبل از تاریخ عمارت ہے تاہم اسے اس اثریاتی کھدائی سے پہلے تک نظر انداز کیا جاتا رہا تھا اور اس کی اہمیت کا اندازہ نہ لگایا جا سکا تھا۔ ماہرین اثریات کے اندازے کے مطابق یہ اہرام 21 ملین کیوبک مٹی سے بنایا گیا ہے۔ اتنی بڑی مقدار میں مٹی لانے کے لیے اس اہرام کے معماروں کو دو سو پچاس سال لگے ہوں گے۔ شاید یہ مٹی ٹوکریوں اور پتھر کے اوزاروں کے ذریعے یہاں لائی گئی ہوگی۔ یہ اہرام اس علاقے میں پھیلے ہوئے وسیع کھنڈرات کا حصہ ہے۔ سینٹ لوئی واشنگٹن یونیورسٹی کے ایک ماہر بشریات ڈاکٹر نیلسن ریڈ نے اسے ریڈ انڈین کی گم گشتہ تہذیب کا ایک حصہ قرار دیا جس میں قربان گاہیں سورج دیوتا کے معبد اہرام عظیم دیواریں اور انسانی قربانی کی علامتیں اب بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق کے ہوکیا شہر میں ڈھائی لاکھ انڈین سے زائد لوگ آباد تھے۔ 600 عیسوی کے قریب اس مقام کو ریڈ انڈین قبائل نے مستقل رہائش کے لیے پسند کیا تھا۔ وہ لوگ اس مقام پر مچھلی اور دیگر جانوروں کے شکار کے لیے آیا کرتے تھے۔ یہاں انہوں نے ایک زرعی معاشرے کی بنیاد رکھی تھی۔ ماہرین کے مطابق اس کے بعد ہوکیا کے لوگوں نے ہزار کروفر سے اگلے پانسو سال تک حکومت کی۔ لیکن یہ ریڈ انڈین شہر برباد کیوں ہوا؟ شاید یہ لوگ قحط سالی کا شکار ہو گئے تھے یا کسی قدرتی آفات کا شکار ہو گئے تھے۔ جب 1700 ھویں صدی

میں فرانسیسی آبادکار اس علاقے میں پہنچے تو اس علاقے میں مقیم ریڈ انڈین قبائل نے انہیں بتایا کہ ہوکیا کو عظیم روح GREAT SPIRIT نے تباہ کیا تھا مگر کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس عظیم اہرام کی تعمیر نے ہی ہوکیا سلطنت کو زوال کا شکار کر دیا تھا۔ کہ 21 ملین کیوبک مٹی لانے کی وجہ سے اس سلطنت کی افرادی قوت کمزور پڑ گئی اور جنگجو قبائل نے ان پر حملہ کر کے لوٹ مار اور قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا جو شاید کے ہوکیا کے برباد ہونے کا سبب بنا۔ ہوکیا سلطنت کی یہ بربادی اور زوال ماہرین اثریات کے مطابق تقریباً 1400ء میں رونما ہوا تھا۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ شاید یہاں کی آب وہوا بدل گئی ہو یا پھر جنگلی بھینسوں کے طوفانی غول کا رخ اس انسانی آبادی کی طرف ہو گیا اور اس غول نے راہ میں آنے والی ہر چیز تہس نہس کر کے رکھ دی۔

عظیم اہرام چولولا

GREAT PYRAMID OF CHOLULA

جب عظیم ہسپانوی مفتش کورٹیز CORTEZ میکسیکو پہنچا تو اسے اس ملک میں ہر جگہ اہرام نظر آئے تھے۔ اس نے ہسپانیہ کے شاہ چارلس پنجم کو ایک خط میں لکھا تھا کہ صرف چولولا کے مقام پر میکسیکو میں اس نے 400 سے زائد اہرام دیکھے ہیں۔ چولولا کے مقام پر واقع اہراموں میں ایک سب سے عظیم تر ہے۔ یہ اہرام عظیم اہرام چولولا کہلاتا ہے۔ اسے مقامی ریڈ انڈین زبان میں TLACHIUALTEPET کا نام دیا جاتا ہے جس کا مطلب ''مصنوعی پہاڑ'' بنتا ہے۔ یہ میکسیکو کے صوبے پیوبلا PUEBLA میں واقع ہے اور ''نئی دنیا'' امریکہ کے عظیم ترین اثریاتی اہمیت کے مقامات میں سے ایک ہے۔ یہ اہرام 55 میٹر یا 180 فٹ بلند ہے۔ یہ میکسیکو اس ریڈ انڈین آبادی کا ایک معبد تھا جو دیوتا کوئٹزاکوتل QUETACOATL کی پرستش کرتی تھی۔ چولولا کا یہ عظیم اہرام آج کے میکسیکی شہر پیوبلا کے 4 میل مغرب میں واقع ہے۔ یہ پیوبلا میونسپلٹی کے سان اینڈرس SAN ANDRES ضلع میں واقع ہے۔

یہ اہرام میکسیکو پر ہسپانوی نوآبادیاتی قبضے سے پہلے کا ایک اہم مذہبی مقام ہے۔ ماہرین کے نزدیک یہ ہسپانوی قبضے سے 1000 سال پہلے تعمیر کیا گیا تھا اور آہستہ آہستہ میکسیکو کے تمام مرکزی مقامات میں عظیم تر قرار پا گیا تھا۔

یہ عظیم معبد کمپلیکس 4 مراحل میں تعمیر کیا گیا تھا جو تیسری صدی قبل از مسیح سے شروع ہو کر 900ء تک تکمیل پذیر ہوئے۔ یہ اپنی بنیادوں پر تقریباً 450 میٹر یا 1480 فیٹ کشادہ ہے۔ اسے دیوتا کوکیلکن کے نام منسوب اور اس کی پرستش کے لیے مخصوص کیا گیا تھا۔ گینیز بک آف ریکارڈز کے مطابق یہ دنیا میں تعمیر کیے جانے والے اہراموں یا معبدوں میں سب سے بڑا ہے۔ یہاں تک کہ یہ عظیم اہرام غزہ سے بھی بڑا ہے۔ ازطیک لوگوں کے مطابق یہ اہرام XELHUA ہی ایک ازطیک دیوزاد نے تعمیر کروایا تھا۔ جب وہ ایک قریبی میکسیکی وادی میں آنے والے سیلاب سے بچنے کے لیے چولولا میں آباد ہو گیا تھا۔ اس عظیم کمپلیکس اہرام کا اثریاتی مطالعہ سب سے پہلے ایک سوئس ماہر اثریات ایڈولف بینڈلیر ADOLPH BANDLIER نے کیا تھا جو 1881ء میں چولولا آیا تھا۔ اس نے 1884ء میں اس اہرام کے متعلق اپنا کام شائع کرایا تھا۔ اس اہرام کی باقاعدہ اثریاتی کھدائی 1931 اور 1950ء کی دہائی میں ہوئی تھی۔

ڈاکٹر روزن برگ اور دیگر ماہرین اہرامیات نے میکسیکو اور مصر کے اہراموں میں پائی جانے والی یکسانیت کی نشان دہی کی ہے۔ ان اہراموں کا محل وقوع بھی مماثلت رکھتا ہے اور شہروں کی جانب ان کی سمت بندی میں بھی بڑی درستگی پائی جاتی ہے۔ یہ امر بھی حیرت انگیز ہے کہ مصر اور میکسیکو میں پائے جانے والے سب سے بڑے اہرام سورج دیوتا کے نام معنون ہیں اور ان کی اندرونی ترتیب اور داخلی دروازے بھی ایک جیسے ہیں۔

اہرام ساحر

PYRAMID OF THE MAGICIAN

اہرام ساحر جادوگر ہسپانوی زبان میں PIRAMIDEDEL ADVINO کہلاتا ہے۔ یہ ایک میسوامریکی سیڑھی دار اہرام ہے اور ایک قدیم میکسیکی شہر UXMAL میکسیکو میں واقع ہے۔ یہ THE PYRAMID OF SOOTHSAYR بھی کہلاتا ہے۔ یہ میکسیکی شہر UXMAL کی سب سے بلند عمارت ہے۔

UXMAL میکسیکو کے علاقے PUUC میں واقع ہے اور جزیرہ نما یوکاتان YUCATAN کے بڑے شہروں میں سے ایک ہے۔ اپنے عروج کے زمانے میں 25000 MAYA لوگوں کی آبادی تھی۔ یہ شہر 600ء سے 1000 عیسوی تک مستحکم ہوا تھا۔ اس شہر کی تعمیرات 700ء سے 1000 عیسوی تک تکمیل پذیر ہوئی تھیں۔ خود UXMAL کے معنی "تین مرتبہ میں تعمیر ہوا" کے بنتے ہیں۔ جو اس کے تعمیراتی ادوار کو ظاہر کرتے ہیں۔

شہر UXMAL کو اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو نے عالمی ورثے WORLD HERITAGE میں شامل قرار (1996ء) دیا ہے۔ اور مایا تہذیب و تعمیرات کی نمائندگی کرتا ہے۔ اہرام ساحر اس شہر کے تعمیراتی کمپلیکس کا مرکزی حصہ ہے۔ یہ شہر کے مشرقی حصے میں واقع ہے۔

اس اہرام یا معبد کی اولین تعمیر چھٹی صدی عیسوی میں شروع ہوئی تھی۔ مسلسل 400 سال تک اس کمپلیکس کا تعمیراتی کام جاری رہا۔ 1000 عیسوی کے بعد یہ معبد تعمیراتی غفلت کا شکار

ہوگیا اور اس کے بعد کے دور میں اس کی تعمیر ومرمت کا خیال نہ رکھا گیا۔ 1500ء کے بعد جب اس علاقے پر ہسپانوی قبضہ ہوا تو اس معبد کو بری طرح لوٹا گیا۔

اس معبد یا اہرام کے کھنڈرات کی دریافت کا حال پہلی مرتبہ جان فریڈرک والڈیک WALDECK JEAN FREDERIC نے 1838ء میں شائع کرایا تھا۔ انیسویں صدی کے وسط سے اس اہرام کی تعمیراتی بحالی کا کام شروع ہوا۔ بحالی کا یہ کام نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف انتھروپولوجی اینڈ ہسٹری I.N.A.H کے زیر اہتمام ہوا تھا۔ 1988ء میں یوٹاکان میں آنے والے طوفان باد وباراں نے جہاں اس علاقے کی دیگر تعمیرات کو نقصان پہنچایا وہیں پہ اس اہرام کے بیرونی حصوں کو بھی شدید نقصان پہنچانے کا باعث بنا۔ اسی طوفان کی آمد کے بعد اس اہرام کی جنوبی دیواروں میں دراڑیں ظاہر ہوگئی تھیں۔ جس کے بعد INAH کی سرکردگی میں ماہرین اثریات نے اس کی بحالی کے لیے دوبارہ کام شروع کیا تھا۔ اس کی حفاظت کے لیے کی جانے والی یہ کوششیں تا حال جاری ہیں۔

اس اہرام کی بلندی متنازعہ ہے اور 131 فٹ سے 90.5 فٹ تک ظاہر کی جاتی ہے۔ تاہم 115 فیٹ کی بلندی کو متفقہ تسلیم کیا گیا ہے جبکہ یہ بنیادوں پر 227x162 فیٹ کشادہ ہے بلندی کے متنازعہ ہونے کے باوجود یہ عمارت UXMAL کی سب سے بلند عمارت تسلیم کی جاتی ہے۔

مایا افسانوی روایات کے مطابق اس اہرام کو ایک ساحر دیوتا اٹزمنا ITZAMNA نے اکیلے ہی اپنے جادو کے زور پر تعمیر کیا تھا۔ ایک اور افسانوی روایت کے مطابق یہ ایک ایسے بونے نے تعمیر کیا تھا جسے کسی عورت نہیں جنا تھا۔ اس بونے کو UXMAL کے حکمران نے سنکھ بجا کر شہر میں خوف پیدا کرنے کی وجہ سے موت کی سزا دی تھی جو اس کے اس اہرام کو تعمیر کرنے کی وجہ سے منسوخ کردی گئی تھی۔

اسی افسانوی روایت کو ذرا مختلف انداز میں یوں بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ بونا جادوگر ایک

انڈے سے پیدا ہوا تھا جسے اس کی ماں نے دیا تھا۔ اس بونے نے صرف ایک ہی رات میں اس اہرام کو تعمیر کر دیا تھا جب ایک بادشاہ نے اسے ایسا نہ کرنے کی صورت میں موت کی دھمکی دی تھی۔

مایا MAYA امریکی ریڈ انڈین تہذیب جس کے اثرات جنوبی میکسیکو، گواٹے مالا اور برطانوی ہنڈوراس میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ 325ء سے 925ء کے درمیانی دور کے آثار پتھر کی عمارتوں کی شکل میں موجود ہیں مایا لوگ علامتی تحریروں سے بھی کام لیتے تھے یہ لوگ زراعت، حساب اور علم نجوم میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ ان کے مذہب میں انسانی قربانی کا رواج تھا۔ 925 عیسوی سے 1200ء کے درمیانی عرصے میں وسطی علاقے سے کافی مایا آبادی ہجرت کر گئی جس کے نتیجے میں میکسیکی اثر ورسوخ یکسر ختم ہو کر رہ گیا۔ خانہ جنگیوں کے نتیجے اور سولہویں صدی میں میکسیکو اور جنوبی امریکہ میں ہسپانوی فتح کے نتیجے میں مایا تہذیب زوال پذیر ہو گئی۔ اس تہذیب کی باقیات میں سنگی عمارتوں کے علاوہ چھال پر لکھے ہوئے تین ضابطے بھی باقی بچے ہیں۔

اہرام سورج
PYRAMID OF THE SUN

اہرام سورج میسو امریکہ کی ایک بڑی ٹیوٹی ہوکین شہر کی عمارت ہے جو ایونیو آف ڈیڈ AVENUE OF THE DEAD میں اہرام چاند PYRAMID OF THE MOON اور سوڈاڈیلا CIUDADELA کے درمیان ماؤنٹ سیرو گورڈو کے سائے میں واقع ہے۔

اہرام سورج ان ازٹیکوں AZTECS کا دیا ہوا نام ہے جنہوں نے اس شہر کے ویران ہونے کے صدیوں بعد اس شہر کو دیکھا تھا۔ اس اہرام کی تعمیر 100 عیسوی کے لگ بھگ شروع ہوئی تھی یہ دو مرحلوں میں تکمیل پذیر ہوئی۔ دوسرے مرحلے میں اس اہرام کی بلندی 246 فیٹ یا 75 میٹر اور کشادگی 738 فیٹ یا 224 میٹر تک پہنچ گئی۔ اس طرح یہ دنیا کا تیسرا بلند اہرام قرار پایا تاہم یہ غزہ (مصر) کے عظیم اہرام سے کہیں چھوٹا ہے۔ تعمیر کے دوسرے مرحلے میں اس اہرام کی چوٹی پر ایک قربان گاہ تعمیر کی گئی تھی جو آج کل موجود نہیں رہی ہے ایڈوساڈ ADOSADA چبوترہ اس اہرام میں تیسری صدی عیسوی کے آغاز میں تعمیر کیا گیا۔ اسی عہد میں سوڈاڈیلا CIUDADELA اور دیگر عمارات بھی اس کمپلیکس میں تعمیر کی گئی۔

اس اہرام کی عمارت پر ٹیوٹی ہوکان معماروں نے چونے کا پلستر بھی کیا تھا یہ چونا اردگرد کے علاقوں سے حاصل کیا گیا تھا چونکہ اس اہرام کی تعمیر کو صدیاں گذر گئی ہیں اس لیے اب یہ پلستر اور

اس پر کیا جانے والا رنگ اب ناپید ہو چکا ہے۔ امریکہ میں پائے جانے والے جیگوار کے سر اور پنجوں اور ستاروں اور سانپوں کے عکس اس اہرام کی دیواروں پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس اہرام نے ایک دیوتا کو ٹیوٹی ہوکان معاشرے میں عزت بخشی تھی تاہم اس نظریہ کی تصدیق کسی ذریعے نہیں ہو سکی۔ اس اہرام کی چوٹی پر بنے ہوئے اہرام کی تباہ ہو جانے کے بعد ایسے کسی دیوتا کی پہچان ناممکن ہو گئی ہے۔

یہ اہرام ایک انسانوں کی بنائی سرنگ پر تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ سرنگ ایک غار تک جاتی ہے جو اس عمارت کے نیچے چھ میٹر کی گہرائی میں موجود ہے موجود دور میں ہونے والی اثریاتی کھدائیوں سے پتہ چلا ہے کہ یہ غار ایک شاہی مدفن کے طور پر استعمال میں تھا۔ اس اہرام کے ایوانوں میں جو اشیاء ملی ہیں ان میں تیروں کے سر اور انسانی اشکال شامل ہیں چاند مندر اور اژدھے کے اہرام سے ایسی ہی اشیاء ملنے سے انسانی قربانی کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے علاوہ چاند اہرام سے ایک انسانی نعش کی برآمدگی یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس انسان کو زندہ دفن کر دیا گیا تھا جو دیوتاؤں کو انسانی قربانی پیش کرنے ہی کی ایک شکل تھی۔

اس 22 مربع کلومیٹر کے اس میدان نے ایک میٹر
اپنی عظمت کے عروج پر تھا۔ انہیں دنوں چاند ا
دیوی کا ایک مجسمہ نصب کیا گیا تھا۔ اس مجسمہ
ے پانی بہتا تھا جو زرخیزی کی علامت تھا۔
اس اہرام سے ماہرین اثریات نے
ہوکین شہر اور معاشرے کی تاریخ مرتب کی گ
مقبرہ دریافت ہوا ہے جس میں چار انسانی
زیورات سیاہ رنگ کے بلوریں پتھر کے ٹکڑ
اثریات کا خیال ہے کہ یہ مقبرہ 100ء سے
2007ء میں اس اہرام سے ایک
تھا۔ اس مقبرے کا تعلق اس اہرام کے چ
ایک انسان، بھیڑیے، جیگوار، پوما اور سانپ
اشیاء میں ایک بڑا سبز پتھر اور سیاہ بلوریں

چاند اہرام

PYRAMID OF THE MOON

میکسیکو میں چاند اہرام ٹیوٹی ہوکین شہر میں دوسرا بڑا اہرام ہے جبکہ اس سے بڑا سورج اہرام ہے۔ چاند اہرام ٹیوٹی ہوکین کے مغربی حصے میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں کوہ سیرو گورڈ CERRO GORDO ہے ریڈ انڈین زبان میں اس کو ''ٹینان TENAN'' بھی کہتے ہیں جس کا مطلب ماں یا حفاظتی پتھر ہے۔ قدامت میں چاند اہرام کی عمارت سورج اہرام سے پہلے کی ہے اور یہ 200 عیسوی سے پہلے تعمیر کی جا چکی تھی۔

اس اہرام کی تعمیر 200ء سے 450 عیسوی کے درمیان مکمل ہوئی تھی۔ اس عمارت سامنے والے حصے میں واقع سیڑھیاں اس کے بالائی حصے میں واقع ایک پلیٹ فارم ''شاہراہ مرگ AVENUE OF THE DEAD تک چلا گیا ہے۔ اس پلیٹ فارم پر ٹیوٹی ہوکین کی عظیم دیوی جو پانی، زرخیزی، زمین اور تخلیق کی دیوی تھی، کے اعزاز میں تقریبات منعقد ہوتی تھیں۔ اسی وجہ سے یہ پلیٹ فارم اور اہرام کے زیریں حصے میں سنگتراشی کے نمونے اسی دیوی کے نام معنون تھے۔ اس عظیم دیوی کی قربان گاہ کے بالمقابل پلازہ آف دی مون PALAZA OF THE MOON واقع ہے۔ یہ پلازہ ایک مرکزی قربان گاہ اور کچھ دیگر تعمیرات پر مشتمل ہے جو ''ٹیوٹی ہوکین کراس'' کہلاتی ہیں۔ 150 ق م سے 500 عیسوی تک میسوامریکی تہذیب کے زیر اہتمام

اس 22 مربع کلومیٹر کے اس میدان نے ایک میٹروپولس شہر کی شکل اختیار کر لی تھی۔ جن دنوں یہ شہر اپنی عظمت کے عروج پر تھا۔ انہیں دنوں چاند اہرام کی بالائی منزل میں پانی اور زرخیزی کی عظیم دیوی کا ایک مجسمہ نصب کیا گیا تھا۔ اس مجسمہ کا وزن 22 میٹرک ٹن تھا۔ اس دیوی کے ہاتھوں سے پانی بہتا تھا جو زرخیزی کی علامت تھا۔

اس اہرام سے ماہرین اثریات نے جو نوادرات دریافت کیے ہیں ان کی مدد سے ٹیوٹی ہوکین شہر اور معاشرے کی تاریخ مرتب کی گئی ہے۔ اس اہرام کی اثریاتی کھدائی کے دوران ایک مقبرہ دریافت ہوا ہے جس میں چار انسانی ڈھانچے ملے ہیں۔ اس کے علاوہ جانوروں کی ہڈیاں، زیورات سیاہ رنگ کے بلوریں پتھر کے ٹکڑے اور چڑھاوے کی دیگر اشیاء بھی ملی ہیں۔ ماہرین اثریات کا خیال ہے کہ یہ مقبرہ 100ء سے 200 عیسوی کے زمانے میں تعمیر کیا گیا تھا۔

2007ء میں اس اہرام سے ایک اور مقبرہ دریافت ہوا جو عظیم دیوی کے نام معنون کیا گیا تھا۔ اس مقبرے کا تعلق اس اہرام کے چوتھے تعمیراتی مرحلے سے ہے۔ اس مقبرے سے قربانی کے ایک انسان، بھیڑیے، جیگوار، پوما اور سانپوں اور پرندوں کے ڈھانچے بھی ملے ہیں۔ دیگر ملنے والی اشیاء میں ایک بڑا سبز پتھر اور سیاہ بلوریں پتھر سے تراشے گئے کئی نوادرات بھی شامل ہیں۔

معبد کتبات

TEMPLE OF THE INSCRIPTIONS

معبد کتبات مایا تہذیب سے تعلق رکھنے والا ایک بڑا سیڑھی دار اہرام ہے۔ یہ PALENQUE کے مقام پر میکسیکو کی ریاست CHIAPAS میں واقع ہے۔ یہ اہرام پیلنک کے ساتویں صدی عیسوی کے ایک حکمران K'INICH JHNAAB PAKAL کے لیے بطور ایک تدفینی یادگار کے تعمیر کیا گیا تھا۔ اس حکمران نے 70 سال تک حکومت کی تھی یہ عمارت اس کے عہد کے آخری دس سالوں میں تعمیر ہونا شروع ہوئی تھی اور اس کے بیٹے اور جانشین کن بالم دوم KINICHKAN BALAM II کے عہد میں مکمل ہوئی۔

معبد کتبات پلینک PALENQUE کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ یہ معبد مایا قدیم کی تہذیب اور معاشرے کے مطالعہ کے لیے ایک اہم عمارت ہے۔ اس معبد میں ایک خصوصی مایا رسم الخط میں تحریر کردہ لوحیں یا کتبات موجود ہیں۔ اس کے علاوہ شاہ پاکال PAKAL کے مقبرے سے متاثر کرنے والے فن سنگتراشی کے نمونے بھی ملے ہیں۔

اس سیڑھی دار اہرام کی اٹھارہ سیڑھیاں ہیں۔ اور اہرام کی اوپری منزل میں ایک معبد تعمیر کیا گیا ہے۔ معبد کی عمارت کے 5 داخلی دروازے ہیں جن کے گوشوں میں مایا رسم الخط میں تحریر کردہ کتبات اور کھدی ہوئی تصویریں کندہ کی گئی ہیں۔

معبد کتبات 693ء کے ذرا بعد تکمیل پذیر ہوا تھا۔ اس معبد کی تعمیر کا آغاز خود پاکال نے کرایا تھا جبکہ اسے تکمیل کے مراحل میں اس کے بیٹے کچ کارو بالم دوم نے پہنچایا اور اس کی تزئین و آرائش کی تھی۔

یہ امر بھی حیرت انگیز ہے کہ باوجود اس کے کہ اس معبد کا اثریاتی مطالعہ پچھلے دو سو سال سے کیا جارہا ہے 1952ء سے پہلے اس معبد میں شاہ پاکال کا مقبرہ کوئی دریافت نہ کر سکا تھا۔ البرٹو روز ہیلر ALBERTORUS.L.R ایک میکسیکی نے اس معبد کے فرش سے پتھر کی ایک سلیب ہٹائی تو اسے ایک زینہ نیچے اترتا ہوا دکھائی دیا مگر یہ زینہ کچرے سے اٹا ہوا تھا۔ دو سال بعد جب اس زینے کو مکمل طور پر صاف کر دیا گیا تو پتہ چلا کہ یہ زینہ شاہ پاکال کے مقبرے تک جاتا ہے۔

اس معبد میں چھ تختے یا عمودی پینل ہیں جنہیں A سے F تک کے نام دیئے گئے ہیں۔ انہیں تختوں پر تحریریں یا کتبات موجود ہیں۔ پینل A اور F ایسے پینل ہیں جن پر ہیروغلیفی HIEROGLYPHI رسم الخط میں کتبات درج ہیں جبکہ پینل B اور E پر لوگوں شبیہیں بنی ہوئی ہیں۔ یہ لوگ ایک بچہ اٹھائے ہوئے ہیں جس کی ایک ٹانگ پر ایک سانپ لپٹا ہوا ہے۔ یہ بچہ شاید کوئی دیوتا ہے۔ یہ پینل بڑے رنگین تھے مگر آج کل رنگ اڑ جانے کے باوجود بھی ان کے کچھ رنگ دیکھے جا سکتے ہیں۔

اس معبد کا نام معبد کتبات اس معبد میں موجود تین لوحوں سے پڑا ہے۔ ان پر ہیروغلیفی رسم الخط میں کچھ تحریریں موجود ہیں۔ ان لوحوں کو THE CENTRAL TABLET EAST TABLET اور THE WEST TABLET کہا جاتا ہے۔ یہ معبد کی اندرونی دیواروں پر موجود ہیں۔

مقبرہ شاہ پاکال:

مقبرہ شاہ پاکال عین اس اہرام کے نیچے تعمیر کیا گیا ہے۔ اس مقبرے کو اہرام کے بوجھ کی

ہونے سے بچانے کے لیے معماروں نے خصوصی انتظام کیا ہے۔ اس مقبرے سے بہت سے اثریاتی نمونے یا نوادرات بھی ملے ہیں جو اس عہد کے بارے میں بتاتے ہیں۔ انہیں نوادرات میں سے ایک شاہ پاکال کے تابوت کا ڈھکن ہے۔ اس پر ایک تصویر بنی ہوئی ہے جس میں شاہ پاکال کو ایک زمینی عفریت پر لیٹا ہوا دکھایا گیا ہے۔ اس کے نیچے ایک جیگوار کا کھلا جبڑا ہے جبکہ اس کے اُوپر ایک آسمانی پرندہ دکھایا گیا ہے جو ایک درخت پر بیٹھا ہوا ہے اس درخت کی شاخوں میں ایک سانپ لپٹا ہوا دکھایا گیا ہے۔ اس طرح اس تصویر میں شاہ پاکال کو دو دنیاؤں کے درمیان دکھایا گیا ہے۔ ایک عالم بالا اور دوسرا عالم اسفل۔ اس کے علاوہ تابوت پر شاہ پاکال کے آباؤ اجداد کو بھی دکھایا گیا ہے۔

اس کے علاوہ شاہ پاکال کے مقبرے سے بعد از موت پہننے والا ایک نقاب DEATH MASK بھی ملا ہے جو بڑا نادر روزگار ہے۔ یہ مکمل طور پر ایک قیمتی پتھر سے تراشا گیا ہے۔ اس کی آنکھیں موتیوں کی بنی ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ پلستر سے بنی ہوئی ایک شاہ پاکال کی تصویر بھی ملی ہے۔ اس مقبرے کے دروازے سے پانچ انسانی ڈھانچے بھی ملے ہیں جو بلا امتیاز مرد و زن ہیں۔ یہ شاید قربان کیے جانے والے ان مردوں اور عورتوں کے ہیں جو شاید دوسری دنیا میں شاہ پاکال کی خدمت کے لیے بھیجے گئے تھے۔

اہرام ٹیمپلو میئر

PYRAMID TEMPLO MAYOR

ٹیمپلو میئر ازطیک دارالحکومت ٹینوخ ٹیٹلان TENOCH TETLHN کی مرکزی عبادت گاہوں میں سے ایک تھا جو آج کل میکسیکو سٹی کہلاتا ہے۔ یہ معبد ازطیک فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ یہ دو ازطیک دیوتاؤں کے نام معنون تھا ایک دیوتا جنگ HUITZILOPOCHTLY اور TLALOC دیوتا بارش اور زراعت ان دونوں دیوتاؤں کے لیے اس اہرام کے بالائی حصے میں علیحدہ علیحدہ زیارت گاہیں تعمیر کی گئی تھیں اور ان کی سیڑھیاں بھی الگ الگ تھیں۔ یہ اہرام اپنی بنیادوں پر 328x262 وسیع تھا۔ اس معبد کی تعمیر 1325 کے بعد شروع ہوئی تھی۔ پہلی تعمیر کے بعد بھی یہ 6 مرتبہ تعمیر کیا گیا تھا۔ 1521ء میں میکسیکو پر ہسپانوی قبضے کے وقت ہسپانوی فاتحین نے اس مندر کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ اس کے کھنڈرات آج میکسیکو شہر کے ایک چوک زوکالو ZOCALO کے قریب واقع ہیں۔ 1987ء میں اس معبد کے کھنڈرات کو یونیسکو نے عالمی ورثے میں شامل کر دیا تھا۔

ٹینوخ ٹیٹلاں کی تباہی کے ٹیمپلو میئر کو اس شہر کے دوسرے حصوں کی طرح بھلا دیا گیا تھا۔ پھر یہ ہسپانویوں کے نوتعمیر کردہ نوآبادیاتی شہر کی عمارتوں میں چھپ گیا۔ اس کا صحیح محل وقوع تک بھلا دیا گیا۔ تاہم ماہرین اثریات کو اس کے محل وقوع کا کچھ اندازہ تھا کہ یہ کہاں واقع ہے۔ بیسویں صدی کے آخر میں میکسیکو سٹی میٹروپولیٹن کیتھڈرل کے نیچے کھدائی کی گئی۔ یہ خیال تھا کہ

یہ اہرام اس قدامت کے پیش واقع ہے۔ چونکہ یہ علاقہ میکسیکو شہر میں اعلیٰ طبقہ کی رہائش گاہوں پر مشتمل تھا۔ اس لیے یہاں کام آگے نہ بڑھ سکا۔ 1933ء میں ایمیلیو کوئیواس EMILIO CUEVAS نے اس معبد کی سیڑھیوں کا ایک حصہ اور ایک شہتیر دریافت کیا پھر 1948ء میں وہ اور اشخاص نے اس معبد کا ایک ایسا چبوترہ دریافت کیا جس میں چڑھاوے اور سانپوں کے سر فن تھے۔ 1966ء میں ایڈورڈ کونتراس اور جورگا انگولا JORGA ANGULA نے ایک ایسا صندوقی کھودنکالا جس میں چڑھاوے رکھے جاتے تھے۔ تاہم بیسویں صدی کی آخری دہائیوں تک اس معبد کی مکمل اثریاتی کھدائی نہ کی جاسکی۔ 25 فروری 1978ء کو ایک الیکٹرک کمپنی کے مزدور ایک ٹیلے کو کھود رہے کہ انہیں ایک پتھر کی ڈسک ملی جس کا قطر 10.7 فیٹ تھا جبکہ اس کا وزن 8.5 میٹرک ٹن تھا۔ اس پر ازٹیک چاند دیوی COYOLXAUHQUI کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ اس کا تعلق پندرھویں صدی کے آخر سے تھا۔

1978ء سے 1982ء تک ایک ماہر اثریات ایڈورڈو میٹوس میوکئی رہا EDUAR.DO.M.M کی سرکردگی میں اس مقام پر اثریاتی کھدائی کی گئی۔ ابتدائی مرحلے میں اس کھدائی سے بہت سے نوادرات ملے جن کے مطالعے سے اس معبد کے بارے میں مفید معلومات حاصل ہوئیں۔

اس مقام پر اثریاتی کھدائی کرنے کے لیے 13 ایسی جدید عمارات کو گرانا پڑا جو 1930 کی دہائی میں تعمیر کی گئی تھی جبکہ 4 ایسی عمارات بھی اس کھدائی کی زد میں آگئی جن کا تعلق 19 ویں صدی سے تھا۔ اس کھدائی سے ٹرائے کی طرح ٹیمپلومئیر کی کئی تعمیرات دریافت ہوئیں جن میں آخری وہ تھی جو ہسپانوی فاتح ہرنینڈو کورتیز اور اس کے ساتھیوں نے 1519ء میں میکسیکو پہنچنے کے بعد دیکھی تھی۔ جب ہسپانویوں نے یہ شہر فتح کرنے کے بعد اسے برباد کیا تھا تو اس کے ساتھ اس معبد کی بھی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی۔

اہرام ال کاسٹیلو چیچن اٹز

ELCASTILLO CHICHEN ITZ

ال کاسٹیلو ہسپانوی زبان میں محل نما قلعہ کو کہا جاتا ہے۔ عام طور ال کاسٹیلو میکسیکو کی ریاست یوکاٹان میں واقع ایک میسوامریکی سیڑھی دار اہرام کو کہتے ہیں جو مایا تہذیب کی باقیات میں سے ایک قدیم شہر چیچن اٹزا کا دل ہے۔ اس اہرام کو ماہرین اثریات چیچن اٹزا 5B18 کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں اور اس کے علاوہ اسے معبد کو کل کان' THE TEMPLE OF KUKULKAN بھی کہتے ہیں۔

یہ ایک بہت بڑا سیڑھی دار اہرام ہے جس کی چوٹی پر ایک معبد تاج کی مانند دھرا ہے۔ اس معبد تک پہنچنے کے لیے 91 زینہ نما قدمچے یا سیڑھیاں رکھی گئی ہیں۔ یہ سیڑھیاں اس مخروطی شکل کے اہرام کی چاروں سمتوں میں ہیں اور یوں ان کی تعداد 365 بن جاتی ہے جو مایا لوگوں کے شمسی سال کے دنوں کی تعداد کے برابر ہے۔ یہ سیڑھی دار اہرام 24 میٹر یا 73 فٹ بلند اور اپنی بنیادوں پر 55.3 میٹر یا 167 فیٹ کشادہ ہے۔ اس اہرام کی چوٹی پر واقع معبد میں جلوس ہائے مرگ منعقد کیے جاتے تھے۔ چیچن اٹزا میں مایا لوگ انسانی جانوں کی بھینٹ چڑھایا کرتے تھے۔ خوبصورت لڑکیاں اور مضبوط جسم والے نوجوان ابرکھا دیوتا یم چاک کے اعزاز میں موت کے گھاٹ اتار دیے جاتے تھے۔ انسانی قربانی کی اس ظالمانہ رسم کے دوران پروہت قربان کیے جانے

والے زندہ انسانوں کے سینے میں ہاتھ ڈال کر ان کے دل نکال لیتے اور دیوتاؤں کے قدموں میں رکھ دیتے تھے۔

پھر یہ جلوس مرگ اہرام کی سیڑھیوں سے نیچے اتر آتا۔ آگے آگے وہ پروہت ہوتا جو بھینٹ میں دیے جانے والوں کی راہبری کر رہا ہوتا۔ اس مقصد کے لیے معبد سے تھوڑی دور واقع کنویں تک ایک راستہ جاتا تھا اور جب بھینٹ چڑھائی جاتی تو خوبصورت دوشیزاؤں کو اس راستے پر لے جایا جاتا' ڈھول بجتے اور بانسریاں بین کرتی تھیں۔ اس چھوٹے سے راستے کے دونوں طرف پروں والے اژدہوں کی صورت میں سینکڑوں مقدس شبیہیں آویزاں کی جاتی تھیں۔

یہ جلوس مرگ کنویں کے سامنے ایک قربان گاہ پر جا کر ٹھہر جاتا یہ کنواں بیضوی شکل کا تھا۔ پھر رسمی دعائیں مانگی جاتی اور اس کے بعد ظالم پروہتوں کے ہاتھ خوفزدہ دوشیزاؤں کو گرفت میں لینے کے لیے آگے بڑھتے تو وہ سکڑ کر پیچھے ہٹنے کی کوشش کرتی تھیں اور خوف سے کانپنے لگتی تھیں۔ اس دوران ڈھول اور سنکھ خوفناک انداز میں بجائے جاتے پھر پروہت دوشیزاؤں کو گرفت میں لے لیتے اور انہیں اُوپر اٹھا کر جھلانا شروع کر دیتے اور پھر ان معصوم لڑکیوں کو کنویں میں گرا دیتے بھینٹ کی جانے والی دوشیزائیں کنوئیں کے پانیوں میں گم ہو جاتی اور کنویں کے پانی پر ان دوشیزاؤں کو پہنائے جانے والے پھولوں کی پتیاں تیرنے لگتی۔ پروہت ایک دوسرے کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلاتے اور یم چاک دیوتا اس بھینٹ کو موصول کر کے خوش ہو جاتا 1000ء سے 1400ء عیسوی تک پروہت جب بھی یم چاک دیوتا کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے تھے معصوم دوشیزاؤں کو کنویں میں بھینٹ چڑھا دیتے تھے یا قیمتی اشیا بھی بطور بھینٹ اس کنویں میں گرا دی جاتی تھیں۔

1400ء میں اہل مایا چیچن اٹزا کو ایسے متروک کر گئے کہ جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ تقریباً ایک لاکھ نفوس کی آبادی والے اس شہر کو وہ لوگ اس طرح چپکے سے ویران کر گئے کہ اس کی تشریح

نہیں کی جاسکتی جب ہسپانوی سولہویں صدی میں یہاں پہنچے تو انہوں نے اس مایائی شہر کو غیر آباد پایا۔ اس شہر میں سوائے سانپوں اور چمگادڑوں کے انہیں کچھ نہ ملا۔ ہسپانوی بھی اس ویران شہر کو جنگل کی نذر ہونے کے لیے چھوڑ گئے۔ مایائی اثریات کی کہانی جان لی لائڈ اسٹیفن سے 1839ء میں شروع ہوتی ہے۔ اسی سال وہ مایا گم گشتہ تہذیب کے اس مرکز کی تلاش میں نکلا اور وسطی امریکہ کے آثار قدیمہ سے متعلق اس نے ایک بہت بڑا کام سرانجام دیا۔ بہرحال مایا اثریاتی کہانی بیسویں صدی میں جا کر مکمل ہوئی اور مایا تہذیب کے متعلق بہت سی دریافتیں ہوئیں۔

بیسویں صدی ہی میں ال کاسٹیلو کی بحالی کا کام میکسیکو کی حکومت نے کارینگی انسٹی ٹیوشن کی مدد سے مکمل کیا۔ 1930ء میں ال کاسٹیلو کی اثریاتی کھدائی کا کام بھی شروع ہوا۔ اہرام کی شمالی سمت میں ایک زینہ دریافت ہوا جو ال کاسٹیلو کے نیچے واقع ایک اور معبد میں اترتا تھا۔ اس معبد کے ایوان عبادت میں جیگوار نما ایک تخت پر مجسمہ ملا جس پر سرخ روغن کیا گیا تھا۔ گذشتہ سالوں میں میکسیکو گورنمنٹ نے میکسیکو کے اثریاتی مقامات کی دیکھ بھال کے لیے ایک ادارہ قائم کر رکھا ہے جو INAH کہلاتا ہے۔ اس ادارے نے حالیہ برسوں میں ال کاسٹیلو سمیت میکسیکو کے دیگر اثریاتی مقامات کو عوام کے لیے بند کر دیا ہے۔ اب سیاح ان یادگاروں کے گرد چکر لگا سکتے ہیں لیکن ان کے اندر نہیں جاسکتے اور نہ ہی ال کاسٹیلو کی سیڑھیوں پر چڑھ سکتے ہیں۔ ال کاسٹیلو کی سیڑھیوں پر چڑھنے کی یہ ممانعت 2006ء میں کر دی گئی تھی ساتھ ہی INAH نے اس کے اُوپر بنے ہوئے معبد کے اندر جانے پر بھی پابندی عائد کر دی ہے۔

اہرام ایٹلانٹس

PYRAMID OF ATLANTIS

ایٹلانٹس یونانی روایات کے مطابق مغربی سمندر کا ایک بڑا جزیرہ یا براعظم تھا۔ افلاطون نے اسی کو یوٹوپیا قرار دیا تھا اور بتایا تھا کہ اس براعظم کے زلزلے سے تباہ ہونے سے پہلے اسی پر ایک نہایت اعلیٰ درجے کی تہذیب موجود تھی۔ اس براعظم کے حقیقی وجود کے متعلق بہت سی قیاس آرائیاں ہوتی رہی ہیں۔ ایسی ہی ایک قیاس آرائی ایک امریکی محقق اگنیشیس ڈونیلی IGNATIUS DONNELY نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "ATLANTIS, THE ANTIDILUVIAN WORLD" میں کی تھی۔ یہ کتاب 1882ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد علمی دنیا میں ایک تہلکہ مچ گیا تھا۔ اگرچہ کئی دیگر محققین نے ڈونیلی کو ایک دیوانہ اور وہم پرست انسان کہہ کر اس کی رد کردی تھی مگر اس کے باوجود ڈونیلی کی یہ کتاب افسانوی براعظم کے متعلق انتہائی اہم تصنیف قرار پائی ڈونیلی کے مطابق اگر اس افسانوی براعظم کا کوئی وجود تھا تو وہ یقیناً بحراوقیانوس ATLANTIC کے عین وسط میں واقع تھا۔ اپنی اس کاوش میں ڈونیلی نے ایٹلانٹس کے متعلق روایات کی سچائی کی دلیل کے طور پر اس کے اہراموں کو پیش کیا تھا۔ ڈونیلی کے خیال کے مطابق عیسائیوں کی صلیب یا بائبل کا باغ عدن اور اہراموں کی بنیاد ایٹلانٹس ہی تھا۔ ڈونیلی نے ایک مفروضہ یہ پیش کیا تھا کہ قدیم لبنانی قوم فونیقی PHOENICIAN کی

ایک دیوی استی نومی یا اشٹرانو ایما تھی جسے اہل یونان نیمان NIMAN کہتے تھے۔ وہ دیو مالائی
ہیش کے تین بیٹوں کی اکلوتی بہن تھی جسے تورات کی کتاب ''کتاب تخلیق'' میں نائما یا نا آما کہا گیا
ہے۔ اگر اس بات کو اہمیت دی جائے تو پھر عبرانی HEBREWS اور فونیقیوں کا اصل وطن
یورپ کے مغرب میں واقع باغ عدن تھا۔ اگر یہ مفروضہ قائم کیا جائے کہ فونیقیوں کا تعلق وسطی
امریکہ کے باشندوں سے تھا تو جیسا کہ فونیقی اور ان کے ابجدوں کی مماثلت سے ثابت ہوتا ہے جو
خود کو مشرقی سمندروں کے ایک جزیرے کا متوطن بتاتے ہیں تو پھر اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں رہتا
کہ باغ عدن اور ایٹلانٹس ایک ہی جگہ کے دو نام تھے۔

یہاں یہ بات بھی اہم ہے کہ باغ عدن اور صلیب میں ایٹلانٹس سے بڑی مماثلت پائی
جاتی ہے اور ایٹلانٹس جو دیوتاؤں کا آشیاں تھا اہراموں کے اصل ماڈل بھی ملتے جن کا سلسلہ
مصر، ہندوستان سے جنوبی امریکہ کے ملک پیرو تک پھیلا ہوا ہے۔ محققین کے خیال کے مطابق
اہرام انسانی تاریخ کے آغاز سے پہلے کی منفرد تعمیرات ہیں جو آج سات ہزار بعد بھی ایک معمہ کی
شکل میں موجود ہیں۔ ہندوؤں کی مقدس مذہبی کتب ''پرانوں'' کے مطابق اہراموں کا تعلق اس
قدیم زمانے سے تھا جس کی باقیات اب کھنڈرات کی شکل میں بھی خال خال آ بچی ہیں، اہرام
چیوپس یا خوفو کا تعلق بھی انہیں قدیم عمارتوں سے ہے جو ستم زمانہ سے ملبے کے ڈھیروں میں تبدیل
ہو چکی ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے ایک مغربی محقق، مسٹر فیبر M.R.FABER نے اپنی ایک کتاب
ORIGIN OF PAGAN IDOLATRY میں کھنڈراتی ٹیلوں، اہراموں بدھ معبد،
پگوڈوں کو ایک ہی صنف قرار دیا ہے۔ وہ اہراموں اور پگوڑوں کو عدن کے وسط میں ایستادہ ایک
مقدس پہاڑ کی شکل قرار دیتا ہے۔ اس پہاڑ کا ذکر زبور کی کئی آیات میں ملتا ہے۔ اس طرح اہرام
ان حیرت انگیز معموں میں سے ایک ہیں جن سے انسانوں کا واسطہ ہمیشہ پڑتا رہا ہے اور جو

ایٹلانٹس کے حوالے کے بغیر حل ہوتا ہوا نظر نہیں آتا۔ مسلم جغرافیہ دان ابوبلخی کی ایک تصنیف کا ایک قدیم نسخہ جس کا ترجمہ ڈاکٹر اسپرینگر نے کیا ہے ابوبلخی نے لکھا ہے کہ سیلاب عظیم کی آمد سے پہلے دانشمندوں نے کچھ الہامی نشانیاں پاکر کہ پانی کا ایک عظیم سیلاب آنے والا ہے جو کرہ ارض پر موجود انسانی تمدن کو خش وخاشاک کی طرح بہالے جائے گا' اس عظیم قدرتی آفت سے بچنے کے لیے پیش بندی کے طور پر مصر میں پتھروں کے اہرام تعمیر کیے گئے تھے۔ ان میں دو عمارات باقی سب سے بڑی تھیں۔ یہ عمارات تقریباً 400 کیوبٹ بلند اور تقریباً اتنی ہی کشادہ تھیں۔ یہ عمارات سنگ مرمر اور سنگ جراحت کی بھاری سلوں سے تعمیر کی گئی تھیں۔ ان بھاری بلاکوں کو بڑی ہنرمندی سے جوڑا گیا تھا اور عمارتوں کے بیرونی پتھروں پر عجیب وغریب رسم الخط میں کتبات درج تھے۔

اس قدیم تصنیف میں مصر میں بلند وبالا عمارتیں تعمیر کرنے کا تذکرہ آیا ہے جو سیلاب عظیم سے پیش بندی کے طور پر تعمیر کی گئی تھیں۔ ایسی ہی بلند وبالا عمارات امریکہ کے میدانوں میں بھی ملیں ہیں۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ ایک یہ عمارتیں یا اہرام ایٹلانٹس کی ایسی ہی تعمیرات کا چربہ تو نہیں تھیں۔ کیا ایسی ہی بلند وبالا عمارتوں کی وجہ سے ہی تو مینارہ بابل کی شہرت تو نہیں پھیلی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کچھ محققین کا خیال ہے کہ کچھ مصری اہراموں کی شکل ان ریڈانڈین معبدوں سے ملتی ہے جو میکسیکو کے میدانوں میں سینہ تانے کھڑے ہیں۔ ان مصری اہراموں کو قدیم ترین خیال کیا جاتا ہے یہ سیڑھی دار اہرام یا عربی زبان میں مصطبہ کہلاتے ہیں۔ یہ میکسیکو کی ہی طرح اُوپر سے چوکور بھی ہیں۔ قدیم اقوام عالم میں ایسی تعمیرات ہمیں آشوریوں کے ہاں بھی ملتی ہیں ایک محقق کے نزدیک یہ طرز تعمیر (سپاٹ چوٹی دار) میسوپوٹیمیا سے لے کر بحرالکاہل کے ساحلوں تک پھیلے ہوئے مندروں اور معبدوں میں پایا جاتا ہے۔ قدیم فونیقی بھی اہرام تعمیر کیا کرتے تھے۔ امریکہ اور مصر دونوں میں پائے جانے والے اہراموں کو ساتھ ساتھ مدفن کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا

تھا۔ یہ اہرام ہمیں بحر اوقیانوس کی دونوں جانب ملتے ہیں۔ ان اہراموں کے چاروں کونے صلیب کے بازوؤں کی طرح ہیں اور قطب نما کے چار خاص نقاط کی علامت ہیں۔ یہ ہمیں اولمپس کی یاد بھی دلاتے ہیں۔ کیا یہ تمام قدیم عمارات حادثاتی یا اتفاقی طور پر وجود میں آ گئی تھیں؟ یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ آج تو شاید ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ جدید زمانے میں تو امریکہ اور برطانیہ کی حکومتوں میں یکساں نوعیت پائی جاتی ہے مگر ایسا اسی وقت ہو سکتا تھا جب حالات اور ضروریات کی یکسانیت کی وجہ سے مختلف انسانی آبادیوں کی سوچ میں یکسانیت پیدا ہو جاتی یا پھر بحر اوقیانوس کے دونوں جانب قائم ان آبادیوں نے کسی تیسرے انسانی تمدن کی پیروی کی تھی جو یقیناً گمشدہ براعظم ایٹلانٹس پر قدیم زمانے میں قائم تھا؟

اہرام ہائے عراق یا میسوپوٹیمیا کے زیگورت

ZIGGURATS OF MESOPOTAMIA

زیگورت میسوپوٹیمیا یا قدیم عراق میں تعمیر کیے جانے والی اہرام نما یادگاریں تھیں۔ یہ عمارتیں سمیری، بابلی، عیلامی اور عکادی لوگوں نے اپنے مذاہب کی پرستش گاہوں کے طور پر تعمیر کی تھیں۔ ہر زیگورت ایک معبد کمپلیکس کا حصہ تھا جس میں اور عمارتیں بھی ہوتی تھیں۔ زیگورت کی تعمیر سے پہلے ان کی پیشرو مذہبی عمارتیں وہ بلند چبوترے تھے جو مذہبی رسوم کی ادائیگی کے لیے تعمیر کیے جاتے تھے۔ یہ میسوپوٹیمیا میں العبید UBAID PERIOD کی تعمیرات تھیں جو چوتھی ہزاری قبل از مسیح میں تعمیر کی گئی تھیں۔ ابتدائی زیگورت، ماہرین اثریات کے مطابق اس وقت تعمیر کیے گئے تھے جب میسوپوٹیمیا میں شہنشاہیت کا آغاز ہو رہا تھا۔ سب سے آخر میں میسوپوٹیمیا میں تعمیر کیے جانے والے زیگورت چھٹی صدی قبل از مسیح سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ کسی مستطیل، چوکور یا بیضوی شکل میں میں پیچھے بنتے ہوئے چبوتروں پر تعمیر کی گئی اُوپر سے چوکور اہرام نما عمارتیں تھیں۔ ان زیگورتوں کا اندرونی یا مرکزی حصہ کچی اینٹوں سے تعمیر کیا جاتا تھا جبکہ ان کے بیرونی حصے پختہ اینٹوں سے تعمیر کیے جاتے تھے۔ بیرونی حصوں میں اکثر مختلف رنگوں کی چمکدار ٹائلیں بھی لگائی جاتی تھیں جن کی ترتیب علم فلکیات کی رو سے بھی اہمیت رکھتی تھیں۔ ان چمکدار ٹائیلوں پر بعض اوقات شاہان وقت اپنے نام نقش کروا دیتے تھے۔ جن چبوتروں یا سیڑھیوں پر یہ زیگورت تعمیر کیے

جاتے تھے وہ تعداد میں دو سے سات تک ہوتیں تھیں۔ ان سیڑھیوں کے اوپر معبد کی عمارت ہوتی تھی۔ تاہم اس کا کوئی اثریاتی ثبوت نہیں مل سکا مگر مشہور یونانی مؤرخ ہیروڈوٹس کی تحریریں ہمیں ان کے متعلق بتاتی ہیں ان معبدوں تک پہنچنے کے لیے زیگورت کی ایک سمت میں سیڑھیاں رکھی جاتی تھیں جو بنیادوں سے چوٹی تک جاتی تھیں۔

قدیم عراق میں تعمیر کیے جانے والے زیگورت عوام کی عبادت گاہیں نہیں تھیں بلکہ یہ جس شہر میں تعمیر کی جاتی اس شہر کے دیوتا کا گھر تصور کی جاتی تھیں۔ اس طرح ہر شہر کا ایک محافظ دیوتا مان لیا گیا تھا اور اس کا گھر یا زیگورت اس شہر میں تعمیر کیا جاتا تھا۔ اس زیگورت یا اس کے نیچے بنائے گئے ایوانوں میں صرف پروہتوں کو رسائی حاصل ہوتی تھی۔ یہی پروہت ان زیگورتوں اور ان کے دیوتاؤں کا خیال رکھتے تھے۔ پروہت سمیریائی معاشرے کے سب سے طاقتور افراد تھے۔

بحال اور محفوظ کیے جانے والے زیگورتوں میں سب سے اہم ''چغہ زنبیل'' نامی زیگورت ہے جو مغربی ایران میں واقع ہے۔ جبکہ سیالک SIALK نامی زیگورت جو کاشان ایران میں واقع ہے سب سے قدیم تصور کیا جاتا ہے۔ اس کا تعلق تیسری ہزاری قبل از مسح سے ہے۔ میسوپوٹیمیا میں پائے جانے والے زیگورت اپنے تعمیراتی ڈیزائنوں میں بھی مختلف ہیں مثلاً سادہ سے چبوترے پر تعمیر کیے جانے والے زیگورتوں سے پیچیدہ ریاضیاتی ڈیزائنوں پر مشتمل زیگورت ان میں شامل ہیں جو کئی منزلہ اور کئی سیڑھیوں یا چبوتروں پر تعمیر کیے گئے ہیں۔ سادہ ترین زیگورت ارک قدیم سمیر میں تعمیر کیے جانے والا معبد سفید تھا۔ ایک بلند چبوترے پر تعمیر کیے جانے کا مقصد اسے آسمان کے نزدیک لے جانا تھا۔ میسوپوٹیمیا میں یہ تصور عام تھا کہ زیگورت یا یہ اہرام نما عمارتیں آسمان کو زمین سے ملاتی ہیں بابل میں جو زیگورت واقع تھا اسی وجہ سے اس کا سمیری نام ''ایتی مینن ETEMENANKIA تھا جس کا مطلب ''زمین اور آسمان کے درمیان چبوترے پر گھر'' بنتا تھا۔ بابل کا یہ زیگورت بدقسمتی سے آج موجود نہیں رہا تاہم جس مینارہ بابل کا ذکر تاریخ

یگورت

ZIGGU

م نما یادگاریں تھیں۔ یہ
اہوں کے طور پر تعمیر کی
تی تھیں۔ زیگورت کی
ل ادائیگی کے لیے تعمیر
یرات تھیں جو چوتھی
طابق اس وقت تعمیر
میں میسوپوٹیمیا میں
کسی مستطیل، چوکور یا
م نما عمارتیں تھیں۔
کے بیرونی حصے پختہ
ٹائلیں بھی لگائیں
رٹائیلوں پر بعض
یگورت تعمیر کیے

میں موجود ہے وہ شاید یہی زیگورت تھا۔ اثریاتی دریافتوں اور تاریخ میں ملنے والے ان تذکروں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مینارہ یا زیگورت سات منزلہ عمارت تھی جو چودھویں صدی قبل از مسیح سے نویں صدی قبل از مسیح کے زمانے سے تعلق رکھتی تھی۔

انجیل کے مقدس میں مینارہ بابل کے متعلق لکھا ہے کہ اسے جری نوجوانوں نے اس قدر بلند بنایا تھا کہ یہ تقریباً تخت خداوندی تک پہنچ گیا تھا۔ اس زمانے میں میسوپوٹیمیا کے ہر شہر میں ایک مینارہ تعمیر کیا جاتا تھا جو کئی عمودی چڑھائیوں میں بلند ہوتا جاتا تھا۔

مینارہ بابل محققین کے مطابق 3500 ق م میں تعمیر کیا گیا تھا۔ 1800 ق م میں یہ عہد حمورابی تک وقت خوردہ ہو چکا تھا۔ اس لیے اسے حمورابی نے دوبارہ تعمیر کرایا۔ بعد کے دور میں یہ نوتعمیر کردہ مینارہ بابل سینا خرب شاہ نینوا کی تخریب کاری کا نشانہ بنا۔ بعدازاں جب نیپو بولاسر اور بخت نصر کے دور میں بابل کو ایک بار پھر عروج حاصل ہوا تو بخت نصر نے اس مینارے کی عظمت کو بحال کر دیا اور اسے مزید رونق بخش دی تھی یہ مینارہ آج کی جدید سربفلک عمارتوں کی مانند منزل در منزل بلند ہوتا جاتا تھا۔ اس کی پہلی منزل 106 فٹ بلند تھی اور دوسری 58 فٹ، پھر چار منزلیں اور تھیں جن میں سے ہر ایک تقریباً 19 فٹ اونچی تھی اور چوٹی پر ساتویں منزل کے طور پر ایک 48 فٹ بلند معبد تعمیر کیا گیا تھا جو مردوک دیوتا کی پرستش کے لیے مخصوص تھا۔ اس معبد کی دیواروں پر سونے کے پترے چڑھائے گئے تھے اور ان میں نیلی ٹائلیں بھی جڑی گئی تھیں۔ جب دھوپ مینارے کی چوٹی پر پڑتی تھی تو اس سے منعکس ہونے والی روشنی سے پورا شہر منور ہو جاتا تھا۔ اس معبد کو ہیروڈوٹس کے بیان کے مطابق 26 ٹن سونے کے کی آرائشی سامان سے سجایا گیا تھا۔

بخت نصر کے بعد اس مینارے کو ایک شاہ فارس زرکسز نے تباہ و برباد کر ڈالا تھا۔ جب 323 ق م میں سکندر اعظم کا گذر بابل سے ہوا تو اس نے اپنے آدمیوں کو اس مینارے کی بحالی کے کام پر لگایا تھا کہ اس مینارے کی عظمت کچھ نہ کچھ دوبارہ بحال ہو سکے۔

کولڈیوک نامی ایک جرمن ماہر اثریات نے بیسویں صدی کے آغاز میں ایک اثریاتی کھدائی کے بعد اس مینارے کی باقیات کو زمین سے برآمد کیا تو اس وقت مینارے کے نچلے حصے (جو ٹوٹی ہوئی اینٹوں کا ایک بڑا سا مربع تھا) کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں بچا تھا۔ لیکن اس جرمن ماہر اثریات نے اس مینارے کی عظمت کو اپنی چشم تصور سے دیکھ کر اس کی عظمت کو دنیا پر واضح کر دیا تھا۔

اہرام، شہر حضرت ابراہیمؑ اُرکاز یگورت

ZIGGURAT OF UR

محققین کے مطابق اُرUR میسوپوٹیمیا کا وہ شہر تھا جہاں حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے اور پروان چڑھے تھے۔اس شہر کی مرکزی عبادت گاہ یا معبد ''عظیم زیگورت اُر'' کہلاتا تھا۔اسے سمیری زبان میں E-TEMEN-NIGURU کہتے تھے۔''اس کا مطلب ''وہ گھر جس کی بنیادیں خوف پیدا کرتی ہوں'' بنتا ہے۔یہ آج کے عراق کے صوبہ ذی قار میں واقع ہے۔یہ عمارت کانسی کے دور کے آغاز میں (اکیسویں صدی قبل از مسیح) تعمیر کی گئی تھی تاہم یہ چھٹی صدی قبل از مسیح تک یعنی عروج بابل کے دور ثانی تک کھنڈرات میں تبدیل ہو چکی تھی۔اس دور میں اس عمارت کی تعمیر نو شاہ بابل نابونی دس NABONIDUS نے کی تھی۔اس کے کھنڈرات 1920 سے 1930ء تک کی جانے والی اثریاتی کھدائی میں دریافت ہوئے تھے۔انہیں مشہور ماہر اثریات سر لیو نارڈ وولے SIR LEONARD WOOLLY نے دریافت کیا تھا۔عراق کے سابقہ صدر صدام حسین نے 1980ء کی دہائی میں اس عمارت کی جزوی تعمیر تو کرائی جس کے دوران اس کی یادگار سیڑھیاں اور بحال کر دیے گئے۔اُرکاز یگورت ایران اور عراق میں بحال کیے جانے والی یادگاروں میں اہم ترین ہے۔یہ نوسمیری NEO-SUMEIAN شہرار کی بحال کی جانے والی تین عمارتوں میں سے ایک ہے دوسری دو عمارتیں شاہ ارنیمو کا محل اور شاہی مقبرہ ہیں۔

اُر کا زیگورت شاہ ارنمو KING URNAMMU نے تعمیر کروایا تھا اور اسے
اکیسویں صدی قبل از مسیح میں نیناسن NANA SIN کے نام معنون کر دیا تھا۔ یاد رہے وہ اُر
کے تیسرے شاہی خاندان کا ایک حکمران تھا۔ یہ سیڑھی دار اہرام 210x148 فٹ کشادہ تھا اور
98 فٹ بلند تھا۔ جدید دور میں اس عمارت کی صرف بنیادوں کے کھنڈرات ہی دست بردِ زمانہ سے
بچ رہے تھے۔ یہ زیگورت اس قدیم معبد کمپلیکس کا ایک حصہ تھا جو اُر شہر کی حکومت کا نظام چلانے
کے لیے مرکزی عمارت کا کام دیتی تھی اور چاند دیوی نینا کا معبد بھی تھی جو اُر شہر کی محافظ دیوی تھی۔

اس زیگورت کی تعمیر اکیسویں صدی قبل از مسیح میں شاہ شلگی KING SHULGA کے
عہد میں پایہ تکمیل کو پہنچی تھی۔ اس بادشاہ نے سمیری شہروں کا اتحاد تشکیل دیا تھا اور خود کو دیوتا قرار
دے دیا تھا۔ اسی بادشاہ کے 48 سالہ طویل عہد حکومت میں اُر نے ایک ریاست کے دارالحکومت
کی حیثیت کر لی تھی جسک ے زیر ابتداں میسوپوٹیمیا کا بڑا حصہ تھا۔ اسی کے عہد میں میسوپوٹیمیا میں
کئی ایک زیگورت گارے اور پختہ اینٹوں سے تعمیر کیے گئے تھے۔

بابل کے عروج نو کی تعمیر ثانی:

اُر کے زیگورت کی تعمیر ثانی چھٹی صدی قبل از مسیح میں شاہ بابل نابونیدس کے عہد میں ہوئی
تھی۔ اس دور تک اُر کا زیگورت اپنی اصلی شکل وصورت کھو چکا تھا۔ شاہ نابونیدس نے اسے سات
طبقات میں بحال کرایا جبکہ محققین کے نزدیک یہ اصلی تعمیر کے وقت ایک سہ طبقاتی عمارت تھی۔

عہد جدید میں:

اس اہرام کے کھنڈرات کا ذکر سب سے پہلے ایک یورپی سیاح ولیم کینٹ لوفٹس
LOFTUS, WILLIAM KENNETT نے انیسویں کے آغاز میں اپنے سفرنامے
میں کیا تھا۔ اس مقام پر پہلی اثریاتی کھدائی جان جارج ٹیلر نے 1850ء کی دہائی میں کرائی

تھی۔ جس کے بعد اس کی پہچان ہوئی کہ یہ قدیم سمیری شہر اُر کا زیگورت ہے۔ جنگ عظیم اول کے بعد کئی ایک ماہرین اثریات نے اس مقام پر ابتدائی کھدائیاں کرائیں 1920ء کی دہائی میں سر لیونارڈ وولے کو یونیورسٹی میوزیم آف یونیورسٹی آف پنسلوانیا کی طرف سے اس مقام کی اثریاتی کھدائی کے لیے بھیجا گیا۔ اس نے 1922ء سے 1934ء تک اس مقام کی اثریاتی کھدائی کرائی۔

اس زیگورت کی باقیات یا کھنڈرات پختہ اینٹوں کی تین تہوں پر مشتمل تھیں ان تہوں میں سب سے آخری تہہ کا تعلق شاہ ارنیمو کی تعمیر سے تھا جبکہ دو بالائی تہیں عروج بابل کے زمانے میں کی جانے والی تعمیر ثانی سے تعلق رکھتی تھیں۔ انہیں کھنڈرات پر بحالی کا کام صدر صدام حسین کے حکم پر 1980ء کی دہائی میں کیا گیا تھا۔ مگر اس تعمیر نو کو 1991ء میں لڑی جانے والی جنگ خلیج کے دوران نقصان پہنچا۔ اور بموں کے دھماکوں سے نو بحال کردہ یہ عمارت ہل کر رہ گئی۔ نہ صرف اس یادگار عمارت میں چار بم پھٹنے سے گڑھے پڑ گئے بلکہ بندوقوں سے چلائی گئی گولیاں بھی اس عمارت کو داغدار کر گئی۔ عراق پر امریکہ کے حالیہ قبضے کے بعد اس عمارت کا مہتمم اعلی دیف نائف ال گری کو بنا دیا گیا تھا۔

نوبیا کے اہرام

NUBIAN PYRAMIDS

وادی نیل کا جو علاقہ ماضی میں نوبیا NUBIA کہلاتا تھا وہ آج سوڈان کا حصہ ہے۔ یہ علاقہ قدیم افریقی سلطنت کشائٹ KUSHITE کا گھر تھا۔ اس قدیم سلطنت کے پہلے حکمران خاندان کی ریاست کرما 2600KERMA ق م سے 1500 ق م تک قائم رہی۔ اس سلطنت کا دوسرا شاہی خاندان (1000 ق م سے 300 ق م) نپٹا NAPTA تھا جبکہ اس سلطنت کا آخری شاہی خاندان میروئی 300MEROE ق م سے 300 عیسوی تک حکمران رہا۔

کرما نوبیا کی پہلی مرکزی حیثیت کی حامل ریاست تھی۔ اس ریاست کا اپنا فن تعمیر اور شاہی مدفن تعمیر کرنے کی روایات تھیں۔ آخری دور کے حکمران خاندان نپٹا اور میروئی مصر کی ثقافت و تہذیب سے بے حد متاثر تھے۔ قدیم مصر کو نپٹا خاندان کے حکمرانوں نے فتح کر لیا تھا۔ نپٹا خاندان کے ان حکمرانوں مصر کے بیسویں شاہی خاندان کے فراعنہ کے طور پر مصر پر بھی حکومت کی تھی۔ اہل نپٹا کا مصر پر یہ قبضہ 656 ق م میں اس وقت ختم ہوا جب اہل شام نے مصر کو فتح کر لیا تھا۔

اہرام نوبیا:

نوبیا کے تین مقامات پر تقریباً 255 اہرام چند سو برس میں شاہان نوبیا کے مدفن کے طور پر تعمیر کیے گئے۔ ان تین مقامات میں سے پہلا مقام ال کورو EL-KURU کا ہے جہاں شاہ

کشتا KING KASHTA اور اس کے بیٹے پائی PIYE اور اس کے جانشینوں شاباکا SHABKA اور شاباٹکا SHABATKA اور تان وتامی TANWETAMI کے مقابر واقع ہیں۔ان شاہان کی ملکاؤں کے لیے بھی تقریباً 14 اہرام تعمیر کیے گئے تھے۔ان اہراموں کا تقابلی جائزہ مصر میں 3000 سال میں تعمیر ہونے والے 120 بڑے اہراموں سے لیا جا سکتا ہے۔

نوبیا کے اہراموں کا دوسرا مقام تعمیر نوری NURI ہے جو بالائی نوبیا میں دریائے نیل کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔یہ گورستان 21 شاہان اور 52 ملکاؤں اور شہزادوں بشمول اسلامی ANLAMI اور اسپالٹا ASPELTA کا مدفن ہے۔ان مدفنوں میں شاہان کی نعشیں بڑے بڑے سنگی تابوتوں میں محفوظ ہیں۔ان تابوتوں کا وزن 15 ٹن سے زائد ہے جبکہ ان تابوتوں کے صرف ڈھکن 4 ٹن وزنی ہیں۔نوری کے مقام پر واقع اہراموں میں سب سے قدیم نیپاٹا' پانچویں شاہی خاندان کے فرعون' تحراقہ TAHARQA کا ہے۔

میروئی MEROE کے مقام پر سب سے زیادہ نوبیائی اہرام موجود ہیں۔یہ مقام دریائے نیل کے پانچویں اور چھٹے آبشاروں کے درمیان واقع ہے۔یہ خرطوم کے تقریباً ایک سو کلومیٹر شمال میں واقع ہے۔میروئی خاندان کے عہد میں اس مقام پر 40 کے قریب بادشاہ اور ملکائیں دفن کی گئی تھیں۔

نوبیا کے اہرام مصری اہراموں سے جسامت میں مختلف ہیں۔یہ افقی طور پر پتھر کے بلاکوں سے تعمیر کیے گئے ہیں اور اندازاً 6 میٹر سے 30 میٹر تک بلند ہیں۔یہ مصر کے اہراموں کی کشادہ بنیادوں کی بجائے صرف آٹھ میٹر طویل بنیادوں پر تعمیر کیے گئے ہیں۔اسی وجہ سے یہ تنگ اور طویل عمارتیں ہیں اور تقریباً 70 درجے کی ڈھلوانوں پر تعمیر کیے گئے ہیں۔ان اہراموں کے ساتھ چڑھاوے چڑھانے کے لیے ملحقہ مندر بھی تعمیر کیے گئے ہیں اور یہ کشائٹ KUSHITE فن تعمیر

ہ نمونہ ہیں۔ مصری اہرام ان کے مقابلے میں 5 گنا بڑے ہیں اور ان کی ڈھلوانیں 40 اور پچاس درجے کی ہیں۔ نوبیا کے تقریباً یہ سبھی اہرام قدیم زمانے میں اہرام لوٹنے والوں کی ستم ظریفی کا شکار رہے ہیں۔ ان اہراموں میں شاہی نعشیں حنوط کر کے لکڑی کے صندوقوں میں شاہانہ طور پر زیورات پہنا کر محفوظ کی گئی تھیں۔ انیسویں اور بیسویں صدی میں جب ان اہراموں کو ماہرین اثریات نے کھنگالا تو ان میں سے بعض میں تیر و کمان، گھوڑوں کی زینیں، لکڑی کے صندوق، فرنیچر، رنگین شیشے اور دھات مٹی کے بنے ہوئے برتن اور کئی اور نوادرات ملے جن کا تعلق میروئی عہد سے تھا اور ان میں سے کئی ایک مصر اور یونان سے تجارت کے ذریعے یہاں لائی گئی تھیں۔

میروئی میں اثریاتی کھدائی کے دوران ایک اہرام سے کئی سو ایسے نوادرات ملے ہیں جو انتہائی وزنی ہیں جن میں سنگی بلاک شامل ہیں جن پر نقش نگار بنے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ خود اہرام بھی 390 سے زائد بھاری سنگی بلاکوں سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اثریاتی کھدائی ہی سے میروئی ڈیم کے علاقے سے ایک پوری گائے مدفون ملی ہے، تیسرا شاہی گورستان ال کورو EL-KURRU کے مقام پر ہے جہاں کئی بادشاہ اور ملکائیں مدفون ہیں۔ اس کے علاوہ جبل برکال GEBEL BARKAL کے دامن میں بھی کئی ایک اہرام واقع ہیں۔

اہرام یونان

GREEK PYRAMIDS

یونانی اہرام' آرگولیس کے اہرام THE PYRAMIDS OF ARGOLIS بھی کہلاتے ہیں۔ یہ آرگولڈ ARGOLID' یونان میں واقع ایک میدان میں کئی ایک تعمیرات ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور اہرام ہیلنی کون THE PYRAMID OF HELLINIKON ہے۔ جغرافیہ دان پاؤسیناس PAUSISIAS کے زمانے میں اسے ایک مقبرہ سمجھا جاتا تھا۔ بیسویں صدی کے محققین نے اس عمارت کے کئی اور مقاصد بیان کیے ہیں۔

محل وقوع:

دوسری صدی عیسوی کے یونانی جغرافیہ دان پوسینیا میں PAUSINIAS نے دو اہراموں سے ملتی جلتی عمارتوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک ہیلنی کون کے مقام پر موجود تھی جو کسی سپاہی کا مقبرہ سمجھی جاتی تھی جو آرگوش ARGOS کی افسانوی تخت نشینی کی جنگ میں مارا گیا تھا جبکہ دوسرے اہرام کے متعلق پوسیناس نے بتایا ہے کہ وہ 669 ق م میں لڑی جانے والی ایک جنگ کے دوران مارے جانے والے ایک سپاہی آرگویر ARGIVES کا مقبرہ تھا مگر اس کے آثار نابود ہو چکے ہیں۔

اہراموں سے ملتی جلتی عمارتوں کے آثار آج بھی یونان میں موجود ہیں۔ان میں سے ایک ہیلنی کون HELLINIKON کے مقام پر ہے جبکہ دوسری لیگوریو LIGOURIO کے مقام پر ہے جو قدیم تھیٹر اپی ڈورس EPEDURUS کے قرب وجوار میں واقع ایک گاؤں کے قریب ہے۔

آرگولیس کے مقام پر واقع اہرام سے ملتی جلتی یہ عمارتیں کافی اہمیت کی حامل ہیں۔مگر ان کے متعلق قدیم یونانی تحریروں میں بہت کم حوالے ملتے ہیں۔دوسری صدی عیسوی کے زمانے سے تعلق رکھنے والا یونانی جغرافیہ دان پوسیناس نے اہراموں سے ملتی جلتی دو عمارات کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک یعنی اہرام ہیلنی کون ہے جو آرگوس کی جنگ تخت نشینی میں مارے جانے والے سپاہیوں کا مقبرہ بتائی گئی ہے جبکہ دوسری جیسا کہ پہلے ذکر آیا 669 ق م میں لڑی جانے والی ایک جنگ میں مارے جانے والے آرگویز کا مقبرہ تھی۔

اپی ڈوریا EPEDAURIA کو آرگوس سے آنے والی شاہرہ کے دائیں ہاتھ پر آج کل ایک عمارت واقع ہے جو ایک اہرام کی شکل کی ہے۔اس عمارت پر آرگویز ARGIVE کی دو ڈھالیں نقش ہیں۔کہتے ہیں اس مقام پر تخت وتاج کے لیے پروٹیس PROTEUS اور ایکریسیس ACRESIUS کے درمیان جنگ لڑی گئی تھی جو بے نتیجہ رہی اور آخر ایک صلح پر ختم ہوئی اور کوئی فریق بھی دوسرے پر فیصلہ کن فتح نہ حاصل کر سکا۔اس کی وجہ مؤرخین نے یہ لکھی ہے کہ دونوں فریق جنگی ڈھالوں سے مسلح تھے اور ڈھال کسی جنگ میں پہلی بار ایک دفاعی ہتھیار کے طور پر استعمال ہوئی تھی جو لوگ بھی دونوں اطراف سے اس جنگ میں مارے گئے انہیں ایک مشترکہ مقبرے میں دفن کیا گیا کیونکہ وہ سب ہم وطن اور باہم ایک دوسرے کے عزیز واقارب تھے۔

ہیلنکون کی اس اہرام نما عمارت میں اثریاتی کھدائی ویگینڈ WIEGAND نے کروائی۔اس نے فرش اکھاڑ کر ملبہ باہر پھینک دیا۔اس کے بعد مزید کھدائی 1937ء میں امریکن سکول آف آرکیالوجی نے کروائی جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ یونان میں موجود دونوں اہرام نما عمارتیں

ماضی میں پہرے داروں کی رہائش گاہ کے طور پر مستعمل رہی ہیں۔ان عمارتوں میں ایک چھوٹی گیرژن فوج ٹھہر سکتی تھی جو آس پاس کے علاقوں پر کنٹرول کرتی تھی۔ان عمارتوں میں رہ کر یہ فوجی کسی اچانک حملے سے محفوظ رہتے تھے۔

ان عمارتوں کے تعمیری زمانے میں ماہرین کو اختلاف ہے جس کی وجوہات ایک سائنٹفک اختلاف ہے جو اثریاتی اور حرارتی THE MOLUMINESCENCE تجزیات میں پایا جاتا ہے۔

اہرام سیسٹیس روم

PYRAMID OF CESTIUS,ROME

اہرام سیسٹیس، روم، اٹلی میں ایک قدیم اہرام ہے۔ یہ آج کے پورٹا سان پاؤلو اور پروٹسٹنٹ قبرستان کے قریب واقع ہے۔ یہ ایک قدیم دوراہے پر کھڑا ہے۔ ان راستوں میں سے ایک دریائے ٹائبر کے مغرب چلا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ آج کا VIA DELLA MARMORATA واقع ہے۔ جبکہ دوسرا براستہ اوسٹینسیں OSTIENSIS چلا گیا ہے۔ چونکہ یہ اہرام روم کی فصیلوں کے اندر واقع ہے اس لیے یہ روم کی محفوظ کی گئی عمارتوں میں سے ایک ہے۔

یہ اہرام 18 سے 12 قبل از مسیح کے زمانے میں تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ ایک رومی مجسٹریٹ اور روم کی چار مستند مذہبی جماعتوں میں سے ایک SEPTEMVIRIE PULONUM کے ایک کارکن گائیس سیسٹیس GAUIS CESTIUS کا مقبرہ تھا۔ یہ اینٹوں، کنکریٹ اور سفید سنگ مرمر کی سلوں کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ 125 رومی فٹ یا 37 میٹر بلند اور اس کی بنیادوں سے 100 رومی فٹ یا 29.6 میٹر کشادہ ہے۔ اس اہرام کے اندر ایک ایوان مدفن واقع ہے جو مستطیل شکل کا 4.10 میٹر کشادہ اور 5.95 میٹر طویل ہے۔ جب 1660ء میں یہ ایوان مشفن دریافت ہوا تھا تو اس کی دیواریں فریسکو FRESCOE سے مزین تھیں۔ اب ان تصاویر کے نشان باقی بچے ہیں۔ اس اہرام میں کوئی ایسا نشان بھی باقی نہیں بچا جس سے یہ پتہ چل

سکے کہ ماضی میں اس اہرام کو لوٹا گیا ہو۔ اس مقبرے کو اس کی تعمیر کے وقت ہی کوئی بیرونی نشان چھوڑے بغیر بند کر دیا گیا تھا۔ کسی زائر کے لیے اس کے اندر داخل ہونا ممکن نہیں تھا۔ اس کے اندر عالموں کو داخل ہونے کے لیے بھی خصوصی اجازت لینا پڑتی تھی۔

کتبات:

ایک انتسابی کتبہ اس اہرام کے مغربی اور مشرقی پہلوؤں پر گودا گیا ہے۔ اسی وجہ سے یہ دونوں سمتوں سے پڑھا جا سکتا ہے۔ یہ کچھ یوں ہے۔

گائیں سیسٹیس 'لوسئس کا بیٹا اور مکتبہ فکر اپولون کا کارکن ہے وہ رومی پارلیمنٹ کا رکن اور مجسٹریٹ کے عہدے پہ فائز ہے۔

جبکہ اس ہرام کے مشرقی پہلو پر ہی پوپ الیگزینڈر ہفتم کے حکم پر 1663ء میں ایک جدید کتبہ بھی رقم کیا گیا تھا جو اس مقبرے کی دریافت اور اثریاتی کھدائی کے متعلق ہے اور سترھویں صدی کے زمانے کی یاد دلاتا ہے۔ اس کے علاوہ بعد کے زمانے کے کچھ اور کتبات بھی اس اہرام کے پہلوؤں پر درج ہیں۔

اس اہرام کی تیکھی نوکدار شکل نوبیا کے اہراموں کی یاد دلاتی ہے۔ خصوصی طور پر نوبیا کی میروئی حکمرانوں کے اہراموں کی۔ یاد رہے۔ میروئی سلطنت پر اہل روماء نے 23 ق م میں حملہ کیا تھا۔ نوبیائی اہراموں سے اہرام سیسٹیس کی یہ مماثلت ہمیں یہ بتاتی ہے کہ شاید سیسٹیس خود بھی سلطنت میروئی کے خلاف بھیجی جانے والی رومی مہم میں شامل تھا اور اسے اہرام نوبیا کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ بعدازاں اس نے اس اہرام سے ملتا جلتا اہرام تعمیر کر لیا تھا۔ یاد رہے کہ روم میں تعمیر کی جانے والا یہ کوئی اولین اہرام نہیں تھا بلکہ اس سے پہلے ایک اور بڑا اہرام 'اہرام رومولس PYRAMID OF RUMULUS کے نام سے ہیڈرین اور وٹیکن کے درمیان موجود تھا مگر یہ اہرام سولہوی صدی میں مسمار کر دیا گیا تھا لہٰذا اب صرف بچ جانے والا یہی اہرام ہے۔

اگر چہ اپنی تعمیر کے وقت یہ اہرام روم کی فصیلوں کے باہر تھا مگر شہنشاہ اورلیلین کی دیواروں کی تعمیر 271ء تا 275ء کے بعد یہ اہرام ان دیواروں کی بیچ میں آ گیا تھا۔ازمنہ وسطیٰ میں اس اہرام کی اصلیت لا پتہ رہی ایک رومی مؤرخ پیٹرارچ PETRARCH کے مطابق اس اہرام کے متعلق اس زمانے میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ وٹیکن کے قریب واقع اہرام رولوس کی نقل ہے اور ریمس کا مقبرہ ہے۔اس مقبرے کی شناخت پوپ الیگزینڈر ہفتم کے حکم پر 1660ء میں اس وقت ہوئی جب اس پوپ کے حکم پر اس اہرام کے اطراف میں اُگ آنے والے جھاڑ جھنکار کو صاف کیا گیا اور اس اہرام کے پہلوؤں پر درج کتبات کو پڑھا گیا اور اس اہرام کے اندر واقع ایوان مدفن تک رسائی حاصل کی گئی۔اس کے علاوہ اہرام کے اطراف سے دو کانسی کے مجسموں کے لیے بنائے گئے چبوترے بھی ملے مگر مجسمے لا پتہ ہو چکے تھے۔اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں انگلستان کے کئی مشہور شعراء اور ادیبوں نے اس مقبرے کی سیاحت کی تھی۔ان میں پرسی بش شیلے PERCY BYSSHE SHELLEY جان کیٹس اور تھامس ہارڈی شامل تھے۔ تھامس ہارڈی نے اس اہرام پر ایک نظم بھی لکھی تھی۔اس اہرام کی بحالی کا کام 2011 اور 2013 میں شروع کیا گیا تھا۔

چند جدید اہرام ہائے عالم

SOME MODREN PYRAMIDS

بلوریں اہرام، پیرس:

لوور میوزیم LOUVRE MUSEUM پیرس کے صحن میں 206 میٹر یا 71 فٹ بلند ایک بلوریں (شیشے کی) عمارت کھڑی ہے۔ یہ دنیا میں تعمیر کیے جانے والے جدید ترین اہراموں میں سے ایک ہے۔

لوور میوزیم یا عجائب خانہ فنون، پیرس میں 1204ء میں فلپ ثانی نے قلعہ بند محل سرا کے طور پر تعمیر کرایا تھا۔ نپولین بوناپارٹ نے اس کی تعمیر نو کرائی اور اسے قومی عجائب خانے کا درجہ دے دیا تھا۔

1985ء میں فرانس کے صدر متراں نے اس عجائب خانے کی عمارات میں اضافے کا اعلان کیا اور اس کے داخلے کی عمارت کے طور پر ایک بلوریں اہرام تعمیر کیا گیا۔ اس اہرام کی عمارت کو چاروں سمت سے آئینہ کی پلیٹوں سے مزین کیا گیا ہے۔ اس جدید اہرام کا معمار یا ڈیزائنر ایک چینی نژاد امریکی آرکیٹیکٹ I.M PE ہے۔

لکسر ہوٹل، لاس ویگاس:

یہ ایک تیس منزلہ بالکل اہرام کی شکل کی عمارت ہے۔ اس کی اُوپری منزل ہلکے بیموں سے بنائی گئی ہے۔

پیرامڈ ایرینا میمفس

PYRAMID ARENA IN MEMPHIS

یہ امریکی ریاست ٹینیسی کے شہر میمفس کی ایک 32 منزلہ عمارت ہے۔اس امریکی شہر کا نام بھی قدیم مصری دارالحکومت میمفس کے نام پر رکھا گیا ہے۔یہ عمارت میمفس یونیورسٹی کی باسکٹ بال ایسوسی ایشن کی سرگرمیوں کا مرکز رہی ہے۔والٹر پیرامڈ WALTER PYRAMID یہ 18 منزلہ نیلے رنگ کی اہرام کی شکل کی عمارت ہے۔یہ کیلی فورنیا سٹیٹ یونیورسٹی کی باسکٹ بال اور والی بال کی ٹیموں کی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔

ٹرانس امریکہ پیرامڈ سان فرانسسکو

TRANSAMRICA PYRAMID

یہ ایک 48 منزلہ عمارت ہے جو امریکی شہر سان فرانسسکو میں واقع ہے اور اس شہر کی علامتوں میں سے ایک قرار پائی ہے۔اس عمارت کا ڈیزائن انجینئر ولیم پریرا WILLIAM PEREIRA نے تیار کیا تھا۔

ریوگیونگ ہوٹل پیون گیانگ شمالی کوریا

RYUGYONG HOTEL

یہ شمالی کوریا کے شہر پیون گیانگ کی ایک 105 منزلہ عمارت ہے۔

اہرام ٹرانا

PYRAMID OF TIRANA

یہ یورپی ملک البانیہ کے شہر ٹرانا کی ایک اہرام نما عمارت ہے۔جو پہلے ایک میوزیم کا کام دیتی تھی۔اسے عام طور پر اہرام ٹرانا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

سلوواک ریڈیو بلڈنگ

THE SLOVAK RADIO BUILDING,BRATISLAVA

یہ آج کے سلواکیہ کے شہر بریٹی سلیوا میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے سرکاری ریڈیو بلڈنگ ہے۔

اہرام سموم

SUMMUM PYRAMID

یہ امریکی ریاست یوٹاہ UTAH کے شہر سالٹ لیک سٹی SALT-LAKE میں ایک جدید اہرام نما عمارت ہے۔

قصر صلح وامن

THE PALACE OF PEACE AND RECONCILIATION IN ASTANA,KAZAKHSTAN

قازقستان کے شہر آستانہ میں واقع ایک اہرام نما عمارت ہے۔

اہرام کارلس

THE KARLS RUHE PARAMID

یہ جرمنی کے شہر کارلس روہی میں واقع سرخ پتھر کی ایک عمارت ہے۔

آخر معمارانِ اہرام کون تھے؟

کیا اہرام جناتی تعمیرات ہیں؟

ماہرین اہرام اس سوال پر مدتوں سے کام کرتے چلے آئے ہیں کہ آخر کیا دنیا کے وسیع اور بلند ترین اہراموں کو عام انسانوں نے تعمیر کیا تھا؟ یا پھر ان اہراموں کو دیوزادوں یا کسی دوسرے نظام شمسی سے آئی ہوئی خلائی مخلوق نے تعمیر کیا تھا؟ دیوزاد انسانوں کے متعلق جدید سائنسی تحقیق سے منفی جوابات ملے ہیں یعنی ایسی کوئی مخلوق کسی زمانے میں بھی وجود نہیں رکھتی تھی۔ اگرچہ علمائے اسرار OCCUISTS نے بڑی تحقیق کے بعد یہ نظریہ بھی پیش کیا کہ دیوزاد زمین پر نوع انسانی کا پہلا پرتو تھے۔ مگر اس کے باوجود سائنسدانوں کے نزدیک دیوزادوں کا وجود ناممکنات میں سے ہے۔ یہاں یہ بات بھی حیرت انگیز ہے کہ قدیم مدفنوں سے نکلنے والے ڈھانچوں نے اس بات کی بھی تصدیق کی ہے کہ شاید چند ہزار برس پہلے دنیا میں ایک بے حد طاقتور اور طویل القامت نسل آباد تھی۔ مگر یہاں سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیا یہ ڈھانچے ہوموسپین HUMUSPAIN کی بنیادی نسل سے تعلق رکھنے والوں کے ہیں یا کسی اور سیارے سے آئی ہوئی دیوزاد مخلوق کے یا پھر کسی زوال پذیر تہذیب کے پسماندگان کے؟ شاید اسی جناتی مخلوق نے دنیا سے اپنے عنقا ہونے سے پہلے یہ اہرام تعمیر کیے تھے؟ کئی محققین نے ان دیوزادوں پر تحقیق بھی کی ہے۔ ان میں سے ایک انگریز محقق جون بیٹل تھا جس نے کم و بیش تیس سال تک دیوزادوں پر تحقیق کی اور ایشیا کے سرد ترین

اور دور دراز خطوں کے سفر کیے تھے۔ اٹلی میں ٹیراسینا کے مقام سے جناتی ڈھانچوں کی دریافت کی خبر سن کر چارلس وہاں پہنچا۔ اس کے نزدیک یہ ڈھانچے رومیوں کے نہیں تھے۔ اس نے چند ہڈیوں اور تابوتوں کے کچھ حصوں کا تجزیہ کیا تو وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ ان دیوزادوں کو بیسیوں صدیوں پہلے دفن کیا گیا تھا۔ اس جگہ سے جتنے پرانے ڈھانچے دریافت ہوئے ان سے یہ ثابت ہوا کہ شاید آج کے انسان کے آباؤ اجداد اتنے ہی دراز قامت اور طاقتور تھے۔ ایسا ہی ایک جناتی ڈھانچہ 1960ء میں ہندوستان کی ریاست آسام کے مقام تورا سے ملا تو جون ہیٹل نے اس کا بھی معائنہ کیا۔ بعدازاں اس ڈھانچے کو ایک دیوقامت بندر کا ڈھانچہ قرار دے دیا گیا۔ تاہم سائنسدانوں کے نزدیک ان دیوزادوں کی روایات حقائق کو جانچنے میں غلطی کے سوا کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھیں۔

لہٰذا یہ نظریہ کہ بلند و بالا اور بھاری بھرکم اہرام دیوزادوں نے تعمیر کیے تھے خود بخود بیٹھتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

کیا اہرام خلائی مخلوق نے تعمیر کیے: دوسرے یہ کہ کیا کسی قدیمی دور میں قدیم خلانوردوں نے زمین کے سینے پر یہ جناتی عمارتیں تعمیر کیں تھیں اور زمین کے باسیوں کو ترقی یافتہ علوم سائنس سکھائے تھے؟ اس نظریے کو پیش کرنے والے زمین پر کسی غیر ارضی مخلوق کی آمد کے ثبوت کے طور پر بتوں کو تصاویر کو اور ایسی زبانی داستانوں کو جو صدیوں سے سینہ بہ سینہ چلی آ رہی ہیں، پیش کرتے ہیں بہرحال اگر یہ نظریہ درست ہے تو ایسی خلائی مخلوق کی زمین پر آمد کی رپورٹیں اور دیگر ثبوت بھی کسی نہ کسی دریافت ہو ہی جائیں گے۔ یہاں یہ امر باعث حیرت ہے کہ زمین پر کسی خلائی مخلوق کی آمد کے ان افسانوں نے سائنسدانوں کو بھی ان قدیم دیومالائی افسانوں پر تحقیق کرنے پر مجبور کر دیا۔ اب سائنسدان اس بات کی کھوج میں ہیں کہ شاید اثریاتی کھدائیوں سے ایسا کوئی دفینہ مل جائے جس میں خلائی مخلوق کی باقیات بھی موجود ہوں۔ ان باقیات کی مدد سے حقیقت تک پہنچنا آسان ہو سکتا ہے۔ کئی روسی ایگزو بایالوجسٹ EXOBIOLOGY (علم حیاتیات کی وہ

ناخ ہے جس میں زمین کے باہر ذی حیات نامیوں پر ماحول کے اثرات کا مطالعہ کیا جاتا ہے)
دی لوک کہانیاں جمع کرتے رہے ہیں جن میں کسی آسمانی مخلوق کے زمین پر اترنے کا ذکر ہو۔ ان کہانیوں سے ملنے والی معلومات کو کمپیوٹر کے حوالے کر کے ان پر تحقیق کی جارہی ہے۔ ان روی سائنسدانوں کو امید تھی کہ شاید ان کہانیوں میں سے ایسا کوئی پیغام مل جائے جسے اب تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہو۔ کسی خلائی مخلوق کی چھوڑی ہوئی ایسی کوئی چیز بھی آئندہ تحقیق کے لیے اہم بہت ہوگی اور اس سے پتہ چل سکے گا کہ کیا واقعی ہی زمین پر کوئی آسمانی مخلوق اتری تھی اور پھر شاید اس مخلوق سے رابطے کی کوئی صورت بھی پیدا ہو سکے۔ سائنسدانوں کو مشہور جرمن ماہر اثریات شلیمان کے تجربات سے بھی بڑی تقویت ملی ہے جس نے ہومر کی بیان کردہ ٹرائے کے محاصرے کی داستان کو اپنی اثریاتی کھدائیوں سے حقیقت میں بدل دیا تھا۔ ہنرک شلیمان نے مشہور اندھے یونانی شاعر ہومر کو دنیا کا اولین جنگی رپورٹر قرار دیا تھا کیونکہ اس کے نزدیک ہومر نے ہی اپنی تصنیف ''ایلیئڈ'' میں ٹرائے کی صحیح طور پر نشاندہی کی تھی، اسی کے کوائف بروئے کار لاتے ہوئے شلیمان نے ترائے کو افسانوں کے باہر بالآخر ڈھونڈ ہی لیا تھا۔ شلیمان نے اپنے اثریات پر ایک لیکچر میں اثریات کے طلبا کو مشورہ دیا تھا کہ قدیم مصنفین کی کتابوں کو اس طرح پڑھنا چاہیے جیسے وہ اخباری رپورٹیں ہوں کیونکہ قدماء کو آج کے مقابلے جھوٹ بولنے کی بہت کم ضرورت تھی۔ اسرار و معموں پر لکھنے والے ایک اور مصنف نے شلیمان سے اتفاق کرتے ہوئے لکھا تھا کہ دیومالائی داستانیں دراصل قدیم تاریخی حقائق کے متعلق مختصر نویسی کی ہی ایک شکل ہیں۔ ابتدائی دور کے قدیم مصریوں کے ہاں بھی ایک ایسی داستان ملتی ہے جس میں ''خلائی مخلوق'' کے زمین پر اترنے کا ذکر ہے ''مصری دیوتا اور ہیروز'' نامی مصری قدیم کہانیوں کی کتاب میں مصری دیوتاؤں اوریسس اور آئی سس کی ایک داستان بیان کی گئی ہے۔'' موسم گرما کے ابتدائی حصے کی ایک شام کو جب سورج مغربی پہاڑوں میں غروب ہونے جارہا تھا ایک شخص تھیبیس کے مندر کے پاس ایک

ہونے کے لیے آ کر کھڑا ہوا۔ وہ شخص اپنی جسمانی وجاہت میں فانی انسانوں سے بالکل الگ تھا۔ اس کے قریب ہی ایک عورت بھی کھڑی تھی۔ اس سے زیادہ حسین اور دلفریب عورت چشم فلک نے زمین پر پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس مرد نے اس عورت کو کہا کہ ہمیں یہاں ٹھہر کر کچھ دیر آرام کرنا چاہیے اور پھر وہ دونوں ایک پتھر پر بیٹھ گئے اور پھر وہ مرد بانسی بجانے لگا۔ ایسے میں ایک نحیف و نزار سا ایک بوڑھا ان کے قریب آیا اور رواج کے مطابق ان دونوں کو اس نے سلام کیا۔ اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اس مرد نے اس بوڑھے سے دریافت کیا کہ کیا اس شہر میں ان دونوں کے رہنے کے لیے عارضی رہائش کا انتظام ہوسکتا ہے۔ بوڑھا جو قریبی مندر کا پروہت تھا۔ ان دو اجنبیوں کی آسمان سے آمد کے اسرار سے واقف تھا۔ اس نے کہا کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ زمین پر آپ لوگوں کو خوش آمدید کہنے کا اعزاز مجھے حاصل ہوگا۔ مجھے اپنے علم سے آپ لوگوں کا مقام مرتبہ معلوم ہے۔ لہٰذا آپ اگر مجھے میزبانی کا شرف بخشیں تو عنایت ہوگی۔ ان دونوں نے اس شرط پر اس کی میزبانی قبول کی کہ وہ ان کے راز کو مخفی رکھے گا اور لوگوں پر عیاں نہیں کرے گا۔ اس طرح یہ دونوں آسمانی دیوتا اور سیس اور آئی سس مصر کی زمین پر وارد ہوئے تھے۔ مصریوں نے ان کی آؤ بھگت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور مصر کے بادشاہ کے انتقال کے بعد اوسیس کو مصر کا پہلا فرعون بنا دیا۔ اس دیوتا نے اپنی الوہی ذہانت سے کام لیتے ہوئے قدیم مصریوں کو ایک ضابطہ قوانین عطا کیا اور حکمرانی کے ایسے اصول و قوانین وضع کیے جن کی مدد سے اگلے کئی ہزار برس تک فراعنہ مصر حکومت کرتے رہے۔ اسی طرح دیگر عرب ممالک میں بھی کئی داستانیں سینہ بہ سینہ محفوظ چلی آ رہی ہیں۔ یہ بڑی دلچسپ ہیں اور ان میں بیان کیا گیا ہے کہ اہرام ہائے مصر کو جادو اور منتر کے زور پر تعمیر کیا گیا تھا۔ بعض دیومالائی داستانیں ہمیں یہ بھی بتاتی ہیں کہ اہراموں کو آواز کی طاقت اور موسیقی کی مدد سے تعمیر کیا گیا تھا۔ ایک محقق نے دیومالائی قصوں پر تحقیق کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یقیناً زمانہ قدیم میں راہب یا جادوگر جادو کی چھڑی کے

زور پر طوفان برپا کر دیتے تھے تو پھر کیا بعید ہے کہ
انسان بھی مل کر نہ اٹھا سکتے تھے اپنی جادو کی چھڑی
پہنچا دیا ہو۔" ایک اور ماہر اہرامیات ولیم کنگس لینڈ
خائق" میں اہراموں کی تعمیر کے سلسلے میں سب
اہراموں کی تعمیر کے لیے پتھر کانوں سے منگوا
مامور کرتا تھا اور وہ یہ پتھر کاغذ ایسے پرزوں پر
ہوئے اہرام کی تعمیر کے مقام پر پہنچا دیتے تھے
کو اٹھانے کے لیے آواز کی طاقت بھی کام
یہ بھی ذکر آیا ہے کہ جیریکو کی فصیلوں کو توڑنے
دنیا کی آخری الہامی کتاب قرآن مجید میں
سانپوں میں بدلنے کا ذکر کیا گیا ہے جو
پراسرار علوم سے ناقابل یقین کام لیتا تھا۔
ایک انسان کے اپنے علم کے زور پر مہینے
پہنچانے کا تذکرہ موجود ہے۔ تو پھر اس
سے اہراموں کی تعمیر تک علوم کے زور پر
ہے کہ مصری پروہت کسی ایسے پوشیدہ علم
شاید یہ پوشیدہ علم بھی مصری عمل حنوط کی

آواز کی طاقت:

قدیم داستانوں میں یہ بھی بتایا
طرح استعمال میں لایا گیا تھا۔ کہتے

زلزلہ یا طوفان برپا کر دیتے تھے تو پھر کیا بعید ہے کہ انہوں نے ایسے بھاری پتھروں کو جنہیں سینکڑوں انسان بھی مل کر نہ اٹھا سکتے تھے اپنی جادو کی چھڑی سے ہوا میں اڑاتے ہوئے ان معبدوں تک پہنچا دیا ہو" ایک اور ماہر اہرامیات ولیم کنگس لینڈ نے اپنی کتاب "اہراموں کے متعلق افسانے اور حقائق" میں اہراموں کی تعمیر کے سلسلے میں سب سے عجیب یہ تصور پیش کیا کہ جب فرعون مصر کو اہراموں کی تعمیر کے لیے پتھر کانوں سے منگوانے ہوتے تو وہ اپنے درباری جادوگروں کو اس کام پر مامور کرتا تھا اور وہ یہ پتھر کاغذ ایسے پرزوں پر رکھ کر کہ جن پر کوئی منتر لکھا ہوتا تھا ہوا میں اڑاتے ہوئے اہرام کی تعمیر کے مقام پر پہنچا دیتے تھے۔ قدیم بابلی ریکارڈ سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ پتھروں کو اٹھانے کے لیے آواز کی طاقت بھی کام میں لائی جاتی تھی۔ بائبل میں ایک خصوصی پیراگراف یہ بھی ذکر آیا ہے کہ جیریکو کی فصیلوں کو توڑنے کے لیے آواز کی طاقت استعمال کی گئی تھی۔ اسی طرح دنیا کی آخری الہامی کتاب قرآن مجید میں بھی فرعون کے درباری جادوگروں کے رسی کے ٹکڑوں کو سانپوں میں بدلنے کا ذکر کیا گیا ہے جو اس بات کی برملا شہادت ہے کہ دور قدیم میں انسان پراسرار علوم سے ناقابل یقین کام لیتا تھا۔ قرآن مجید ہی میں سورۃ نمل میں ملکہ بلقیس کا بھاری تخت ایک انسان کے اپنے علم کے زور پر مہینوں کی راہ سے صرف پلک جھپکنے میں دربار سلیمان تک پہنچانے کا تذکرہ موجود ہے۔ تو پھر اس زمانے کے انسانوں کے بھاری پتھروں کو ان کی کانوں سے اہراموں کی تعمیر تک علوم کے زور پر اڑا کر لے آنے کی بات بھی سمجھ میں آتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مصری پروہت کسی ایسے پوشیدہ علم سے واقف ہوں جو زمین کی کشش ثقل کو ختم کر دیتا ہو مگر ثانیہ یہ پوشیدہ علم بھی مصری عمل حنوط کی طرح وقت کی پہنائیوں میں کہیں کھو گیا۔

آواز کی طاقت:

قدیم داستانوں میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اہرام کی تعمیر میں علامات اور جادو کی چھڑیوں کو کس طرح استعمال میں لایا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ جادوئی چھڑیوں کا سائز ان کے استعمال اور ضرورت

کے حساب سے ہوتا تھا۔ ان چھڑیوں کو آواز کے مخصوص ارتعاشات اور آواز کی لہروں کی مخصوص حوالت پیدا کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا تھا ایک محقق نے اپنی کتاب MORE THINGS IN HEAVEN میں ماضی میں آواز کی طاقت کے امکانی استعمال کی بڑی وضاحت کی ہے۔ اس کے نزدیک آواز ایک ایسی قوت ہے جس کے امکانات کو الہامی مذاہب کی مدد سے ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ مثلاً الہامی کتب کے مطابق آواز ہی کی طاقت پر پوری کائنات کا ڈھانچہ استوار ہے اور یہ بھی ایک آواز (صور اسرافیل) ہی ہوگی جو کائنات کے اس ڈھانچے کے تار و پود کو بکھیر کر رکھ دے گی۔ شاید قدیم مصری پروہت اس اسرار سے صدیوں پہلے واقف تھے۔ خوفو کے اہرام کے شاہی ایوان کے ذیلی کمرے کی ایک دیوار کے حاشیے میں گرینائٹ پتھر کی ایک بھاری سل جڑی ہوئی ہے جو اس کا تعمیری حصہ معلوم ہوتی ہے۔ کہتے ہیں جب یہ سل اس دیوار میں چنی جا رہی تھی تو اس بھاری سل کو ایک پروہت نے اپنے ایک عمل کے ذریعے متحرک کر کے نیچے سے اوپر پہنچایا تھا۔ پروہت کے اس جادوئی عمل کے دوران ایک پجاری اس بھاری سل کے نیچے کھڑا ہوا تھا جبکہ پروہت مسلسل منتر پڑھ رہا تھا اور یہ سل آہستگی سے فضا میں بلند ہو رہی تھی۔ اگر اس پروہت کا یہ عمل ادھورا رہ جاتا تو نتیجتاً یہ بھاری سل پجاری پر گر کر اس کی ہڈیاں چکنا چور کر دیتی۔ پراسرار علوم کے ایک ماہر اے پی سینٹ نے جو ایک قابل مصنف بھی تھا اپنی کتاب ''اہرام اور ستون پنج'' میں لکھا تھا کہ عظیم اہرام کی تعمیر میں ایسے بھاری پتھروں کو انتہائی ہنرمندی اور چابکدستی سے اس کی دیوار میں چننا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ معماران اہرام ایسے علوم پر دسترس رکھتے تھے جو شاید آج کے انسانوں کی نظروں سے اوجھل ہو چکے ہیں۔ ایسے علوم کے ماہرین جن کا تعلق فطرت کے اسرار سے تھا اس اہلیت کے حامل تھے کہ بھاری اجسام کو بھی ان علوم کی مدد سے متحرک کر سکتے۔ آج اہرام جو بھاری پتھروں سے تعمیر کیے گئے ہیں اور عجائبات عالم میں سے ہیں ان کی تعمیری وضاحت بس اسی راز میں پوشیدہ ہیں۔

جدید دور اور مخفی اسرار توانائی:

انیسویں صدی کے آخری عشروں میں جب ریاست ہائے متحدہ امریکہ صنعتی دور میں داخل ہو رہا تھا تو توانائی کی نئی شکلیں دریافت کی جا رہی تھیں اور ایسے طریقے ڈھونڈے جا رہے تھے جن کے ذریعے قدرتی وسائل کو قابو میں لائے جا سکیں۔ ایک امریکی موجد جان کیلے 1870ء کی دہائی میں ایسی قوتوں کو زیر کرنے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ اس نے 1871ء کے آخر میں ایک نئی قسم کی توانائی دریافت کرنے کا اعلان کر کے دنیا کو حیرت زدہ کر دیا۔ اس نے اعلان کیا کہ اس نے بیرونی ایتھر فورس کو منتشر کرنے کا ایک طریقہ دریافت کیا جو ایٹمی مادے کے جزو کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس طریقے کی مدد سے اس نے ایک نئی قسم کی موٹر ایجاد کی ہے جو بغیر کسی ایندھن کے چلتی ہے۔ یہ موٹر مکمل طور پر توانائی ہم آہنگ ارتعاش سے حاصل کرتی تھی۔ جب اخباروں نے اس ایجاد کے متعلق رپورٹیں شائع کیں تو دنیائے سائنس میں ہلچل مچ گئی۔ اس کے اس اعلان پر تبصرے کرنے میں شکاگو یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے لکھا کہ دنیا میں ایسے انتہا پسند مخبوط الحواس لوگوں کی کمی نہیں جو وقتاً فوقتاً توانائی کے نئے ذرائع دریافت کرنے کا دعویٰ کرتے رہے ہیں۔ قدیم چینی بھی ایک ایسی توانائی دریافت کرنے کا دعویٰ کرتے رہے ہیں جسے وہ وائٹل انرجی کہتے تھے۔ ابتدائی دور میں مغربی کیمیادان بھی ایسے ہی توانائی دریافت کرنے کی کوشش کی تھی۔ پیراسل سس جیسے ذی شعور طبیب نے بھی میوس MUNIS انرجی نامی توانائی دریافت کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔ کیلے نے اپنی موٹر کے ذریعے بھاری فولادی شہتیروں کو آسانی سے موڑنے کا مظاہرہ کیا اور صنعت کاروں کو مالی معاونت پر رضامند کر لیا۔ سرمایہ کاری کے بعد صنعت کاروں نے اس موٹر کو چیک کرنے کے لیے اپنا ایک نمائندہ اس کی لیبارٹری میں بھیجا۔ اس نمائندے نے معائنے کے بعد اعلان کیا کہ جون کیلے نے واقعی فطرت کی قوت کے راز کو جان لیا ہے مگر یہ سب کچھ میری سمجھ سے باہر ہے۔ اس کے موٹر کو تجارتی پیمانے پر بنانے کے لیے ضروری

ڈرائنگ اور پلان نہ مہیا کرنے پر لیت و لعل سے کام لینے پر بہر خاص سرمایہ کاروں نے اس پر مقدمہ کر کے اس کے خلاف فیصلہ لے لیا۔ عدالت نے کیلے کو حکم دیا کہ وہ اپنی پراسرار توانائی کے منبع کو ظاہر کرے کیلے کے انکار پر اسے قید کی سزا دی گئی۔ بالآخر اپنی موت تک کیلے نے اپنی توانائی کا راز ظاہر نہ کیا اور کیلے کی موٹر کا اور اس کی ہم آہنگ توانائی کا راز اس کے ساتھ ہی قبر میں دفن ہو گیا۔ بعد ازاں کچھ لوگوں نے اسے جعلساز قرار دیا جبکہ کچھ لوگوں نے یہ تسلیم کیا کہ اس نے مرتعش آواز کی توانائی واقعتاً دریافت کر کے سائنس کی دنیا میں ایک عظیم پیش رفت کی تھی۔ ایک محقق بلاوٹسکی نے اپنی کتاب میں ہم آہنگ توانائی کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ایسی آواز پیدا کی جا سکتی ہے جو خوفو کے اہرام کو فضا میں بلند کر دے یا مرتے ہوئے آدمی میں دوبارہ جان ڈال دے۔ کیلے کے بعد ایک اور سائنس دان نکولا ٹیسلا NIKOLA TESLA کا نام آتا ہے جس نے آلٹرنیٹنگ کرنٹ A.C کو ڈی سی کرنٹ پر ترجیح دی تھی۔ ٹیسلا نے بھی ارتعاشی توانائی پر تجربے کیے تھے۔ وہ بھی کیلے ہی کی طرح شاید کائنات کے پوشیدہ ترین رازوں تک پہنچ گیا تھا۔ جن سے کبھی قدماء نے کام لے کر اہرام اور بڑی تعمیرات کی تھیں۔ ٹیسلا ارتعاشی توانائی کی ایک ایسی مشین ایجاد کرنے میں شاید کامیاب بھی ہو گیا تھا جس سے غیر مسلسل ارتعاشی جھٹکے نکلتے تھے اور عمارات تباہ ہو جاتی جب اس نے یہ مشین اسٹارٹ کی تو جس عمارت میں اس کی یہ لیبارٹری واقع تھی وہ ہلنے لگی۔ چند سیکنڈوں کے بعد مین ہٹن نیویارک کا وہ پورا بلاک لرزنے لگا اور پھر ملبے کا ڈھیر بن گیا۔ اپنی اس کامیابی کی خوشی میں ٹیسلا پورے نیویارک کو تباہ کرنے پر تلا ہوا تھا۔ ابتدائی چند تجربات کے بعد پولیس کو ٹیسلا کی ایجاد کی خبر ہو گئی اور پولیس نے لیبارٹری میں گھس کر مشین کو بند کر دیا اور ٹیسلا نے معذرت کے بعد وعدہ کیا کہ وہ اپنی اس مشین کو تباہ کر دے گا۔ ٹیسلا اور نیویارک کی کئی کمپنیوں میں مخاصمت چل رہی تھی۔ ان حالات میں اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے کے لیے ٹیسلا نے اعلان کیا کہ وہ پوری دنیا کو برقا ELECTIFY دے گا۔ جس کے بعد کوئی بھی شخص زمین

میں بھی ایک سلاخ گاڑ کر اپنی ضرورت کے مطابق بجلی حاصل کر لے گا اور وہ بھی مفت۔ پاور انڈسٹری کے لیے یہ اعلان سوہانِ روح تھا کہ انہیں ہر ماہ جو کروڑوں ڈالر بجلی کی ترسیل سے ملتے تھے وہ بند ہو جاتے۔ ٹیسلا نے اپنے اس منصوبے کے متعلق ایک پریس کانفرنس میں بتایا تھا کہ وہ بجلی کو آواز کی مرتعش لہروں کے ذریعے پوری دنیا کو ترسیل کر سکتا ہے۔ اس نے راکی ماؤنٹینز میں لاکھوں ڈالر لگا کے اس منصوبے پر کام کیا اور آخر کئی بار کی تاخیر کے بعد اس کا یہ پروجیکٹ تیار ہو گیا۔ جب اس نے یہ پروجیکٹ اسٹارٹ کرنے کے لیے بٹن دبایا تو روشنیاں مدھم پڑ گئیں۔ اس نے شاید تاریخ عالم میں دنیا کا سب سے بڑا فیوز اڑا دیا تھا۔ کولوراڈو کے قریبی تمام قصبے اندھیرے میں ڈوب گئے۔ مغربی ریاستوں میں لگے ہوئے بجلی کے میٹر انتہائی تیزی سے گھومنے لگے۔ ٹیسلا کا پوری دنیا کو برق دینے والا تجربہ شاید ناکام ہو گیا۔ ٹیسلا نے اسے اپنے مخالفین کی دہشت گردی قرار دیا جو نہیں چاہتے تھے کہ پوری دنیا کو مفت بجلی ملے۔ ادھر دشمنوں نے ٹیسلا پر کئی مقدمات کر دیے جس سے وہ الجھ کر رہ گیا اور مالیاتی کمزوری کی وجہ سے اسے اپنا یہ پروجیکٹ ترک کرنا پڑا۔ اس کے بعد اس نے موت کی شعاع ایجاد کرنے کا اعلان کیا جو تین سو میل کی دوری سے دشمن کے طیاروں کو مار گرا سکتی تھی تاہم امریکہ کے قومی پریس نے اس اعلان پر کوئی خاص توجہ نہ دی۔ دوسری جنگ عظیم شروع ہو جانے کے بعد امریکی فوج نے اسے گرفتار کر لیا اور اس سے موت کی شعاع کے متعلق پوچھ گچھ بھی کی گئی ٹیسلا نے اپنا یہ پروجیکٹ امریکی فوج کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد سے امریکہ کے ادارے ایف آئی اے والے اس کی نگرانی میں لگ گئے کہ کہیں وہ یہ راز جرمنوں کے حوالے نہ کر دے۔ علوم اسرار کے ماہرین کے نزدیک ٹیسلا نے آواز کے ارتعاش کے وہ راز دریافت کر لیے تھے جو قدیم مصری جانتے تھے جن کی مدد سے انہوں نے بڑے بڑے پتھروں کو فضا میں اڑا کر اہراموں میں نصب کیا تھا۔ ٹیسلا بھی اکثر کشش ثقل پر غالب آنے والی ایجادات کی باتیں کرتا تھا جو شاید دیوانے کی بڑ نہیں تھیں بعد کے زمانے

میں آواز کی لہروں سے کام کرنے والی موت کی شعاع کی مشین امریکہ میں ایجاد کر لی گئی تھی اور کئی اور ممالک میں بھی کشش ثقل پر غالب آنے والے آلات بنانے کی کوشش کی گئی تھیں۔

اڑن طشتریاں اور اہرام

ایک اور شخص جس نے قدماء کے سربستہ راز جان لینے کا دعویٰ کیا وہ ایک منحرف سائنسدان ڈاکٹر ایم اے جیسوپ DR.M.A.JESSUP تھا۔ اس نے مشی گن یونیورسٹی سے ریاضی اور فلکیات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ پھر وہ کچھ عرصہ جنوبی افریقہ میں رہا جہاں اس نے زمین کے مشرقی نصف کرے میں دنیا کی سب سے بڑی انعکاسی دوربین نصب کی اور اس پر کام کر کے کئی نئے ستارے بھی دریافت کیے۔ بعدازاں جنوبی امریکہ میں اسے یک سنگی عمارات دلچسپی پیدا ہوئی اور اس نے گہرے مطالعے اور تحقیق کے بعد 1955ء میں ایک کتاب THE CASE FOR U.F.O لکھی۔ انتہائی پڑھا لکھا سائنسدان ہونے کی وجہ سے وہ اڑن طشتریوں کے وجود پر یقین رکھتا تھا۔ اسے اس بات کا بھی یقین تھا کہ لاکھوں سال پہلے زمین پر کوئی خلائی مخلوق اپنی اڑن طشتریوں میں زمین پر اتری تھی اور اسی مخلوق نے اہل زمین کو اہراموں اور دیگر یک سنگی عمارات تعمیر کرنے میں مدد کی تھی۔ وہ اہراموں اور دیگر یک سنگی عمارات کے اسرار پر کام کر رہا تھا اس کی تحقیق ابھی ابتدائی مراحل سے گذر رہی تھی کہ وہ 29 اپریل 1959ء کو اپنی گاڑی میں فلوریڈا کے کاؤنٹی پراک کے قریب مردہ پایا گیا۔ پولیس نے اس کی موت کو خودکشی قرار دیا۔ شاید وہ اپنی بیوی کے طلاق لینے کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہو گیا تھا۔ دوسری طرف اڑن طشتریوں پر تحقیق کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ چونکہ وہ اس بارے میں چونکا دینے والے حقائق سے پردہ اٹھانے والا تھا لہٰذا اس کی زبان بند کر دی گئی۔ تاہم اپنی موت سے پہلے ڈاکٹر جیسوپ نے قدما کی ہوا میں پرواز اہرام اور دیگر سنگی عمارات کے بارے میں اپنے نظریات تفصیل سے پیش کیے تھے جو کچھ یوں تھے۔ ڈاکٹر جیسوپ کے نزدیک قدماء کے پاس فضاء میں پرواز کرنے کی کچھ

میں بھی ضرور موجود تھیں۔ پوری دنیا میں بکھری ہوئی بھاری بھرکم سنگی تعمیرات اور ان میں نصب بھاری پتھر یہ بتاتے ہیں کہ وہ لوگ میکانکی طور پر آج کے انسان سے بہت آگے تھے مگر چونکہ ماضی میں دنیا کی کئی قدیم لائبریریوں کو تباہ کر دیا گیا اور جلا ڈالا گیا اس لیے ہم قدماء کے ان رازوں تک نہیں پہنچ سکے ہیں۔

اگر مصر کے اہراموں پر نظر ڈالی جائے تو یہ ہمیں بتاتی ہیں کہ جو کام آج کے انسان کے لیے اگر نا ممکن نہیں مگر مشکل ضرور ہے وہ ان اہرام کے معماروں نے بڑی آسانی سے سرانجام دیے تھے۔ انہوں نے ہزاروں ٹن وزنی پتھروں کو کانوں سے نکالا اور دور دراز کے فاصلوں تک پہنچایا اور پھر 400 فٹ سے زائد بلندی پر انہیں اہراموں میں نصب کیا۔ اسی طرح پیرو میں کوہستان اینڈیز کے پہاڑوں میں انکا سے پہلے دور کے شہر کو کے اوپر قلعہ سکسا ہومان بھی بڑے بڑے پتھروں کو رگڑ رگڑ کر ایک دوسرے پر جما کر سنگی عمارات تعمیر کرنے ابتدائی مثال ہے۔ اس قلعے میں اکثر سیاہ بسالٹ پتھر کونوں میں استعمال ہوا ہے۔ یہ پتھر بہت سخت اور مضبوط ہے۔ اس پتھر کے 12 سے پندرہ مربع فٹ کے ٹکڑے 20 فٹ کی بلندی پر نصب کیے گئے ہیں یہ ٹکڑے اڑھائی سو ٹن سے زیادہ وزنی ہیں۔ ذرا غور کیجئے انہیں کانوں سے مقام تک کیسے لایا گیا ہوگا اور ان کو اٹھا کر لانے کے لیے کتنی قوت درکار ہوگی جبکہ ان کی رگڑائی اور انہیں جمانے کا کام الگ دقت طلب ہے مگر ان کو اس نفاست سے جوڑا گیا ہے کہ ان کے جوڑوں میں کاغذ کا پرزے تک نہیں جا سکتا۔ ظاہر ہے اس کام کے لیے ان لوگوں کے پاس کوئی نہ کوئی توانائی ضرور ہوگی مگر یہ آج کی مستعمل توانائیوں میکانکی، برق یا مقناطیسی میں سے کوئی نہیں تھی۔ شاید ان سنگی تعمیرات کے لیے فضا میں پرواز والی کسی تکنیک سے کام لیا گیا ہو۔ مگر آخر یہ قوت کون سی تھی 1200 ٹن وزنی پتھروں کو رسے سے تو کھینچا یا اٹھایا نہیں جا سکتا جبکہ پتھروں میں مقناطیسیت بھی نہیں ہوتی۔ نہ ہی انہیں پانی پر تیرا کر ہی لایا جا سکتا، ریت کی ڈھلانیں بھی مناسب ذریعہ ثابت نہیں ہو سکتیں۔ جیسوپ کے

نزدیک اڑن طشتریاں کوئی ایسا طریقہ استعمال کرتی ہیں جو میدان ثقل میں ردعمل ظاہر کرتا ہے۔ اس طرح سے پورے جسم کے لیے اٹھان یا رفتار کی قوت حاصل کی جاسکتی ہے۔ بھاری بھرکم پتھروں کو اٹھانے اور جمانے کے لیے شاید ایسی ہی قوت استعمال کی گئی ہو۔ مگر بعدازاں فضا میں پرواز کرنے کا یہ طریقہ انسانوں میں اچانک ہی معدوم ہوگیا۔ جیسوپ کا یہ خیال بھی تھا کہ شاید بلند کرنے والا انجن خلائی جہاز کا تھا۔ شاید ایسا خلائی جہاز جو دوسرے سیاروں کی خلائی مخلوق کو زمین کے مختلف حصوں میں اتارنے کے لیے لایا تھا۔ اسی نے زمین پر یہ عظیم سنگی عمارات کھڑی کرنے میں اہل زمین کی مدد کی تھی۔ جیسوپ نے بڑے یقین سے یہ بھی کہا تھا کہ اڑن طشتریوں کا تعلق قدیم براعظم میو MU سے تھا جہاں ایک قدیم تہذیب قائم تھی۔ یہ وہ جدید تہذیب تھی جو قدیم ترین ہونے کے باوجود سائنس میں بہت آگے تھی۔ میو کی تہذیب کے حامل لوگوں نے فضاء میں پرواز کا ایک ایسا طریقہ دریافت کرلیا تھا جو بعد میں جدید انسان نے خلائی سفر کے لیے بھی استعمال کیا۔ یہ تہذیب اچانک ہی تباہ ہوگئی اور سب کچھ ملیامیٹ ہوگیا۔

اڑن طشتریوں سے جن لوگوں کا رابطہ ہوا ان میں سے ایک جارج آدمسکی ہے۔ اس نے دعویٰ کیا کہ 20 نومبر 1952ء کو اس کا رابطہ وینس کے اڑن طشتری والوں سے ہوا تھا۔ ان سے آدمسکی کی گفتگو بھی ہوئی تھی بعدازاں آدمسکی نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ ایک اڑن طشتری اہرام کے اندر چھپی ہوئی ہے جب دنیا اس قابل ہوجائے گی کہ اہراموں کے راز سمجھ سکے اس دن اہراموں میں موجود خفیہ سرنگوں اور پوشیدہ کمروں کا راز ہم پہ آشکارا ہوجائے گا۔ اڑن طشتریوں سے رابطے کے دیگر دعوے دار بھی اسی خیال کے حامل رہے ہیں۔ ایک ماہر بشریات جارج ہنٹ ولیم سن نے بھی 1950ء کی دہائی کی ابتداء میں اسی قسم کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے نزدیک عظیم اہرام مصر کے معماروں نے جو کسی اور سیارے سے آئے تھے انہوں نے اپنے ایک خلائی جہاز اس عمارت کے قرب میں دفن کردیا تھا۔ کہا ہے کہ یہ بات جلد آشکارا ہوجائے گی اور اس کے ساتھ ہی

اہرام کے خفیہ کمرے اور ان کا اصلی داخلی دروازہ بھی جو ابوالہول SPHINX کے نیچے پوشیدہ ہے۔ ولیم سن نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ خود ابوالہول کا مجسمہ بھی زیادہ عرصہ تک خاموش نہیں رہے گا اور بول کر ماضی کے راز ہمیں بتادے گا۔ کئی اور اڑن طشتریوں سے رابطے کا دعویٰ کرنے والوں نے بھی اہراموں کے راز کو سائنسی طریقے سے حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان دعوے داروں میں سے ایک مسٹر جی ایل نے جس کا دعویٰ تھا کہ وہ 25 دسمبر کی رات کو اسکو ایک گھنٹہ کے لیے اڑن طشتری والوں نے ایک گھنٹے کے لیے مسمرائز کر کے اپنے ساتھ رکھا تھا۔ اس رابطے کے بعد مسٹر جی ایل نے بڑے وثوق سے کہا کہ مصر کے اہرام دراصل انسانی وجود کی کنجی ہیں۔ اسی طرح اس نے بیسویں صدی میں سب سے زیادہ نوک زباں لفظ ایٹم کی بھی وضاحت قدیم مصریوں کی کردوں کی کتاب BOOK OF DEAD میں ملنے والے ایک لفظ ATUM سے جو اس جملے میں درج ہے "میں اے ٹم ATUM ہوں' میں وہ ہوں جو کہ ابتدائے آفرینش کہلاتا ہے اور میں وہ ہوں کہ جب سب کچھ اختتام کو پہنچے گا تو ایک عظیم تابوت میں دفن ہو جائے گا۔

نحوست اور اہرام

فلموں اور ناولوں میں مصری ممیوں کو محض دہشت کی علامت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے تاکہ قدیم مصری مقبروں اور اہراموں کو لوٹنے والوں اور فراعنہ مصر کے ابدی آرام میں خلل ڈالنے والوں کو ان کے اس فعل سے الگ رکھا جائے اور قارئین اور ناظرین کو بھی محظوظ کیا جا سکے۔ تاہم ان ناولوں اور فلموں میں پیش کیا جانے والا ممی کا خوفناک انتقام اور نحوست کا کچھ لوگوں کے نزدیک کچھ نہ کچھ وجود بھی رہا ہے۔ خود فرعون طوطنخ آمن TUTANKH AMEN کے مقبرے کی دیواروں پر کئی بددعائیں تحریر ملیں ہیں۔ جیسے "جو کوئی بھی فراعنہ کے ابدی آرام میں باعث خلل ہوگا' موت اسے اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتی ہوئی دبوچ لے گی۔" جب یہ بددعاء طوطن ءآمن کے مقبرے کی دریافت کے بعد منظر عام پر آئی تو عالمی پریس میں کھلبلی سی مچ گئی اور اخباروں کو "ممی کا

انتظام ممی کا قبر اور ممی کی بددعا'' جیسی اصطلاحوں سے بھر دیا گیا۔ طوطنخ آمن کے مقبرے کی دریافت کے خوفناک نتائج کی پیش گوئیاں کی گئی۔

فرعون طوطنخ آمن کے اہرام کی تلاش بہت عرصے سے جاری تھی۔ 1919ء میں ہاورڈ کارٹر اور لارڈ کارنارن نے بالآخر یہ مقبرہ دریافت کر لیا تھا۔ اس اہرام کے ایوان مدفن میں دروازوں کی درزوں سے اندر جھانکا تو انہیں سونے کے بنے ہوئے نوادرات کی ایک پوری دنیا نظر آئی جن میں سونے کے مجسمے اور سونے کے متبرک ظروف تھے جن کی شکلیں سانپوں جیسی تھیں۔

اس دریافت کے ساتھ ہی ایسے واقعات کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا جن سے بظاہر یہ بات عیاں تھی کہ اس دریافت سے تعلق رکھنے والے اکثر افراد اس اہرام کی نحوست کی زد میں آ گئے۔ مقبرے کی دریافت کے بعد ایک ریڈیالوجسٹ وایکس رے کا ماہر سر آرچی بال کا کام یہ تھا کہ وہ ایکس ریز اور ریڈیم کی مدد سے اہرام کی تاریخ متعین کرے۔ یہ شخص اہرام میں داخل ہونے کے چند گھنٹوں کے اندر موت کا شکار ہو گیا۔ اسی طرح فوٹوگرافر فرانک ریلے جو اس کا ساتھی تھا اس نے پہلے اپنی بینائی کھوئی اور پھر وہ بھی اچانک موت کا شکار ہو گیا۔ ایک ماہر مصریات EGYPTOLOGY ایولین وہائٹ EVELY WAITE نے اپنے ایک خط میں لکھا کہ اسے معلوم ہے کہ وہ جگہ نحوست سے محفوظ ہے'' مگر اتفاق دیکھئے کچھ دن بعد اس نے بھی خودکشی کر لی۔ ہاورڈ کارٹر کا ایک سیکرٹری اہرام کے معبد میں رکھے ہوئے گلدان کو اپنے ساتھ لے آیا۔ اس گلدان پر ہیروغلیفی رسم الخط میں کندہ تھا۔ ''براہ کرم! مقبرہ میں داخل ہو کر موت کو دعوت نہ دیجئے۔'' حیرت اس بات پر ہے کہ یہ سیکرٹری بھی گلدان اپنے ساتھ لانے کے بعد زیادہ دن تک زندہ نہ رہا اور اس نے صرف چند دن بعد ہی خودکشی کر لی۔

بعد ازاں طوطنخ آمن کے مقبرے کا یہ گلدان لندن میں لارڈ ویسٹ بری LORD WEST BURY کے پاس پہنچا۔ فروری 1930ء کے ایک شمارے میں لندن کے ایک

برو سے "یونیورسل نیوز" نے لکھی کہ گلدان کے لارڈ کی ملکیت میں آنے کے بعد لارڈ رات کو سونے میں بڑبڑانے لگتا تھا۔ "فرعون کی بددعا..... اہرام کی نحوست..... اوہ نہ اوہ! میں یہ عذاب برداشت نہیں کر سکتا۔ اور پھر ایک دن لارڈ موصوف اپنے ان جذبات سے اتنے مغلوب ہوئے کہ انہوں نے اپنی خوابگاہ کی ایک کھڑکی سے چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی اور وہ خود بھی اس نحوست کا شکار ہو گئے۔ اور صرف اسی پر بس نہیں ہوئی لارڈ موصوف کے خاندان کے ایک آٹھ سالہ بچہ بھی موت کا شکار ہو گیا۔

سولہ سال کی مکمل تلاش و جستجو کے بعد ہاورڈ کارٹر اور لارڈ کارناواں نے فرعون طوطنخ آمن کا مقبرہ دریافت کیا تھا۔ یہ "وادی شاہان" میں واقع تھا۔ اس کے لیے ان دونوں ماہرین اثریات کو مصری حکومت نے مصر میں قیام کے لیے 16 سال کی اجازت اقامہ کی صورت میں دی تھی۔ نومبر 1923ء میں یہ مدت ختم ہونے والی تھی۔ لارڈ کارناواں لندن لوٹ گئے جبکہ ہاورڈ کارٹر نے اس مدت کے اختتام سے صرف چار دن پہلے آخری کوشش کی اور اس اہرام کو دریافت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

ہاورڈ کارٹر نے اس کامیابی کی اطلاع بذریعہ ٹیلی گرام لارڈ کارناواں اور اس کی بیٹی کو لندن بھجوائی۔ جس پر لارڈ موصوف اپنی بیٹی کے ہمراہ مصر پہنچ گئے۔ اتنے دنوں میں کارٹر نے مقبرے میں داخل ہونے کے لیے سرنگ بنالی تھی۔ پھر جب ان تینوں حضرات نے مقبرے کے اندر جھانک کر دیکھا تو انہیں سونے چاندی کا بنا ہوا فرنیچر اور دیگر بیش قیمت نوادرات نظر آئے تھے۔ اس موقع پر مشہور عالمی دست شناس کیرو نے لارڈ کارناواں کو منع کیا تھا کہ اس اہرام کو ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ موت واقع ہو گی وہ بھی آپ کی۔ ایک اور علم اسرار کے ماہر ویلم VELMAI نے بھی اسی خطرے سے لارڈ موصوف کو آگاہ کیا مگر انہوں نے ان دونوں کی باتوں پر کوئی خاص توجہ نہ دی اور دوبارہ مصر لوٹ گئے تھے۔ اور اہرام پر تحقیق میں مصروف ہو گئے تھے۔ اس مقبرے کے مختلف

کمرے کھلتے گئے اور کام بڑھتا گیا۔ جب وہ اس مقبرے کے معبد میں پہنچے تو انہیں عبادت گاہ
ایک گلدان رکھا ہوا ملا جس پر بددعا کندہ تھی۔ موصوف نے اس گلدان میں ہاتھ ڈال کر نکالا تو کہتے
ہیں کہ ان کی انگلی پر خون لگا ہوا تھا۔ فرعون کی اس بددعا کے بارے میں لوگوں کو اس واقعے سے
پہلے ہی علم تھا۔

گلدان والے واقعے کے چند دن بعد لارڈ کارناواں اہرام سے باہر آ رہے تھے تو ایک
مچھر نے ان کے چہرے پر کاٹ لیا۔ دوسرے دن انہوں نے شیو کیا تو بلیڈ سے مچھر کاٹنے کی جگہ
چھل گئی۔ لارڈ موصوف نے تو اس زخم پر نشچر لگایا مگر اسی دن سے انہیں تیز بخار نے آلیا پھر وہ اگلے
دس دن تک بخار میں تڑپتے رہے اور گیارہویں شب ان کا انتقال ہوگیا۔ وہ جس وقت قاہرہ میں
مرے تو پورے قاہرہ کی بجلی اچانک پانچ منٹ کے لیے بند ہوگئی۔ یہاں یہ امر باعث حیرت ہے
کہ قاہرہ الیکٹرک بورڈ نے جب بجلی کے اس طرح فیل ہونے پر تفتیش کی تو معلوم ہوا کے بجلی کے
نظام میں کوئی بھی گڑبڑ نہیں ہوئی تھی اور تمام فیوز و ٹرانسفارمر اپنی جگہ ٹھیک ٹھیک کام کر رہے تھے اور
کسی بھی جگہ کوئی نقص پیدا نہیں ہوا تھا۔ اسی طرح یہ بات بھی باعث تشویش ہے کہ صحرا میں جس
مقام پر طوطنخ آمن کا اہرام واقع ہے وہاں نمی نہ ہونے کی وجہ سے مچھر بالکل نہیں پائے جاتے۔

محمد ابراہیم جو قدیم مصری میوزیم کے سربراہ تھے۔ ان کی کار 19 دسمبر 1966ء کو ایک
حادثہ کا شکار ہوگئی۔ ابراہیم کے سر کی ہڈیاں چیخ گئی، پسلیاں ٹوٹ گئی، ہاتھ بیکار ہوگئے اور انہیں
گہرے زخم آئے۔ وہ دو دن تک ہسپتال میں تڑپ تڑپ کر دم توڑ گئے۔ اس حادثے سے پہلے
ابراہیم سخت پریشان تھے کہ فرانسیسی اور مصری حکومت میں ایک معاہدہ طے پایا تھا جس کے تحت
طوطنخ آمن کے مقبرے سے ملنے والے نوادرات کی نمائش پیرس میں کی جانے والی تھی۔ جس کے
لیے یہ نوادرات مصر سے فرانس منتقل کیے جانے تھے۔ ابراہیم اسی وجہ سے پریشان تھے اور اس
معاہدہ پر دستخط کرنے کے باوجود اس کی شدید مخالفت کرتے رہے تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح

یہ بین الاقوامی معاہدہ ختم ہو جائے مگر حکام بالا اس کی باتوں پر کان نہیں دھرتے تھے۔ جب اس نے بھی اس معاہدہ کی منظوری دے دی۔ عجیب اتفاق یہ ہوا کہ اسی دن موصوف کی ایک بیٹی کار کے حادثے میں ماری گئی۔ اس واقعہ کے بعد انہیں ہر رات اپنی موت تک کے مناظر نظر آتے تھے جس کے بعد وہ بے خوابی کا شکار ہو گئے۔ 19 دسمبر کو انہوں نے ایک بار پھر مصری اور فرانسیسی حکام سے بات چیت کی جو ناکام رہی اور ابراہیم کو اپنے اعتراضات تک واپس لینا پڑے۔ جب وہ دستخط کر کے واپس گھر آ رہے تھے تو صرف چند منٹ بعد شدید حادثے کا شکار ہو گئے اور 21 دسمبر کو ہسپتال میں دم توڑ گئے۔

یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا طوطنخ آمن کے اہرام کی کھدائی اور تحقیق سے وابستہ تمام افراد ہی اہرام کی نحوست کا شکار ہو گئے تھے۔ مگر اس سوال کا جواب نفی میں ملتا ہے۔ کیونکہ ایسا ہرگز نہیں ہوا تھا اور خود ہاورڈ کارٹر جو اس اہرام کا اصل دریافت کنندہ تھا 64 سال کی عمر پا کر 2 مارچ 1939ء کو اپنی طبعی موت مرا تھا۔ جس سے خود اہرام کی نحوست یا فرعون کی بددعا والے نظریہ کی نفی ہوتی ہے۔ ہاورڈ کارٹر کے علاوہ بھی طوطنخ آمن کے مقبرے پر تحقیق کرنے والے دیگر یورپی اور امریکی محققین جن میں پروفیسر جیمز برسڈ JAMES BREASTED جو اس اہرام پر تحقیق کے دوران پندرہ دن تک اس اہرام کے اندر سوئے تھے 1935ء میں ستر سال کی عمر میں طبعی موت مرے تھے۔ اسی طرح سر فلنڈر SIR.FLINDER جو بابائے مصریات کہلاتے ہیں 89 سال عمر پا کر طبعی موت مرے تھے۔

پروفیسر نیوبیری NEWBERRY 80 سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے۔ والس بج ایک اور محقق بھی 77 سال کی عمر پا کر طبعی موت مرے تھے۔ ان تمام حضرات کا اس اہرام کی تحقیق سے گہرا تعلق تھا اور جیسا کہ پہلے ذکر آیا یہ سب اپنی طبعی موت مرے تھے۔ مگر تاہم اس اہرام سے تعلق رکھنے والے کئی افراد کی موت نحوست والے نظریہ کی تصدیق بھی کرتی ہے۔ فروری 1921ء

میں ایک اور پراسرار موت نے دنیا کو حیرت زدہ کر دیا تھا جب لیڈی الزبتھ کارناوان محض ایک کیڑے کے کاٹنے سے عجیب وغریب بیماری کا شکار ہو کر مر گئی تھی۔ یوں صرف سات سال کے قلیل عرصے میں ہیں سے زائد افراد جو طوطع آمن کے مقبرے کی تحقیق سے وابستہ رہے تھے پراسرار انداز میں دنیا سے کوچ کر گئے تھے۔ ان کی موت کی خبریں اس وقت کے اخباروں میں قدیم مصریوں کے مقدس صحیفے کی تصویر کے ساتھ شائع ہوئی تھیں۔

CURSE OF THE PHARO کی کئی اور مثالیں بھی سامنے آتیں رہیں ہیں مثلاً اسکاٹ لینڈ کے ایک امیر سر الیگزینڈر رشین نے 29 مارچ 1937ء کو لندن میں ایک پریس کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ وہ ایک نقرئی ہڈی جو کسی قدیم مصری فرعونکی تھی واپس مصر پہنچا کر آیا ہے۔ یہ ہڈی اس کی بیوی مصر کی سیاحت کی یادگار کے طور پر اپنے ساتھ لے آئی تھی۔ جب سے یہ ہڈی سر الیگزینڈر کے گھر پہنچی تھی تو ان کی زندگی میں عجیب وغریب واقعات رونما ہونے لگے تھے۔ یہاں تک کہ انہیں اپنے گھر میں ایک سرپوش بھوت تک نظر آنے لگا تھا۔ گھر میں بلا سبب کئی مرتبہ آگ بھڑک اٹھی تھی۔ رات کے وقت برتنوں کی الماری سے قیمتی بلوریں ظروف خود بخود گر کر ٹوٹ جاتے تھے۔ لہٰذا سر الیگزینڈر نے خیریت اسی میں جانی کہ یہ ہڈی مصر پہنچادی جائے۔ پریس کانفرنس کے دوران ایک اخباری نمائندہ نے سر الیگزینڈر سے سوال کیا کہ جناب کہیں آپ کسی واہمہ کا شکار تو نہیں ہو گئے۔ اس کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ ایسا بھی ہوا تھا کہ ایک مرتبہ ایک ماہر سرجن ان سے یہ ہڈی ٹیسٹ کے لیے عاریتاً مانگ کر لے گیا تھا۔ اس نے مصدقہ طور پر خبر دی تھی کہ اسی رات جب یہ ہڈی ان کے گھر پہنچی تھی اس کی ملازمہ ایک سرپوش بھوت کو دیکھ کر گھر سے بھاگی تھی اور اپنی ٹانگ کی ہڈی توڑ بیٹھی تھی۔ جس رات یہ ہڈی اس ڈاکٹر کے پاس رہی ہمارے گھر میں امن رہا جیسے ہی وہ ڈاکٹر یہ ہڈی واپس دے گیا تو ہمارے گھر میں پھر وہی واقعات دہرائے جانے لگے۔ تاہم الیگزینڈر نے یہ بھی بتایا کہ وہ

مردوں اور روحوں کو بلانے والے خرافات اور اس قسم کی دوسری باتوں پر یقین نہیں رکھتے مگر اس
بات سے بالضرور کوئی بد دعا یا نحوست وابستہ تھی۔ 1948ء میں علم اسرار پر تحقیق کرنے والا ایک
برطانوی باشندہ جون جیمز نارتھ ویل ایک رات پراسرار حالت میں اپنی لائبریری میں مردہ پایا گیا
تھا۔ اس کی لائبریری میں علم اسرار پر تقریباً تین ہزار کتابیں موجود تھیں۔ مسز نارتھ ویل نے اخباری
نمائندوں کو بتایا تھا کہ اس کا شوہر براہ راست ایک ممی کے ہاتھ کی نحوست کا شکار ہو گیا تھا اور اس کی
موت اسی نحوست کا نتیجہ تھی۔ یہ ہاتھ اس کے شوہر نے مصر کی سیاحت کے دوران ایک بدو سے
خریدا تھا۔ جس کے مطابق یہ ہاتھ ایک مصری شہزادی کا تھا جو پہلے فرعون مینس MENES کے
عہد حکومت سے تعلق رکھتی تھی۔ اس ہاتھ کو خرید کر اس کا شوہر بے خوابی کا شکار ہو گیا تھا۔ اگر گھنٹوں
بعد اس کی آنکھ لگتی تو وہ اچانک چونک کر جاگ اٹھتا تھا۔ اسے خواب میں نظر آتا تھا کہ جیسے کوئی
بادیدہ ہاتھ اس کا گلا گھونٹ رہا ہے۔ جس سے وہ گھبرا کر جاگ اٹھتا تھا۔ یہ حالت کئی ماہ تک جاری
رہی اور ایک شب وہ نیند کی حالت میں ہی چل بسا تھا گو کہ ڈاکٹروں کے مطابق اس کی موت تکیوں
کی وجہ سے دم گھٹنے کی وجہ سے ہوئی تھی مگر مسز نارتھ ویل کے مطابق اس گلا ممی کے ہاتھ نے گھونٹ
دیا تھا اور اس طرح وہ اس ممی کے ہاتھ کی نحوست کا شکار ہو گیا تھا۔

جدید علم نفسیات اس راز سے یوں پردہ اٹھاتا ہے کہ خیالات انسان کی عملی زندگی پر
متواتر اثر پذیر ہوتے ہیں۔ وہ خیالات چاہے کیسے بھی ہوں۔ مشہور ماہر نفسیات یونگ کے نزدیک
امداد بھی اجتماعی لاشعور کے اشارے ہیں۔ اسی طرح خیالات اور جذبات میں چولی دامن کا ساتھ
ہے۔ اگر جذبہ شدت میں کم ہوگا تو خیال کا اثر بھی کم ہوگا۔ خیالی اشکال بھی اسی وجہ سے مادی شکل
اختیار کر لیتی ہیں۔ وہ علم جسے جادو کہتے ہیں درحقیقت اسی سائنٹفک اصول پر مبنی ہوتا ہے۔ جادو منتر
کے ساتھ دوسری رسومات مثلاً دھونی دینا، قربانی، خون کا چھڑکاؤ وغیرہ جذبات کی شدت کو انتہا پر
پہنچانے کا سامان کرتی ہیں جس سے خیالات زیادہ پر اثر ہو کر سامنے آتے ہیں۔ ایک محقق کے

سابق اہراموں میں مدفون اشخاص کے عزیز و اقارب نے پروہتوں کی مدد سے خیالی اشکال کو جنم کر دیا تھا۔ جب یہ اہرام کھولے گئے تو یہ مجسم خیالی اشکال فعال ہو گئی اور ان کے متحرک ہو جانے سے کمزور شخصیتیں ان کا شکار ہو گئی جیسا کہ اہرام کی نحوست کا شکار ہونے والی شخصیتوں سے ہمیں پتہ چلتا ہے۔

علوم جدید سائنس اور اہرام

علوم سائنس میں کیمیا گر ALCHEMIST اور کیمیا گری CHEMISTRY ایسے الفاظ ہیں جنہیں پڑھنے کے بعد ماضی کے کیمیا گروں اور کیمیا گری کا تصور ذہن میں ابھرنے کے بعد پڑھنے والے کے چہرے پر ہنسی اور ایک ایسے فرد کا تصور تخیل آتا ہے جو ہاتھ اور چہرے کو کیمیا کی بھٹی کے دھوئیں سے سیاہ کیے ہوئے بوسیدہ لباس اور بال پریشان کے ساتھ ایک ایسے کمرے میں دن رات گذارتا ہو جہاں مختلف، بے ہنگم سامان بکھرا پڑا ہوا ہو، بھٹی میں آگ دہک رہی ہو اور کھرل میں عجیب سی بو رکھنے والے کیمیائی سیال گھوٹے جا رہے ہو۔ ایسے کیمیا گروں سے جب کوئی مخاطب ہوتا تھا تو وہ خیالوں میں گم افراد بس یہ کہتے نظر آتے تھے کہ ''بس ایک آنچ کی کسر رہ گئی..... ورنہ تو اس مرتبہ تو سونا بن ہی جاتا۔'' کیمیا گروں کی یہ کوشش صدیوں سے جاری رہیں اور وہ سستی دھاتوں، سیسہ، جست، تانبہ اور چاندی تک کو سونے میں بدلنے میں سرگرداں رہے مگر ان کوششوں کا کوئی حتمی نتیجہ نہیں نکلا تاہم ان کوششوں سے جدید علم کیمیا کی بنیاد رکھی گئی اور یہاں تک کہ علم کیمیا کے اصول و قوانین بھی وجود میں آ گئے۔ جدید دور میں ایٹمی سائنس کے آغاز کے بعد ایک عنصر کو دوسرے عناصر میں تبدیل کرنا بھی ممکن ہو گیا ہے۔ ماہرین اہرامیات کہتے ہیں کہ اگر کیمیائی تجربات اہرام میں کیے جائیں تو عناصر کو قدیم کیمیا کے ذریعے بھی آسانی دوسرے عناصر میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

بعض ماہرین نفسیات جن میں ایک امریکی خاتون ٹینی ہیل شامل تھی اہرام میں یہ راز

جاننے کے لیے تجربات کرتے رہے ہیں کہ مراقبے اور بعد ازحواس بصیرت پر اہرام کیا اثرات مرتب کرتے ہیں۔ ان تجربات میں انہوں نے اس بات کا بھی تعین کیا کہ کیا اہرام انسان کی پیش بینی یا پیشین گوئی کی صلاحیت میں کوئی اضافہ کرتے ہیں؟ یعنی کیا اہرام کوئی مقناطیسیت رکھتے ہیں جو اہرام میں موجود انسانوں کے ہالے یا مقناطیسیت تبدیل کر دیتی ہے؟ محقق مُنی ہیل کے مطابق اس کی ذات میں پیشین گوئی کرنے کی قابلیت اسی وقت پیدا ہو گئی تھی جب وہ ابھی بچی تھی وہ مریضوں کے بارے میں صحت یابی کی پیشین گوئی کر سکتی تھی۔ تاہم اس کی اس لیاقت کی حوصلہ شکنی کی جاتی تھی۔ 1967ء میں اس نے فیصلہ کیا کہ مخالفتوں کے اس طوفان کے باوجود وہ اپنی اس صفت کو ایک ماہر نفسیات کی حیثیت سے جلا دے گی اور اپنا لوہا منوا کر رہے گی۔ اس کی زندگی میں کوئیس کے پودے اس کی اس روحانی طاقت کے امین رہے ہیں اور اکثر اس کے مراقبوں کے بعد اس کے کوئیس کے پودوں اور پھولوں میں تبدیلی آ جاتی تھی۔ اس کے اہرام میں ایسے تجربات کرنے کے دوران پودوں میں بہت جلد یہ تغیر نما ہو جاتا تھا۔ اسے اہرام میں تجربات کرنے کا پیغام بھی ایک روحانی مراقبے کے دوران ہی ملا تھا اور دوران کشف ہی اسے مصر نہ جانے کی ہدایات بھی ملی تھیں جس کے بعد اس نے دو تجرباتی اہرام تیار کیے تھے۔ بعد ازاں اس نے ایسے تجربات کیے تھے جن سے مختلف اشیاء پر اہرام کی توانائی کا اثر یا مقناطیسیت معلوم ہو سکے۔ اسی طرح اس نے روحانی مظاہروں کے ساتھ ساتھ اہرام میں کوئیس کے پودوں کی قلمیں اگانے کے طبیعیاتی PHYSICS تجربات بھی کیے۔ اہرام نے پودوں پر بڑے دلچسپ اثرات مرتب کیے۔ اہرام کے اندر پرورش پانے والا پودا اہرام کے باہر کے پودوں سے کم وقت میں چار گنا زیادہ بڑھا اور اس پودے نے غیر معمولی نشوونما کا مظاہرہ کیا۔ یوں اہرام اور علم فزکس کے باہمی تعلق کا پتا لگایا گیا۔ اسی طرح اور محققین نے بیکار بلیڈ رکھا انہیں شیو کرنے کے لیے دوبارہ کارآمد بنانے کے تجربات بھی کیے گئے ہیں۔ اہرام میں رکھے جانے کے بعد یہ بلیڈ عام نئے بلیڈ کے مقابلے

میں اس سے زیادہ کارآمد ہو جاتا ہے۔ اور اس سے نو یا دس شیو کی بجائے نو سے (90) شیو تک کیے جا سکتے۔

اسی طرح کھانے کی اشیاء اگر اہرام میں رکھی جائیں تو وہ نہ سڑیں گی اور نہ گلیں گی بلکہ خوش ہو کر سکڑ جائیں گی اور ان کے ذائقے اور قوت میں بھی اضافہ ہو جائے گا شاید اسی وجہ سے مصری اہراموں میں ہزاروں سال پہلے رکھی گئی کھانے کی اشیاء گندم، شہد اور دیگر اجناس ابھی تک صحیح و سلامت محفوظ ہیں۔

فرانس، اٹلی، چیکوسلواکیہ اور امریکہ میں دودھ اور دہی کو اہرام نما شکلوں میں رکھا جاتا ہے تاکہ وہ خراب ہونے سے محفوظ رہیں اور ان کا ذائقہ بھی بہتر ہو جائے۔ معمولی دھات یا سکے کا پنڈولیم اہرام کی نوک پر چوتھائی انچ کے فاصلے پر لٹکایا گیا تو اکثر یہ مشاہدہ ہوا کہ یہ پنڈولیم خود بخود گھومنے لگا اور اس کی یہ گردش بھی مسلسل تھی۔ یہاں تک کہ یہ اہرام سے ٹکرایا اور اس نے اہرام کی سمت کو ہلکا سا تبدیل کر دیا۔

اسی طرح اہرام میں نفسیاتی اور روحانی تجربات کے بہتر نتائج کی وجہ سے آج کل مغربی دنیا میں چھوٹے بڑے اہراموں میں بیٹھ کر نفسیاتی اور روحانی تجربات کیے جانا عام ہو چکا ہے۔ اہرام میں بیٹھ کر اہرام میں چائے تمباکو یا کافی کو 15 منٹ تک رکھا جائے تو ان کی تلخی اور کڑواہٹ ختم ہو جاتی ہے۔

تازہ دودھ کو اگر تین سے چار ہفتے تک اہرام میں رکھا جائے تو وہ بہترین قسم کے پنیر میں تبدیل ہو جائے گا۔ اس کے برعکس اگر دودھ اہرام کے باہر رکھا جائے تو وہ زیادہ سے زیادہ تین دن میں سڑ جائے گا اور اس میں کیڑے تک پیدا ہو جائیں گے۔ تعفن اتنا شدید ہوگا کہ آپ اس کی بو سے گھر میں قدم رکھنا تک پسند نہیں کریں گے۔

اگر پھلوں اور ترکاریوں کے بیج اہرام میں رکھے جائیں تو ان بیجوں سے طاقتور پھل اور

پھول آور درخت یا پودے اگیں گے۔ اگر گلاب یا دوسرے پودوں کی قلمیں پانی میں بھگو کر اہرام کے اندر رکھی جائیں تو یہ بہت جلد پھوٹنے لگتی ہیں۔

اسی طرح اگر پانی کو پندرہ دن تک اہرام میں رکھا جائے اور بعد ازاں اس کو پودوں میں ڈالا جائے تو عام پانی کے مقابلے میں پودوں کی نشوونما اور جسامت میں زبردست اضافہ دیکھنے میں آئے گا ایلومینیم دھات سے بنے ہوئے اہرام کی نوک سے بجلی ومقناطیسی اشارات خارج ہوتے ہیں۔ اگر ایلومینیم کے اہرام کو اینٹینا کے طور پر استعمال کی جائے تو ریڈیو یا ٹی وی کی نشریات زیادہ واضح اور صاف ہو جاتی ہیں۔

اگر کسی بڑے اہرام میں بیٹھ کر مراقبہ کیا جائے تو مراقبے میں گہرائی اور زیادہ یکسوئی پیدا ہو جاتی ہے اور مراقبہ کرنے والے کا ذہن ایسے خفی افعال وخواص سے واقف ہو جاتا ہے جو اہرام کے باہر مراقبہ کرنے سے ذہن میں آئے تقریباً ناممکن ہیں۔ اہرام انسانی خواہشات اور خیالات کو مادی شکل دیتا ہے۔ کچھ لوگوں نے تجربے کے طور پر اپنی قابل عمل خواہشات کو لکھ کر اندر رکھا تو ان کی یہ خواہشات جلد بر آئیں۔ آٹھ فیٹ یا نو فیٹ کے اہرام کے اندر سونے سے نیند بہت جلد پوری ہو جاتی ہے اور جسم میں زیادہ فرحت اور طاقت پیدا ہوتی ہے۔ ماہرین کے مطابق اہرام میں صرف چار گھنٹے سونا اہرام کے باہر آٹھ گھنٹے سونے کے برابر ہے۔

جب زخموں یا انسانی بدن پر لگی ہوئی چوٹوں کو اہرامی قوت کے زیر اثر لایا گیا تو یہ زخم اور چوٹیں بہت جلد مندمل ہو گئے۔ صرف آٹھ سے بارہ انچ کے اہراموں نے انسانی زخموں اور چوٹوں کو اتنی جلد مندمل کر دیا کہ ڈاکٹر صاحبان حیران رہ گئے۔

اگر اہرام میں سادہ پانی کو دو ہفتے رکھا جائے اور اس پانی سے چہرہ دھویا جائے تو چہرے پر چمک اور سرخی پیدا ہو جاتی ہے اور یہاں تک کہ جھریاں تک کم ہوتی چلی جاتی ہیں۔ امریکہ کی ہزاروں خواتین نے بیوٹی ٹپ کے طور پر اہرامی پانی کا استعمال شروع کیا تو انہیں میک

اپ کرنے کی ضرورت تک نہ رہی۔ اگر اہرامی پانی سر میں لگایا جائے تو بالوں کا گرنا کم ہو جاتا ہے اور بال بڑھنا شروع ہو جاتے ہیں۔ صرف تجربہ شرط ہے۔

یہ ہیں وہ اثرات جو اہرام انسانی زندگی پر جدید سائنس کے مطابق مرتب کرتے ہیں۔

اثرات ونظریات اہرام

اہرام کے اثرات کیسے مرتب ہوتے ہیں: ۔اہرام کے اثرات کے متعلق کئی ایک نظریات موجود ہیں مگر یہ اکثر صرف ذاتی خیالات تک محدود ہیں جدید سائنس کے مطابق ایسے تمام خیالات جن میں منطقی اور تجربی ربط نہ ہو بیکار ہیں۔اس باب میں اسی وجہ سے صرف ایسے نظریات پر بحث کی گئی ہے جو مندرجہ بالا خصوصیات کے حامل ہیں۔نظریات اہرام میں ایک محقق مونٹیٹ MONTAT کے نظریات سب سے زیادہ دقیق اور فکر طلب ہیں۔

اگر چہ مونٹیٹ کے نظریات کو سمجھنا بہت مشکل کام ہے اور ان کو مکمل طور پر سمجھنے کے لیے علم ریاضی وطبیعیات سے واقفیت بہت ضروری ہے۔مگر یہاں ان نظریات کو اتنا آسان فہم بنانے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ قارئین کو آسانی سے سمجھ آسکیں۔

ایتھری نظریہ:

اس نظریہ کی وضاحت کے مطابق پوری کائنات ایتھر کے سمندر میں غرقاب ہے۔خود ایتھر کے بارے میں یہ مفروضہ ملتا ہے کہ یہ ایک ایسا مادہ ہے جس کے ذرات الیکٹران سے بھی چھوٹے ہیں۔اور یہی سیاروں اور ستاروں میں باہمی کشش کا باعث ہے۔جس طرح آواز کو سفر کرنے کے لیے ہوا کا ذریعہ چاہیے اسی طرح روشنی، ریڈیو ویوز، ایکس ریز اور دوسری توانائیوں کو سفر کے لیے میڈیم یا واسطے کی ضرورت ہے۔ان توانائیوں کا میڈیم ہوا نہیں بلکہ یہی ایتھر ہے۔مقناطیسی کشش اور بجلی ایک طرح سے ایتھر کے سمندر میں بھنور کی حیثیت رکھتے ہیں۔اہرام اپنی مخصوص جیومیٹری کی وجہ سے ایتھر کے اس سمندر میں اپنے اندر اور نزدیک ایک قسم کا تموج یا چکر

پیدا کرتا ہے۔ یہ بات تجربات سے واضح ہو چکی ہے کہ اہرامی خواص اور الیکٹرونکی خواص میں کوئی مماثلت پائی جاتی ہے۔

یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ دوسری اشکال مثلاً منشور، مکعب میں آخر ایسے خواص کیوں نہیں ہیں؟ تاہم اس سائنٹفک سوال کا جواب ایتھری نظریہ دینے سے قاصر ہے۔ یہاں یہ بات بتانا بھی ضروری ہے کہ جدید طبیعیات MODREN PHYSICS نے ایتھری نظریہ کو کالعدم قرار دے دیا ہے۔ یہ نظریہ زیادہ تر نشاط ثانیہ کے سائنس داں رکھتے تھے۔

MICRO-WAVE RESONANCE THEORY اس ارتعاشی نظریہ کا خالق وہ شخص ہے جس نے تاریخ میں پہلی مرتبہ اہرام کی مدد سے بلیڈ کو سو مرتبہ تیز کیا تھا۔ وہ تھا کارل دربار۔ اس محقق کے مطابق کائنات میں توانائی کی بہت سی قسمیں مائیکرو ویوز کی شکل میں موجود ہیں مثلاً ایکس ریز، مقناطیسی، بجلی، کشش ثقل اور دیگر نامعلوم توانیاں۔ یہ لہریں جب کسی غیر دھاتی اہرام سے گذرتی ہیں تو ان کا کچھ حصہ اس اہرام میں جذب ہو جاتا ہے جبکہ کچھ جذب نہیں ہوتا ایسی لہریں گذرتے ہوئے اہرام میں ریزونینس کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اس عمل کو مندرجہ مثال کی مدد سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی چمٹا نما شے کے ایک بازو کو ٹکرایا جائے تو اس میں ارتعاش پیدا ہوگا جبکہ اس کا دوسرا بازو خود بخود آگے پیچھے حرکت کرے گا۔ دوسرے بازو میں ارتعاش کی وجہ یہ ہے کہ پہلے بازو سے کچھ قوت دوسرے بازو میں منتقل ہو گئی ہے۔

اسی ریزونینس کے عمل کی وجہ سے اہرام کے اندر بلیڈ کی دھار خود بخود تیز ہو جاتی ہے۔ سائنس دانوں نے اس ریزونینس پر تجربات کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ اس عمل سے دھاتوں کی ساخت میں تبدیلی ہو جاتی ہے اور پانی کو تیزی سے بخارات میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ یاد رہے کہ بلیڈ کی دھار پانی کے اثرات کی وجہ سے 1.5 فی صد تک خراب ہو جاتی ہے مگر جب اہرام میں بلیڈ کی دھار سے پانی کے یہ اثرات زائل ہو جاتے ہیں تو پہلے کی سی تیزی لوٹ آتی ہے۔

اہرام میں گوشت، پھلوں، سبزیوں اور دیگر اشیاء کا خراب نہ ہونا اور بلیڈ کی دھار تیز ہو جانا یا اشیاء کا جراثیم سے پاک ہو جانا سب کا سب عمل ریزونینس کا ممنون ہے۔ یاد رہے کہ امریکہ اور یورپ کے ترقی یافتہ معاشروں میں اشیاء کو جراثیم سے پاک کرنے کے لیے عمل ریزونینس اور مائیکرو ویوز سے مدد لی جارہی ہے۔ کارل دربار کا یہ نظریہ محققین کے نزدیک بڑی حد تک سائنٹفک ہے۔ تاہم اس میں چند خامیاں ضرور پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ دھات کے علاوہ لکڑی کے علاوہ دھات کے بنے اہرام میں کس طرح عمل ریزونینس پیدا ہوتا ہے اور یہ کیونکر فائدہ پہنچاتے ہیں؟ یاد رہے کہ تمام مائیکرو ویوز دھات میں سے گذر جاتی ہیں۔ اہرام کے فریم بھی کیونکر نفسیاتی تبدیلیاں پیدا کرتے ہیں۔ خود کینسر کے مرض پر اہرام کے اثرات کیوں مرتب نہیں ہوتے؟ اگرچہ مریض کے درد کی شدت میں افاقہ ہو جاتا ہے۔

نظریہ اخراج:

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہر مادی شے سے مستقل طور پر برقی مقناطیسی توانائی کی لہریں خارج ہوتی رہتی ہیں چاہے وہ شے جاندار ہو یا بے جان۔ اسی طرح اہرامی شکل سے بھی برقی و مقناطیسی توانائی کی لہریں خارج ہوتی ہیں اور ان کا ملاپ اہرام کے زاویوں اور نوک پر ہوتا ہے۔ اس طرح توانائی کے ستون اہرام کے اندر اور باہر قائم ہو جاتے ہیں۔ اس کا سب سے زیادہ اثر 1 1/3 اونچائی پر اہرام کے اندر ہوتا ہے۔

نظریہ اخراج کے مطابق اہرامی قوت سے اہرام کے اندر کی ہوا میں ارتعاش RESONANCE کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اندر رکھی ہوئی اشیاء ہوا کی مدد سے توانائی جذب کرتی ہیں جس کے بعد ان میں تغیرات اور تبدیلیاں واقع ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

تاہم اس نظریہ کے مطابق مکعب شکل میں توانائی سب سے زیادہ خارج ہونا چاہیے

لیکن اس کے برعکس مکعب میں کھانے کی اشیا بہت جلد گل سڑ جاتی ہیں۔

ایلومینیم کی چادر اگر دس پندرہ دن تک اہرام میں رکھا جائے اور پھر اسے گوشت کے ٹکڑے پر لپیٹ دیا جائے تو گوشت گلنے سڑنے سے کافی عرصہ تک محفوظ رہتا ہے۔ مگر حیرت اس بات کی ہے کہ اگر اہرام میں نہ رکھی جائے تو ایلومینیم کی چادر میں ایسی کوئی صفت موجود نہیں ہوتی۔

نظریہ کائناتی عدسہ:

اس نظریہ کے موجب اہرام ایک عدسہ ہے، جس طرح ایک عام محدب عدسہ سورج کی شعاعوں کو ایک نقطہ پر مرکوز کر کے آگ پیدا کرتا ہے اسی طریق پر نامعلوم کائناتی توانائیوں کو اہرام ایک نقطہ پر مرتکز کر دیتا ہے۔ تاہم یہ نظریہ بہت ڈھیلا ڈھالا سا ہے اور اسے تجربہ کی کسوٹی پر پرکھنا ممکن نہیں نظر آتا۔

جیومیٹریکل نظریہ:

اس نظریہ کا خالق ایک امریکی محقق مونٹیتھ MONTEITH تھا۔ عام قاری کو اس نظریہ کی فہم کے لیے اعلیٰ درجے کی ریاضی سے واقف ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر آیا تھا۔ اس نظریہ کو یہاں آسان فہم بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔

جیومیٹری دو اقسام پر مشتمل ہے اول ساکن جیومیٹری STATIC GEOMETRY اور دوم متحرک DYNAMID GEOMETRY متحرک یا حرکی جیومیٹری کے فارمولے P1(3,14) اور PHI(1.618) ہیں ان کا ساکن جیومیٹری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یاد رہے کہ مکعب اشکال ساکن جیومیٹری سے حاصل ہوتی ہیں جبکہ گولائیوں کو حرکی جیومیٹری سے حاصل کیا جاتا ہے۔ ہر حرکی شکل جو طبعی دنیا میں موجود ہے اس کی متبادل ساکن شکل کائناتی مکان COMIC SPACE میں موجود ہے۔ ہر الیکٹران ہر ستارہ اور سیارہ اپنے اپنے

مکعب سے وابستہ ہے۔ ہر جیومیٹریکل مکعب کو چھ یکساں اہراموں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ یوں اہرامی بھی مکعب سے وابستہ ہے اور اس کا تعلق حرکی جیومیٹری سے بھی ہے۔ مونٹیتھ نے علم ریاضی کی مدد سے ثابت کر دیا تھا کہ اہرام میں جیومیٹری کی دونوں اقسام موجود ہیں۔ اہرام کی بلندی حرکی جیومیٹری کا اظہار کرتی ہے جبکہ اس کی اطراف کا تعلق ساکن جیومیٹری سے ہے۔ مونٹیتھ کے ایک قول کے مطابق پیدائش کا عمل ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جس میں وجود ساکن جیومیٹری سے حرکی جیومیٹری کی طرف منتقل ہوتا ہے' موت اور عمل فنا میں عمل معکوس واقع ہوتا ہے۔ آگے چل کر مونٹیتھ لکھتا ہے کہ جیومیٹری کی مدد سے ریزونینس اور توانائی وقوت کے وجود کو بھی تسلیم کیا جا سکتا ہے مونٹیتھ کا یہ مقالہ طبعیات' فلسفہ اور ریاضی کی بلندیوں کو چھوتا ہے اور ان علوم کا حسین ترین امتزاج ہے۔ اس میں آئن سٹائن کے نظریہ اضافیت کی گونج بھی ملتی ہے۔ تاہم اس نظریہ میں صرف ایک خامی یہ ضرور ہے کہ ہم اسے عملی طور پر کسی طرح بھی پرکھ نہیں سکتے۔ شاید آنے والے سالوں میں ایسا ممکن ہو سکے۔

کچھ ماہرین طبعیات نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ علم طبعیات جیومیٹری ہی کی ایک خاص شکل ہے لیکن مونٹیتھ کے نزدیک ان کا یہ نظریہ صحیح نہیں ہے۔ اس کے مطابق جیومیٹری مکاں SPACE کی بناوٹ وساخت ہے اور روشنی کا قیام اس کے اندر ہوتا ہے۔

ایٹمی فزکس کے مطابق روشنی وتوانائی کی لہریں WAVES جب ''مکان'' کی جیومیٹری کے ساتھ عمل کرتی ہیں تو ریزونینس کا عمل وجود پذیر ہوتا ہے۔ اس نظریہ کی مدد سے ہم روشنی کے سفر کو حرکی جیومیٹری کی مدد سے اور اس خلا کہ جس میں روشنی سفر کرتی ہے ساکن جیومیٹری کی مدد سے بیان کر سکتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ عظیم اہرام کی ساخت ہمیں بتا رہی ہے کہ ''دائرہ مربع میں اور گولائیاں مکعب میں تبدیل ہوئی ہیں۔'' شاید قدیم مصریوں نے یہ راز بہت پہلے پالیا تھا کہ ساکن جیومیٹری

کو حرکی جیومیٹری میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اہرام کون CONE یا مخروط میں اور گولائیاں مکعب میں اور اسی طرح مکعب خود گولائیوں SPHERES میں آسانی سے تبدیل ہو سکتا ہے۔

توانائی کا بھرپور اجتماع کون CONE کی شکل میں ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کون CONE مخروط کسی نہ کسی صورت میں تخلیق CREATION کے عمل سے وابستہ ہے جبکہ دوسری طرف لوگاریتھمک سپائرل LOGARITH MICSPIRAL باہر کی جانب پھیلاؤ کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ اسپائرل حرکی جیومیٹری کی ساکن جیومیٹری کو منتقلی کے عمل کو ثابت کرتا ہے۔

دوسرے اہم نکتہ کا انکشاف عظیم اہرام کے حجم سے ہوتا ہے۔ مونٹیٹھ اس اسرار سے یوں پردہ اٹھاتا ہے کہ اگر ایک ہی لمبائی کے اہرام اور مکعب لیے جائیں تو اہرام میں توانائی مکعب کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوگی۔ مونٹیٹھ نے آگے چل کر ریاضی کی مدد سے اپنے مقابلے میں ثابت کر دیا کہ عظیم اہرام میں جتنی توانائی پیدا ہوتی ہے اتنی توانائی (عظیم اہرام کے حجم کے) مکعب میں پیدا ہونا ممکن نہیں ہے۔ یہ بات نیوٹن کے قانون ہر عمل کا ایک ردعمل ہوتا ہے، سے بھی ثابت ہوتی ہے۔

..... کچھ مزید انکشافات

سیاروں اور ستاروں کے اثرات:

تجربات اور مشاہدے کی مدد سے محققین نے یہ سراغ لگایا ہے کہ اہرام بعض اوقات کچھ وقت کے لیے اپنے جادوئی خواص کھو دیتا ہے۔ مثلاً کبھی کبھی اہرام میں رکھے ہوئے بلیڈوں کی دھار میں تیزی پیدا نہیں ہوتی تاہم چند دن بعد اگر یہ بلیڈ دوبارہ اہرام میں رکھے جائیں تو خوب تیز ہو جاتے ہیں۔ اس کی ممکنہ وجوہات محققین کے نزدیک سیاروں اور زمین کے درمیان عمل ورد عمل ہو سکتا ہے۔ کارل دربار کے نزدیک "مکمل چاند کے طلوع ہونے پر اکثر بلیڈ اپنی دھار میں تیزی پیدا نہیں کر پاتے" لیکن جب چاند گھٹنا شروع ہوتا ہے تو بلیڈ پھر تیز ہونا شروع ہو جاتا ہے روس اور چیکوسلواکیہ میں فوجی آپس میں مذاق کرتے ہوئے ایک دوسرے کے بلیڈ چاند کی روشنی میں رکھ دیتے تھے جس سے بلیڈ کند ہو جاتے اور اگلی صبح انہیں استعمال کرنے والے کو خاصی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

اہرام اور پودے:

اہرام میں زیادہ تر پودوں کی نشوونما میں ایک دم اضافہ ہو جاتا تاہم یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کچھ پودوں کی نشوونما میں کمی ہوتی ہے بعض بالکل اہرام سے متاثر ہی نہیں ہوتے۔

اہرام یا اہرام نما فریم میں پودے زیادہ عرصہ رکھنے کا یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ پودے
بیمار بھی ہو جاتے ہیں کیونکہ اس صورت میں اہرام سے ملنے والی توانائی کی مقدار پودوں کی قوت
برداشت سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس لیے اگر پودوں کو کچھ وقت کے لیے اہرام کے اندر رکھا
جائے اور پھر یہ وقت آہستگی سے بڑھایا جائے تو اچھے نتائج دیکھنے میں آتے ہیں۔ اسی طرح صحت
مند پودے حاصل کرنے کے لیے مختلف قسم کے بیج اہرام میں رکھیں مگر یاد رہے کہ اہرام کی توانائی کا
دورانیہ ان کی قوت برداشت سے زیادہ نہ ہو ورنہ بیج پھوٹ بھی نہیں پائیں گے۔

اہرام کے تانبہ پر اثرات:

اگر اہرام کی نوک پر تانبہ کا تار باندھا جائے اور اس کا ایک سرا کسی درخت سے پیوست
کر دیا جائے تو یہ درخت آہستہ آہستہ خشک ہوتا چلا جائے گا کیونکہ تانبہ سے اہرام کی قوت میں
اضافہ ہوگا اور یہ قوت بجلی ہی کی مانند تار کے ذریعے درخت کو پہنچے گی اور یہ مقدار میں اتنی زیادہ
ہوگی کہ درخت اس قوت کی توانائی کو برداشت نہیں کر پائے گا۔

اہرام اور کتے بلیاں:

کتے بلیاں اہرام میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اہرامی توانائی کو جذب
کر سکیں۔ جب یہ جاندار اپنی جسمانی ضرورتوں کے مطابق توانائی جذب کر لیتے ہیں تو یہ اٹھ کر فوراً
باہر چلے جاتے ہیں۔ جب یہ جذب کی قوت کم ہوتی ہے تو پھر واپس اہرام میں داخل ہو جاتے
ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جو کتے اہرام میں بیٹھنے کی عادت اپنا لیتے ہیں وہ گوشت خوری ترک
کر دیتے ہیں۔ اس کی وجہ محققین کے نزدیک یہ ہے کہ اہرامی توانائی ان کے نفس کو بلند کر دیتی
ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے اہرام میں انسان کا نفس بھی بعض چیزیں ترک کر دیتا ہے۔

اہرام کے نیند پر اثرات:

بڑے اہرام تو اپنے اثرات دکھاتے ہی ہیں لیکن چھوٹے اہرام بھی کم سودمند نہیں
ہیں۔ اگر چھوٹے چھوٹے اہرام بنا کر پلنگ کے نیچے رکھ دیں تو ان سے نیند پرسکون ہو جاتی ہے اور

خوابوں کی ماہیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہ چھوٹے اہرام مریض کو سکون بخشتے ہیں اور ان سے مرض کی شدت میں بھی کافی افاقہ ہوتا ہے۔

اہرام کے سکوں پر اثرات:

اکثر دھات کے سکے اور برتن کھلی فضا میں زنگ آلود ہو جاتے ہیں اور سیاہی اور میل پکڑ لیتے ہیں۔ یہ میل و کثافت دھاتوں اور ہوا پانی کے درمیان کیمیائی عمل پذیر ہونے سے چڑھتا ہے۔ اگر آپ اس دھات اور کثافت کو سکوں پر سے اتارنا چاہیں تو میلے سکوں کو کم از کم تین دن مسلسل اہرام کے عین وسط میں رکھ دیں اور اس مدت کے بعد یہ سکے نکال کر انہیں روئی یا کسی کپڑے سے رگڑیں یہ سیاہی بہت آسانی سے اتر جائے گی بصورت دیگر یہ سیاہی آسانی سے دور نہیں ہوتی۔ ایک امریکی ماہر اہرامیات کا کہنا ہے کہ سکے اہرام میں خود بخود بھی صاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ بھی تجربے کی بات ہے کہ تین دن تک اہرام میں رکھے جانے کے بعد سکوں کی سیاہی محض انگوٹھے سے رگڑنے سے بھی دور ہو جاتی ہے۔ اگر اس عمل کو تانبے یا پیتل کی دیگر اشیاء پر بھی کیا جائے تو ان کا زنگ اور میل بھی دور کیا جا سکتا ہے۔

گھڑیاں اور اہرام:

گھڑیوں پر اہرام کا اثر انتہائی حیرت انگیز ہوتا ہے۔ گھڑیاں اہرام کے اثرات سے کبھی انتہائی تیز رفتاری سے چلنے لگتی ہیں اور کبھی ہلکی رفتار سے بھی چلنے لگتی ہیں اور بعض اوقات تو بند بھی ہو جاتی ہیں۔ بعض تجربات کے دوران یہ بھی دیکھنے میں آیا چابی کی گھڑی کو چابی کی ضرورت تک پیش نہ آئی اور وہ مسلسل 20 گھنٹے تک چابی دیے بغیر ہی چلتی تھی۔ تاہم یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ گھڑی پر اہرام کے اثرات بالکل مرتب نہ ہوئے۔ ماہرین اہرامیات کے مطابق ایسا بعض اوقات سیاروں کی گردش کے اثرات سے ہوتا ہے۔

اہرام اور کوارٹز:

آج کوارٹز سے بہت سے اہم کام لیے جا رہے ہیں۔ انیسویں صدی میں ایک سائنس دان ریشن باخ REICHN BACH نے تجربات سے ثابت کیا تھا کہ کوارٹز میں سے بجلی کی رو گذر سکتی ہے۔ یعنی یہ الیکٹران جذب کر کے خارج کرتا ہے اور اس کو موڑنے پر اس میں خود بجلی پیدا ہوتی ہے۔ اسی کی مدد سے پہلے پہل کرسٹل ریڈیو سیٹ بنایا گیا تھا۔ اہرام اور کوارٹز میں ایک مماثلت یہ پائی جاتی ہے کہ دونوں توانائی پیدا کرتے ہیں۔

امریکہ میں تجرباتی طور پر کوارٹز کے اہرام بنائے گئے تو ان سے بے پناہ قوت خارج ہوئی۔ ڈاکٹر کنگ کے مطابق کوارٹز کے محض ایک انچ اہرام کی توانائی کو اس نے تقریباً 20 فیٹ کے فاصلے سے محسوس کیا۔ ہوسکتا ہے آپ کے لیے کوارٹز کو اہرام میں تبدیل کرنا مشکل ہو تو آپ صرف کوارٹز کے ایک ٹکڑے کو دھاگے سے باندھ کر اہرام کے اندر اس طرح سے لٹکائیں کہ وہ کل اونچائی سے 1/3 حصہ بلند رہے۔ اب آپ کے اہرام کی قوت بہت زیادہ بڑھ جائے گی اس بات کا خیال رکھا جائے کہ یہ قوت اہرام میں رکھے جانے والے پودوں کی قوت سے برداشت سے باہر ہوگی۔ توانائی میں اضافے کو اس طرح چیک کیا جا سکتا ہے کہ اگر اہرام میں وقفہ دے کر رکھا گیا پودا شاداب رہے تو اس کا مطلب یہ ہوا اہرام کی قوت پودے کی نشوونما پر اچھی طرح اثر انداز ہو رہی ہے اور اگر پودا مرجھا جائے تو کوارٹز کی وجہ سے توانائی بے حد بڑھ گئی ہے۔

اہرام اور مقناطیس:

سائنس کا ایک سادہ سا اصول یہ ہے کہ مقناطیس کو گھمانے پر برق پیدا ہو جاتی ہے اس اصول پہ کام کرتے ہوئے ڈائنمو DYNAMO بجلی پیدا کرتا ہے اسی طرح عمل معکوس میں اگر لوہے کی سلاخ پر تار لپیٹ کر اس میں سے D.C کرنٹ گذاریں تو یہ سلاخ مقناطیس میں تبدیل ہو جائے گی۔

اگر مریض کو اہرام میں کسی بھی تہہ رکھا جائے اور اس کے بعد بلیڈ کو بھی مخصوص طریقے پر رکھا جائے تو اس عمل سے بلیڈ بہت دیر تک تیز رہے گا۔

پنڈولم پر اثرات:

اگر آپ پنڈولم کو اہرام کے نزدیک لائیں تو محسوس ہوگا کہ پنڈولم کی حرکت خفیف سی مختلف ہوگئی ہے۔ یہ خفیف تبدیلی محسوس کی جاسکتی ہے۔ ماہرین اہرامیات کے مطابق اہرام کی توانائی اس طرح براہ راست پنڈولم کی حرکت پر اثر انداز ہوتی ہے۔

اہرامی فریم کے اثرات:

1977ء میں اہرامیات میں دلچسپی رکھنے والوں پر یہ انکشاف ہوا تھا کہ "اگر اہرام کی شکل کا فریم بنا کر بھی اس میں بیٹھا جائے تو اس سے تقریباً وہی فوائد حاصل ہوں گے جو کہ باقاعدہ طور پر گتے، لکڑی یا پلاسٹک سے بنائے گئے کسی اہرام سے ہوتے ہیں۔ تاہم بہتر طریقہ یہی ہے کہ آپ اپنے مراقبات کا آغاز باقاعدہ طور پر اہرام بنا کر کریں یا آپ اپنے تجربات بھی کسی باقاعدہ طور پر بنے ہوئے اہرام میں کریں۔ کھانے پینے کی اشیا کو محفوظ کرنے کے لیے بھی باقاعدہ اہرام زیادہ بہتر رہتے ہیں۔ یاد رہے کہ اہرام کے صرف فریم میں کھانے پینے کی اشیاء محفوظ نہیں ہوسکتیں البتہ یہ فریمی اہرام ذہن اور جسم کے لیے بھی اتنا ہی سودمند ہے جتنا کہ گتے، لکڑی یا پلاسٹک کا بنا ہوا اہرام۔

یوگا اور اہرام:

ایک ماہر اہرامیات کے مطابق اگر اہرام میں یوگا آسن کی طرح بیٹھا جائے یعنی چہرہ شمال کی جانب اور پشت مغرب کی جانب اور پھر آنکھیں بند کر کے صرف یہ خیال کیا جائے کہ میں کسی بڑے اہرام کے اندر عین وسط میں بیٹھا ہوا ہوں تو صرف اس اہرامی تخیل سے ذہنی کیفیات میں تبدیلیاں واقع ہونے لگتی ہیں، ماہرین کے مطابق اس طرح باقاعدہ مشق کرنے سے صرف پندرہ دن میں ذہن و جسم پر خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اہراموں کی تاریخ جو ہم بھول گئے

سیارہ زمین پر مختلف دور اور زمانے آتے رہے ہیں جن کے بارے میں جاننے کے لیے انسان آج بھی کوشاں ہے زمین کے ابتدائی زمانے کے کچھ ادوار ایسے بھی ہیں جن کے بارے میں انسان کو بہت کم علم ہے یہ دور زمین کی تاریخ کا وہ حصہ ہیں جسے شاید ہم بھول چکے ہیں۔ان ادوار تک رسائی مؤرخین کی بیساکھیوں کے ذریعے ممکن نہیں مگر کرہ ارض کی تاریخ کے ان ادوار تک تخیل کی پرواز کے ذریعے پہنچا جا سکتا ہے۔

ایک روسی مصنف نے 2007ء میں اہراموں کے متعلق اپنی کتاب THE PYRAMIDS میں کرہ ارض کی تاریخ کے ان ادوار تک پہنچنے کی کوشش کی ہے۔روسی مصنف ویلری یوروف VALERY UVROV کے مطابق آغاز میں زندگی کے آثار رکھنے والے ہمارے نظام شمسی کے تینوں سیارے مریخ' MARS فیٹن (MALDEK)PHAETON اور زمین EARTH' سورج کے قریب تر تھے جس کی وجہ سے ان تینوں کی آب وہوا بھی انتہائی گرم تھی۔یہ وہ زمانہ تھا جب ابھی زمین کا واحد چاند اور سیارہ وینس تک بھی وجود میں نہیں آیا تھا۔

تاہم نظام شمسی کا یہ دور بے حد امید افزا تھا اور نظام شمسی کے تینوں مرکزی سیاروں میں نشوونما کا عمل جاری تھا۔زمین اگرچہ اس دور میں مریخ اور فیٹن سے تھوڑا بہت اس عمل میں پیچھے تھی مگر اس پر بھی عمل تعامل جاری تھا۔اگرچہ بہت دھیمے دھیمے یا آہستہ آہستہ۔

یوروف کے مطابق اسی زمانے کے بعد لوگوں نے زمین پر دیوتاؤں کی ہدایت پر اہرام تعمیر کرنے شروع کیے تھے۔ یہاں ایک سوال یہ اٹھتا ہے کہ آخر وہ کون سا محرک تھا جس نے اس قدیم زمانے میں انسان کو اتنا لازوال اور بے مثال کارنامہ انجام دینے یعنی اہراموں کو تعمیر کرنے پر مجبور کیا تھا۔ اس کے لیے ہمیں ابتدائی اہراموں یعنی سیڑھی دار اہراموں کا جائزہ لینا پڑے گا۔ انہیں اہراموں نے اینٹینا ANTENNAE کا کردار ادا کیا تھا۔ یہ سیڑھی دار اہرام اس زمانے کے عالمی ذرائع رسل رسائل سے تعلق رکھتے تھے۔

اس طرح اہرام قدیم زمانے کی اعلیٰ سائنسی ترقی کے ٹھوس اور جیتے جاگتے ثبوت ہیں۔ اہراموں کی تعمیر کا دوسرا مقصد ان کی پیمائش میں مضمر ہے۔ یعنی اہراموں کا عمل پیمائش گویا پتھروں کی زبان میں الہام کا بیان ہے، محققین کے نزدیک اہراموں کی تعمیر و ساخت سے اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ شاید اس کام میں انسان کو یا کرہ ارض کے باسیوں کو کسی اور ہی دنیا کی مخلوق کا تعاون بھی حاصل رہا ہے۔ اہراموں میں جو سربستہ راز سات ہزار سال سے پنہاں چلے آ رہے ہیں اگر ان کا انکشاف ہو جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ آج کی جدید سائنس کا شیرازہ بکھر کر رہ جائے گا۔

یہ ہیں چند تخیلات جو اہراموں کے معانی، مقاصد، اصلیت اور تاریخ کے بارے میں روشنی ڈالتے ہیں۔ ان عظیم سنگی عمارات کی اہمیت پچھلے کئی ہزار برس میں سے دنیا کے بھر محققین، سائنسدانوں اور یہاں تک کہ علماے اور صوفیاء اور عام لوگوں کے درمیان بھی بحث کا موضوع بنی ہے۔ ان مباحثوں کا زیادہ تر محور مصر کے اہرام بلکہ خصوصی طور پر ''چیوپس کا عظیم اہرام غزہ رہا ہے۔ یہ تراشیدہ پتھروں سے تعمیر شدہ سات ہزار سال قدیم معمہ ہزاروں برس سے انسانی ادراک و فہم کے لیے ایک لاینحل بلکہ ناقابل تسخیر چیلنج بن کر زمین کے سینے پر بڑی شان اور دبدبے کے ساتھ کھڑا وقت کی بے رحم طاقت کو شکست دے رہا ہے۔ جدید زمانے میں جب انسان نے جدید سائنس کے ذریعے خلا کی وسعتوں اور سمندروں کی گہرائیوں تک کو کھنگال ڈالا ہے۔ چیوپس کا عظیم

اہرام پچھلی صدیوں کی طرح آج بھی سائنس اور سائنسدانوں کا منہ چڑا رہا ہے کیونکہ وہ بے شمار ترقیوں کے باوجود اس سات ہزار سالہ قدیم معمہ کا عقدہ حل نہیں کر سکے۔ دنیائے سائنس میں ہونے والے نئے انکشافات اور تحقیقات اور دریافتوں نے اس پر اہرام کے بارے میں پیش کیے گئے ماضی کے نظریوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے تاہم اس کے سربستہ رازوں کو افشا نہیں کیا جا سکا۔ جیسا کہ پہلے ذکر آیا تھا کہ ایک یورپی محقق گنتھر روزن برگ نے اپنی ایک رپورٹ میں بتایا تھا کہ سائنس دانوں نے اس عظیم اہرام کا کمپیوٹری مطالعہ کیا تھا۔ اس مطالعہ کے نتائج نے بیشتر ماہرین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا اور وہ بے یقینی کی کیفیت میں حیرت و استعجاب سے سر جھٹک کر رہ گئے تھے۔

یہ بات ابھی تک پردہ اخفا میں ہے کہ ان اہراموں کے معمار کون لوگ تھے؟ اور ان کی تعمیر کا مقصد بالآخر کیا تھا؟ ان سنگی عمارات کے متعلق اب تک جو اعداد و شمار مل سکے ہیں ان کے مطابق یہ قدیم ترین زمانے میں انتہائی ترقی یافتہ علوم سائنس کی امین ہیں اور حیرت اس امر پر ہے کہ سنہ عیسوی کے آغاز سے ہزاروں سال پہلے کے انسان ان ترقی یافتہ علوم سائنس سے خوب واقف تھے جبکہ آج سنہ عیسوی کو شروع ہوئے دو ہزار سال سے زائد گذرنے کے باوجود ہم ان اہراموں کے اسرار سے اپنی بے انتہا سائنسی ترقیوں کے باوجود واقف نہیں ہو سکے۔ اہرام تعمیر کرنے والے وہ لوگ ہم سے کہیں بہتر طور پر کائنات کے سربستہ رازوں سے واقف تھے۔ اعلیٰ علم ریاضی میں طاق تھے اور کرہ زمین کے جغرافیہ کے بارے میں بھی حیرت انگیز حقائق جانتے تھے۔ اہراموں کے بارے میں جو حقائق اب تک دریافت ہو سکے ہیں ان میں سے چند ایک کا تعلق خلا سے ثابت ہو چکا ہے جس کے نتیجہ میں یہ خطرہ ہے کہ کہیں پوری انسانی تاریخ کو دوبارہ مرتب نہ کرنا پڑے۔

مصر کے دارالحکومت قاہرہ کے چند میل جنوب میں پوری دنیا سے زیادہ وہ پراسرار مقام واقع ہے کہ جہاں انسانی تاریخ کے سات ہزار سالہ قدیم معمے آج بھی سینہ تانے کھڑے ہیں۔ ان معمات میں حیرت انگیز ابوالہول بھی ہے اور چیوپس یا خوفو کا اہرام بھی جو انسان کی عظمت رفتہ کی

ایک انسانی دماغ ہے۔ خوفو بادشاہ وہ فرعون ہے جس کا یہ مقبرہ ہے حضرت عیسیٰ کی دنیا پر آمد سے
2900 سال پہلے مصر پر بڑی شان و مرتبے سے حکومت کرتا تھا۔ خوفو کے اس اہرام کا حجم ہی اتنا عظیم
ہے کہ دیکھنے والی آنکھ کو حیران کیے بغیر نہیں چھوڑتا۔

اس کی بنیادوں سے چوٹی تک اس عجوبہ روزگار سنگی عمارت کی بلندی 485 فیٹ ہے جبکہ اس کی اساس تیرہ ایکڑ رقبہ کو گھیرے ہوئے ہے جو کشادگی میں شکاگو اور لندن زیریں جیسے مغربی شہروں کے آٹھ مربع بلاکوں کے برابر ہے۔ اس اہرام کی تعمیر میں بھاری پتھروں کے پچیس لاکھ بلاک استعمال ہوئے ہیں۔ یاد رہے کہ ان بلاک میں ہر ایک کا وزن تین ٹن سے نوے (90) ٹن تک ہے۔ نپولین کی مہم مصر کے دوران اس کے ساتھ آئی ہوئی مغربی محققین کی جماعت نے اس اہرام میں استعمال ہونے والے پتھر کے بلاکوں کی تعداد کا اندازہ یوں لگایا تھا کہ اتنے پتھروں سے پورے فرانس کے گرد ایک دس فٹ اونچی اور ایک فٹ چوڑی دیوار کھڑی کی جا سکتی ہے۔

اور یہ امر بھی حیرت انگیز ہے کہ اگر اس اہرام میں استعمال ہونے والے ضخیم سنگی بلاکوں کو اگر کسی طرح ایک فٹ مربع کے چھوٹے بلاکوں میں کاٹ لیا جائے تو یہ چھوٹے بلاک پوری دنیا کے گرد ایک حلقہ بنانے کے لیے کافی ہوں گے۔ اس اہرام پر صرف ہونے والی انسانی توانائی اور تعمیراتی سامان اتنا زیادہ ہے کہ بیسویں صدی میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے ایک دریا کولوریڈو پر تعمیر کیے جانے والے ایک بڑے بند کی تعمیر پر بھی اتنی انسانی توانائی اور تعمیراتی سامان صرف نہیں ہوا جتنا اس ہرام پر پانچ ہزار سال پہلے ہوا تھا۔ اگر یہ کہا جائے تو یہ غلط نہیں ہوگا کہ انسانی تاریخ کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی حضرت انسان کی قائم کردہ کوئی تعمیراتی کمپنی اتنی سکت نہیں رکھتی کہ اس اہرام کو دوبارہ تعمیر کر سکے۔ لندن کا سینٹ پال کا گرجا، انگلستان کی پارلیمنٹ کی عمارت ہو یا سب نیویارک کی بلند ترین عمارت ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ اس اہرام میں سما سکتی ہیں یہ بھی یاد رہے کہ انسانی ترقی کے اس مشینی دور میں دنیا بھر کی مشینیں مل کر بھی اس اہرام کو اس کی جگہ سے ہلا نہیں سکتیں

کیونکہ اس کا وزن اتنا ہے کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی عمارت بھی اتنی وزنی نہیں ہے یعنی پچیس لاکھ ٹن۔

اس اہرام میں موجود راہداریوں، تدفینی ایوانوں اور نادر یافت ہونے والے پوشیدہ کمروں کے علاوہ یہ اہرام ایک مکمل ٹھوس سنگی عمارت ہے۔

اس اہرام کے بیرونی غلاف میں استعمال ہونے والے پتھر کی سلیں جو اگرچہ تباہ و برباد ہو چکی ہیں مگر اس قدر مہارت کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ جوڑی گئی تھیں کہ ان کے درمیان ایک کاغذ کا پرزہ بھی نہیں سما سکتا تھا۔ سو ٹن سے زائد وزنی پتھر کے بلاک اس عمدگی سے جوڑے گئے ہیں کہ ان کا جوڑ تلاش کرنا بھی ناممکنات میں شامل ہے۔ ایک عرب جغرافیہ داں ابوزید بلخی نے لکھا ہے کہ بیرونی غلافی پتھروں پر کسی قدیم رسم الخط میں تحریریں موجود تھیں جن سے پتہ چلتا تھا کہ اس اہرام کی تعمیر کا زمانہ وہ تھا جب ستارہ لائر LYRE سرطان کے جھرمٹ THE CONSTELLATION OF CANCER میں تھا۔ ایک فلکیاتی حساب سے یہ زمانہ 730000 سال پہلے کا بنتا ہے واللہ بالعلم الصواب۔ اکثر مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ اہرام فرعون چیوپس کے عہد میں تعمیر کیا گیا تھا۔ مؤرخین اس سلسلے میں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس فرعون نے اپنی رعایا کے تمام ایسے افراد کو جو کام کرنے کے قابل تھے اپنی مشقتی فوج میں بطور غلام بھرتی کر رکھا تھا۔ ایک مصری ماہر اہرامیات نے لکھا ہے کہ اس کے قدیم ترین آباؤ اجداد نے محض دستی اوزاروں سے اس اہرام کے بھاری پتھروں کو تراشا اور کانوں سے نکال کر دریائے نیل کے سینے پر تیراتے ہوئے اور صحرا کی پنہائیوں میں گھسیٹتے ہوئے ان کو غزہ تک لے آئے اور پھر انہیں ایک سنگی عمارت کی شکل دی تھی۔ مگر اس عمارت کا فن تعمیر یہ قلعی کھولتا ہے کہ اس قدیم زمانے میں اس قدر ناقابل یقین حد تک ایسی ترقی یافتہ عمارت تعمیر کرنا وہ بھی محض دستی اوزاروں سے بھلا کیسے ممکن ہو سکتا تھا..... اس سوال کا جواب حضرت انسان کی عقل آج تک نہیں دے سکی۔

یہاں یہ امر بھی باعث حیرت ہے کہ فرعون خیوپس کے عہد میں مؤرخین کے اندازے کے مطابق مصر کی آبادی دو کروڑ کے لگ بھگ تھی جبکہ ایک مصری ماہر اہرامیات کے مطابق اس اہرام کی تعمیر کے لیے کم از کم دس لاکھ انسانوں کی ضرورت تھی۔ انسانوں کی اتنی بڑی فوج کو بھلا ایک مقام پر کیسے رکھا جا سکتا ہے اور ان کے قیام و طعام کا بندوبست ایک مقام پر کرنا بھلا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

اسی طرح پتھر کے یہ بھاری پچیس یا چھبیس لاکھ بلاک کاٹنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے اور اس کام کے لیے کون سے اوزار استعمال کیے گئے ہوں گے جبکہ ابھی انسان کو ڈائنامائیٹ سے دھماکہ کرنے کے قابل ہونے میں پانچ ہزار سال سے زائد عرصہ درکار تھا اور اس وقت تک انسان کوئی اور دوسرا دھماکہ خیز مواد بھی ایجاد نہ کر سکا تھا۔ پھر ان وزنی سنگی بلاکوں کو ایک دوسرے سے اسطرح پیوست کیا گیا ہے کہ کوئی معمولی درز تک نہیں ہے۔ پتھروں کو یوں جوڑنے کے لیے کم از کم دو ٹن طاقت کے دباؤ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ دو ٹن دباؤ ڈالنے کے لیے اتنے قدیم زمانے میں آخر کون سا آلہ استعمال کیا گیا ہوگا؟ ذرا سوچیے!

ایک اور امر حیرت انگیز ہے کہ ریگستانی ملک مصر میں پتھر کی کانیں بہت کم ہی ہونگیں اگر یہ پتھر بیرون ملک سے لایا گیا تو پچیس لاکھ وزنی پتھریلے بلاکوں کو آخر گھسیٹا کیسے گیا؟ کیا اتنے مضبوط اور وافر رسے قدیم مصر میں موجود تھے؟ جبکہ ایک بلاک کو گھسیٹنے کے لیے کم از کم چار رسوں کی ضرورت تھی۔ یوں رسوں کی تعداد کروڑ تک جا پہنچتی ہے جو نا قابل یقین ہے۔ کیا فرعون کے دربار میں ایسے مہندس اور معمار میسر تھے جو اس قدر صحیح طور پر یہ حیرت انگیز عمارت ڈیزائن کر سکتے تھے؟ اور کیا یہ معمار زمین کے سینے پر اتنی درست پیمائش کے ساتھ اتنی دیرپا عمارت کھڑی کرنے کی قابلیت رکھتے تھے؟ یا پھر یہ اس بے انتہا تشدد کا کمال ہے جو فرعون کے درشت مزاج لمبے تڑنگے اور مضبوط جسموں والے نگران ان غلاموں پر کرتے تھے جو پتھر کی کانوں سے بلاک نکالتے تھے اور

پھر انہیں اٹھا کر صحرا تک لا کر عمارت کی شکل دیتے تھے؟ یہ بے بس غلام تشدد کی وجہ سے وہ سب کچھ کرنے کے قابل ہو جاتے تھے جو انسانی طاقت سے باہر کی بات لگتا ہے۔

ایک اور سوال یہ ہے کہ پچیس لاکھ بلاکوں میں سے آخر روزانہ کتنے تیار کر لیے جاتے تھے اور کتنے نصب کر دیے جاتے تھے؟ اگر دس بلاک روزانہ کا تخمینہ لگایا جائے تو اس اہرام کی تکمیل کے لیے کل دو لاکھ پچاس ہزار دن درکار تھے جو چھ سو اسی (680) زمینی سالوں پر محیط ہیں۔ کیا کوئی انسان اتنی طویل عمر پا سکتا ہے؟ اور کیا اتنے طویل عرصے تک کوئی عمارت تعمیر کی جا سکتی ہے؟

اور اگر 100 پتھر روزانہ تیار اور نصب کرنے کی حیرت انگیز رفتار فرض کر لی جائے تو پھر تعمیر کا عرصہ پچیس ہزار زمینی دن بنے گا جو تقریباً ستر زمینی سالوں پر محیط ہے۔ تاریخ عالم میں بہت کم بادشاہوں نے اتنے طویل عرصے تک حکومت کی ہوگی اور شاید زندہ بھی بہت کم بادشاہ ہی رہے ہوں گے۔

جدید زمانے کے معمار جو بلند و بالا اور بڑی عمارتیں تعمیر کر رہے ہیں اگر انہیں بڑے پروجیکٹس میں صرف ایک انچ کی حصے کی درستگی بھی میسر آ جاتی ہے تو وہ پھولے نہیں سماتے کجا اس اہرام میں بے شمار راہداریوں، سرنگوں، بے شمار خفیہ کمروں اور تدفینی ایوانوں میں ایک انچ کے دسویں حصے سے بھی زیادہ درستگی موجود ہے وہ بھی اس زمانے کے فن تعمیر میں جب انسان ابھی کوئی قابل ذکر مشین ایجاد نہیں کی تھی۔ اس سنگی عمارت کا دائم قائم رہنا بھی اس کا تعمیراتی کمال ہے۔ انسانی تاریخ میں بے شمار عمارتیں ایسی تعمیر کی گئی جو چند صدیاں قائم نہ رہ سکیں کجا یہ دیرپا عمارت جو چند ہزار سال سے قائم و دائم ہے۔ بعض محققین کا خیال تھا کہ اس اہرام کی تعمیر میں استعمال ہونے والے یہ وزنی سنگی بلاک لکڑی کے رولروں کے ذریعے منزل مقصود تک پہنچائے گئے ہونگے اور یہ اُوپر شاید بھاری بھرکم درختوں کو کاٹ کر تیار کیے گئے ہونگے مگر سوال یہ اٹھتا ہے کہ مصر جیسے بے آب و گیاہ ملک میں جہاں سوائے کھجور کے چند درختوں کے کوئی اور قسم کا تنا اور درخت پایا نہیں

جاتا اور جنگلات ملتے ہیں آخر یہ دولت کہاں سے آئے؟ پھر پچیس لاکھ باراکوں کو گھسیٹنے کے لیے شاید پچیس لاکھ لکڑی کے لٹھوں کی ضرورت تھی۔ اگر یہ لٹھے مصر کے باہر سے منگوائے جاتے تو اس قدیم زمانے میں مصر کے پاس دنیا کا سب سے بڑا بحری بیڑا ہونا چاہیے تھا جو شاید مصر کے پاس کسی زمانے میں بھی نہیں رہا۔ دوسری طرف پچیس لاکھ درختوں کا تصور کرنے سے بھی انسانی ذہن قاصر ہے اگر یہ تصور کیا جائے کہ پچیس لاکھ لکڑی کے تنے انسانی ہاتھوں سے اٹھا کر یہاں لائے گئے تو اس کام کے لیے کتنی انسانی توانائی درکار ہوگی ذرا تصور کریں۔ دوسری طرف صرف لکڑی کے لٹھے لانے کے لیے اتنی انسانی توانائی درکار ہوتو ان اہراموں کی مکمل تعمیر کے لیے کتنی توانائی درکار ہوگی؟ اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

یونانی مؤرخ اور سیاح ہیروڈوٹس نے لکھا ہے کہ مصر کی آبادکاری کرنے والی پہلی انسانی نسل کے ساتھ اس ملک میں دیوتا بھی رہتے تھے جیسا کہ دیومالائی داستانوں سے عیاں ہے۔ یہ دیوتا بعد ازاں اپنے آفاقی مسکنوں کو لوٹ گئے۔ اگر مصر کی آبادکاری کے لیے دیوتا اپنے آسمانی مسکنوں سے مصر میں اتر سکتے ہیں تو یقیناً ان اہراموں کی تعمیر میں بھی خلائی مخلوق کا حصہ ہوگا۔

روسی سائنسدانوں نے مصر میں اپنی ایک سائنٹفک مہم کے دوران انکشاف کیا تھا کہ رومیوں کو تقریباً دو ہزار سال پہلے اپنی فتح مصر کے وقت ایسے فلکیاتی نقشے ملے تھے جن میں اجرام فلکی کو صحیح طور پر ان کے مداروں میں دکھایا گیا تھا۔ اس روسی مہم کے دوران ایک انتہائی اہم شے بھی دریافت ہوئی تھی جو ایک کرسٹل عدسہ تھا۔ محققین کے نزدیک قدیم مصر میں اتنی ترقی یافتہ چیزیں موجود ہونے سے سراغ لگتا ہے کہ قدیم مصری کتنے ترقی یافتہ تھے۔

قدیم مصر میں ''خلائی انسان'' کی موجودگی کا نظریہ جیسا کہ پہلے ذکر آیا اہراموں کی تعمیر اور اڑن طشتریوں کے درمیان تعلق ظاہر کرتا ہے۔ اڑن طشتریوں کے ایک ماہر کے مطابق اڑن

لٹکتیاں اہراموں کی چوٹیوں پر اتر سکتی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عظیم اہرام میں موجود شاہی ایوان KINGS CHAMBER شاید خلائی مخلوق کے لیے کمرہ استقبالیہ تھا۔ بہت سے محققین جن میں میڈم ایچ پی بلاوٹسکی شامل ہے کا خیال ہے کہ ابوالہول اور عظیم اہرام کے درمیان ایک رابطہ سرنگ تھی جہاں سے گذر کر اور اہرام کے خفیہ کمروں میں عجیب وغریب رسوم کی ادائیگی کے بعد لوگوں کو ایک خفیہ برادری میں شامل کرلیا جاتا تھا۔ میڈم بلاوٹسکی کے مطابق یہ اہرام قدیم سائنسی علوم' جیومیٹری' ریاضی' نجوم اور فلکیاتی اصولوں کا مظہر ہے۔ ایسے غیر معمولی افراد جو اس اہرام کے خفیہ کمروں میں عجیب وغریب رسوم ادا کر لیتے تھے دیوتاؤں کے زمرہ میں شامل ہو جاتے تھے اور خود دیوتا بھی اپنے آسمانی مسکنوں سے اتر کر ان میں شامل ہو جاتے تھے۔ کچھ دہائیوں پہلے تک ایسے غیر معمولی نظریات کو رد کر دیا جاتا تھا مگر اب ایسا نہیں رہا بلکہ آج بہت سے افراد اہرام سے منسلک اسرار پر یقین رکھتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر آیا تھا کہ 4 جولائی 1969ء کو ''لندن ٹائمز'' میں صحافی جون ٹینس ٹال کی ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی جس میں نوبل انعام یافتہ (1968ء) ماہر طبیعیات ڈاکٹر لوئی الوریز ALVEREZ کی اہراموں سے پھوٹنے والی کاسمک ریز کی پیمائش اور فرعون شیفرین CHEPHREN کے اہرام کے کمپیوٹری ٹیسٹ کے نتائج شائع ہوئے تھے جنہوں نے دنیائے سائنس میں تہلکہ بپا کر دیا تھا۔

وہ سائنس دان جو شیفرین کے اہرام کے ٹیسٹ میں شامل تھے اس اہرام کے اندر کا حال جاننے کے لیے ایکس ریز کا استعمال کر کے اس اہرام کے پراسرار اثرات دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے تھے۔ اہرام کی کوئی پراسرار طاقت جدید دور کے انتہائی موثر برقی آلات کی ریڈنگ کو ناقابل فہم بتا رہی تھی۔ اس خیال سے کہ اس اہرام کے پوشیدہ کمروں کو ریڈیائی لہروں یا ایکس ریز کی مدد سے دریافت کر لیا جائے گا مگر آئی بی ایم 120 کمپیوٹر استعمال کرنے کے باوجود کامیابی میسر نہ آسکی اور جو ٹیپ ان کمپیوٹروں میں استعمال کیے گئے تھے ان پر کاسمک ریز کی لکیریں

ابھرے تھیں جس کی وجہ سے یہ کمپیوٹر تجزیہ ناکام رہا۔ اب اس مہم میں شامل ایک سائنسدان سے پوچھا گیا کہ کیا یہ سائنسی مشاہدہ کسی ایسی نادیدہ قوت نے ناکارہ بنادیا ہے جو شاید انسانی فہم سے بالاتر ہے۔ اس سائنسدان نے کہا کہ شاید اہرام کی جیومیٹری میں کوئی سنگین غلطی رہ گئی تھی جو ہمارے نتائج پر بری طرح اثرانداز ہورہی ہے یا شاید اس اہرام میں کوئی ایسا اسرار پنہاں ہے جو ہماری فہم سے بالاتر ہے۔ آپ اسے جو بھی نام دیں ''فرعون کی لعنت'' یا کچھ مافوق الفطرت شے۔ مگر اس اہرام میں کوئی ایسی غیر مرئی طاقت ضرور پوشیدہ ہے جو جدید برقی آلات کی سرگرمیوں میں آڑے آتی ہے اور جس کی وجہ سے ہم ان جدید کمپیوٹروں کی مدد سے بھی ان اہراموں کے اسرار کی تہہ تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔

کمپیوٹر کے تمام پرنٹ کو اس اہرام سے تعلق رکھنے والی کسی نادیدہ قوت نے الجھا کر رکھ دیا تھا جو اہرام کے باہر کسی طرح بھی ممکن نہیں تھا۔ آخر اس سائنٹفک مہم کے انچارج کو ہچکچاتے ہوئے یہ اعتراف کرنا پڑا کہ اس قدر جاں سوزی اور محنت کے باوجود وہ جیسے کسی اندھیری گلی میں کھڑے ہوئے تھے۔

ایک فرانسیسی محقق نے عظیم اہرام کی ایک راہداری میں ایک بڑا ڈبہ رکھا دیکھا تو اس نے تفتیش کی تو پتہ چلا جو بلیاں اور کتے اس اہرام کی راہداریوں میں پھنس کر مر جاتے تھے انہیں اہرام کے خاکروب اٹھا کر اس ڈبے میں پھینک دیتے تھے ان مرے ہوئے جانداروں میں سے اس فرانسیسی کو کسی قسم کی گلنے یا سڑنے کی بو نہیں آئی' حالانکہ اہرام کی راہداریوں میں معمول کے مطابق مرطوبیت موجود ہے۔ اہرام کے اثرات کی وجہ سے یہ مردہ اجسام خود بخود ممی بن چکے تھے۔ اس فرانسیسی کے ذہن میں آیا کہ یوں بلیوں اور کتوں کے مردہ اجسام کا ممی بن جانا بالضرور اہرام کے اثرات کی وجہ سے ہے۔ اس نے 3 فیٹ بلند ایک لکڑی کا اہرام بنایا اور اس میں ایک مردہ بلی کا جسم رکھ دیا چند ہی دن بعد وہ بلی گلنے اور سڑنے کی بجائے ایک ممی میں تبدیل ہوگیا۔ اس کے بعد اس

فرانسیسی نے اپنے خود ساختہ اہرام میں دوسری کئی جاندار چیزوں پر یہ تجربات جاری رکھے اور ان تجربات کے نتائج ایک رپورٹ کی شکل میں شائع کرائے تاہم ان اہرامی تجربات کو بایں وجوہ نے تسلیم نہ کیا اور اس حقیقت کو ماننے سے قطعی انکار کر دیا کہ کوئی نامیاتی مادہ خود ساختہ اہرام میں رکھا جائے تو وہ خراب نہیں ہوتا اور یہ بھی تسلیم نہ کیا کہ کسی اہرامی شکل میں مردہ جسم کا پانی خشک ہو کر خود بخود حنوطیت MUMIFICATION کا عمل رونما ہو سکتا ہے۔

ان دنوں مشرقی یورپ کے ملکوں پر روسی نظام کا آہنی پردہ پڑا ہوا تھا۔ آہنی پردے کے پیچھے کچھ لوگوں نے اس فرانسیسی کے تجربات کی رپورٹ پڑھی تو اپنے طور پر کچھ تجربات کیے گئے گتے کا ایک اہرام بنایا اور اس بات کی پرکھ کی کہ اس فرانسیسی کے اخذ کردہ نتائج میں کس قدر سچائی تھی۔ یوں اہرام میں رکھے جانے کے بعد مادے کی ساخت میں حیرت انگیز تبدیلیاں دریافت کیں۔ ان محققین کو بھی اس امر کا پختہ یقین ہو گیا کہ اہرام کی جیومیٹریکل شکل کے ساتھ کوئی نامعلوم مگر انتہائی طاقتور توانائی کی شکل کارفرما ہے۔ شاید یہ شکل مقناطیسی لہروں کو جذب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے یا پھر اس شکل کے اندر کائناتی شعاعیں مرتکز ہو جاتی ہیں۔

آہنی پردے کی پیچھے اگرچہ بلیڈ اعلیٰ معیار کی حامل فوائد کے بنتے تھے تاہم وہ انگلستان اور امریکہ میں بننے والے بلیڈوں جیسے اعلیٰ معیار کے حامل نہیں ہوتے تھے چیکوسلواکیہ ایک باشندے ڈربل نے تجربہ کیا کہ کیا اہرام میں مرتکز ہونے والی نامعلوم توانائی ناکارہ بلیڈوں کو دوبارہ کارآمد بنا سکتی ہے۔ اس نے اس بارے میں ایک پریس کانفرنس بلائی اور اخباری نمائندوں کو بتایا کہ اہرام کے اندر کا ماحول حیرت انگیز طور پر بلیڈ کی دھار کی تیزی واپس لے آتا ہے۔ اس نے اپنی دریافت سے تجارتی طور پر فائدہ اٹھانے کے لیے چیکوسلواکیہ کی حکومت کو پیٹنٹ کی درخواست دی۔ پرکھ کے بعد چیکوسلواکیہ کی حکومت نے اس کی اس ایجاد کو 91301 کا نمبر عطا کیا اور اس نے CHEOPUS PYRAMID RAZRER BLADE

SHARPNER نامی ایک فرم سے اپنے اس کاروبار کا باقاعدہ آغاز کیا۔ تاہم مغربی یورپ میں لوگ ایسے باقاعدہ کاروبار سے ہچکچاتے رہے۔ پھر فرانس میں ایک ڈیری فارم کے مالک نے دہی کے ذائقے کو بہتر بنانے کے لیے اہرام کی شکل کے ایک برتن کو اپنے نام پر پیٹنٹ کرایا۔ اس ڈیری فارم کی دہی کے گاہک حلفیہ طور پر تسلیم کرتے تھے کہ قرار واقعی اس اہرامی شکل کے برتن میں دہی کی خوشبو اور ذائقہ دوگنا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اٹلی میں دودھ کو خراب ہونے سے بچانے کے لیے اہرام کی شکل کا ایک کنٹینر پیٹنٹ کرایا گیا۔

یورپی اسرار کی تحقیقی سوسائٹی نے بھی اہرامی ماڈلوں پر تجربات کیے اور تجربات کیے کہ اہرام کی بہتر کارکردگی کے لیے اہرام کے ماڈلوں کو شمالی جنوبی محور پر رکھنا ضروری ہے۔ سمت میں کی گئی ذرا سی غلطی بھی اہرام کی کارکردگی میں فرق کا باعث بنتی ہے۔

عظیم اہرام کی پیمائش

انیسویں صدی کے آخری عشروں میں اسکاٹ لینڈ کے ایک شاہی منجم اور ریاضی دان پیازی اسمتھ کو مصر کے عظیم اہرام کی پیمائش سے دلچسپی پیدا ہوئی تھی۔ 1864ء میں وہ اس سلسلے میں مصر گیا اور اس نے پہلی بار مکمل طور پر چیوپس کے اہرام کی باقاعدہ طور پر پیمائش کی تھی۔ اسمتھ کی اس تحقیقی کاوش کے بعد پتہ چلا کہ یہ اہرام اپنی چوڑائی کے ہر نو یونٹ کے مقابلے میں دس یونٹ بلند تھا۔ اسمتھ نے جب اہرام کی بلندی کو 10 سے ضرب دیا تو اس کا حاصل نو کروڑ اٹھارہ لاکھ چالیس ہزار نکلا جو کم و بیش سورج سے زمین کا میلوں میں فاصلہ ہے۔ قدیم زمانے میں محققین کا خیال تھا کہ یہ عظیم اہرام مصر کے عین وسط میں کھڑا ہے۔ آج جدید دور میں بھی قدیم دنیا کے اس عجوبہ کو دیکھنے کے لیے سیاحوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ سائنسداں اور سیاح سبھی اس اہرام کے معماروں کی پیمائش میں غیر معمولی درستگی اور تناسب اور پیمائشوں کا امتزاج دیکھ کر حیران ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ مثال کے طور پر اس اہرام کے دروازوں کی کھڑکیوں کے چوکھٹوں میں لگائے گئے

پتھروں کو اس مہارت سے لگایا گیا ہے کہ پتھر انچوں کے بعد کہیں جا کر ان کی درزمیں صرف ایک انچ کے 100/1 سو ویں حصے جتنا فرق آیا ہے محققین کا خیال ہے کہ آج کے جدید دور کے معمار اپنے تمام تر سائنسی آلات کے باوجود اس اہرام کی تعمیر کی درستگی کے معیار کو نہیں پہنچ سکے۔ اہرام کے معماروں کو اس قدیم زمانے میں بھی ایک ایسے تعمیراتی مسالے کا علم تھا کہ آج اس اہرام کی تعمیر کو ہزاروں برس گذرنے کے باوجود یہ انسانی عظمتوں کا امین تپتے ہوئے صحرا دھوپ، گرمی اور ہوا کے جھکڑوں کا سامنا کرتے ہوئے ذرا بھی نہیں ہلا۔ اگرچہ اس کے چوکھٹوں کے پتھر ضرور کہیں کہیں سے ادھڑ گئے ہیں مگر ان کو باہم مربوط رکھنے والے تعمیراتی مسالے کی طاقت میں ذرا بھی کمی نہیں آئی۔ آج کے دور کی تعمیرات میں جو سیمنٹ استعمال ہوتا ہے وہ اہراموں کی تعمیر میں استعمال ہونے والے تعمیراتی مسالے کے مقابلے میں عشر عشیر بھی مضبوطی کا حامل نہیں۔ کاش اگر ہمارے معماروں کو اہرام کے تعمیراتی مسالے کو تیار کرنے کا فارمولہ مل جاتا تو آج کی تعمیرات پھر آئندہ ہزاروں سال تک ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہوتیں۔ یہ سنگی عمارت جس درستگی سے شمالی جنوبی محور پر ایستادہ ہے آج کے معمار اپنی تعمیرات کو جو اس اہرام جتنے وسیع رقبے (تیرہ ایکڑ) پر پھیلی ہوئی ہوں اتنی درستگی سے برقرار نہیں رکھ سکتے۔ قدیم زمانے میں معمار جیومیٹری اور علم مثلث TRIGNOMETRY سے بہت اچھی طرح واقف تھے۔ اس کے علاوہ دیگر علوم ریاضی میں بھی اعلیٰ مہارت رکھتے تھے۔ تاہم کچھ ماہرین مصریات کے مطابق اس اہرام کی تعمیر میں پیمائشوں کی درستگی اور ان اقدار کی موجودگی محض ایک ارتقائی امر کے سوا کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ مؤرخین کے مطابق قدیم مصر میں ایڈوانس ریاضی کے دیگر تصورات اور پائی (PI) اس اہرام کی تعمیر کے ایک ہزار سال بعد پہنچے تھے۔

محققین نے عظیم اہرام کی تعمیر سے متعلق علم ریاضی کے رموز و قوانین پر کتابوں کے ڈھیر لگا دیے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ اس اہرام کی تعمیر میں کرہ ارض کا محیط، کئی اعشاریہ کے نیچے تک ایک

سال کی پیمائش اور لمبائی' روشنی کی رفتار' زمین کی کثافت' کشش ثقل کی حالت اسراع GRAVITY EXCERATION وغیرہ شامل ہیں' یاد رہے ان میں کچھ پیمائش خلائی تحقیق سے ثابت بھی ہو چکی ہیں۔ کرہ ارض کے گرد چکر لگانے والے خلائی جہازوں نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ زمین کا قطبی نصف قطر 89ء3949 میل ہے' یہ پیمائش بھی عظیم اہرام کی تعمیر میں مضمر ہے اور فاصلہ اسی سے مطابقت رکھتا ہے اس اہرام کے ایوان شاہی میں جو سنگی تابوت رکھا ہوا ہے اس کی اندرونی پیمائش کی گئی تو یہ پیمائش حیرت انگیز طور پر بائبل میں دی گئی کشتی نوح کی پیمائش کے برابر نکلی ہے۔ علمائے مذہب کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ شاید خود کشتی نوح بھی اس اہرام کی عمارت میں تیار کی گئی تھی۔

برس ہا برس تک اس اہرام سے وابستہ اسرار سے انکار کرتے ہوئے آخر سائنسدانوں نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے کہ اس اہرام سے قرار واقعی کچھ اسرار وابستہ ہیں۔ چیکوسلواکیہ کے ماہر مصریات' بائنک ژابا ZBYNEK ZABA نے اپنے ایک مقالے میں لکھا ہے کہ مصر کے یہ اہرام دراصل دنیائے قدیم میں ہونے والی سائنسی اور ٹیکنالوجیکل ترقی کے سنگی اور دائمی آثار ہیں۔ ان اہراموں میں کئی پوشیدہ قوتیں پنہاں ہیں اور ان سے کئی ایک اسرار وابستہ ہیں جن میں سے اکثر ابھی انسانی فہم میں نہیں آ سکے اور شاید آئندہ بھی انسانی عقل انہیں حل کرنے سے قاصر رہے۔

دنیا کے چھوٹے اور پراسرار اہرام

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ریاست الینوائے ILLIOIS کے اہراموں کے علاوہ امریکہ میں ولیمز' مونٹانا کی ایک مختصر آبادی کے قریب بھی کچھ چھوٹے چھوٹے اہراموں کی ایک زنجیر واقع ہے جو اس آبادی کے شمال میں دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ ان اہراموں میں سے کوئی بھی تین فیٹ سے زیادہ بلند نہیں تھا۔ THE MOUNTIANA HISTORICAL SOCIETY کے مطابق یہ ننھے اہرام شاید یہاں آباد ریڈ انڈین چرواہوں نے تعمیر کیے تھے تاہم واشنگٹن کے ایک ماہر اثریات نے اہراموں کا معائنہ کرنے کے بعد سوسائٹی کے نظریات کو رد کر دیا تھا۔

اس ماہر اثریات 'ایس ڈی بف مئیر نے اپنے ایک خط میں جو ایک جریدہ کو لکھا تھا انکشاف کیا تھا کہ شمال مغربی ساحل کے ساتھ تعمیر کیے جانے والے یہ اہرام ان کی سمتوں کے تعین اور ان کے محل وقوع سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ اہرام محض وقت گذاری کا عمل نہیں بلکہ یہ ہزاروں سال پہلے تعمیر کے سائنسی اصولوں کے قدیم نظام کو سامنے رکھ کر تعمیر کیے گئے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ ماہرین بشریات اپنی تحقیق و تفتیش سے ان سے وابستہ اسرار کا عقدہ کھول سکتے ہیں۔

امریکہ میں ان چھوٹے اہراموں کے وجود سے یہ توقع تھی کہ ان چھوٹے اہراموں میں یقیناً کوئی ننھی منی چھوٹی سی ممی بھی رکھی ہوگی۔ 1932ء میں کیسپر واڈمنگ امریکہ کے مغرب میں

پچاس میل دوری پر واقع سان پیڈروں کے پہاڑوں سے بالآخر ایسی ننھی منی ممی دریافت ہوگئی تھی۔ اس میں سونا تلاش کرنے والے دو مہم جوؤں کو ایک پہاڑی گھاٹی میں پتھر کی ایک دیوار ملی تھی جس کے متعلق پتا نہیں چل سکا کہ یہ انسانی ہاتھوں نے تعمیر کی تھی یا قدرت کی صناعی کا شاہکار تھی۔ تاہم یہ پتہ چلا تھا کہ یہ سنگ خارا GRANITE سے تعمیر کی گئی تھی۔ ان دونوں مہم جوؤں کو چونکہ سونے کی تلاش تھی اس لیے جب انہیں اس دیوار کے پتھروں میں سونے کی جھلک نظر آئی تو انہوں نے اس کا ایک حصہ ڈائنامائٹ لگا کر اڑا ڈالا۔ جب انہوں نے دیوار میں پڑنے والے اس شگاف کے اندر جھانکا تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی بلکہ اس دیوار کے پیچھے واقع ایک ایوان میں ایک چودہ انچ لمبے بالشتیے نما انسان کی ممی رکھی ہوئی تھی۔ وہ دونوں سونے کی تلاش بھول گئے اور انہوں نے اس ننھی ممی کو جو دنیا کے سب سے چھوٹے انسان کی ممی تھی ایک کمبل میں لپیٹا اور کیسپر' وائیومنگ لے آئے جہاں اس ممی نے پورے شہر میں سنسنی پھیلا دی۔ یہ ممی اپنے پیر سمیٹے اور سینے پر ہاتھ لپیٹ کر بیٹھی تھی اور اس کا چہرہ کسی خاکستری بندر جیسا تھا اس کی ایک آنکھ بند تھی جبکہ دوسری کھلی تھی۔ جب اس ممی کا ایکس رے کیا گیا تو اس کی کھوپڑی صحیح سلامت اور پورے جسم کی ہڈیاں بغیر چٹخے ملیں۔ ایک ماہر قانون نے اس کا معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ یہ نظر کا فریب نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے کہ یہ مخلوق ایک چھوٹا سا مکمل آدمی ہے۔ اس کی ایک آنکھ مارنے کے انداز میں بند تھی جبکہ مرنے کے باوجود اس کے چہرے سے شرارت عیاں تھی اور اسے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ مسکرا رہا ہو۔ سائنسدانوں نے اس ممی کو ایک عجوبہ قرار دیا۔ ایک ماہر بشریات نے اس کے معائنے کے بعد بتایا کہ یہ شخص 65 سال کی طبعی عمر پا کر فوت ہوا تھا۔ تاہم ماہرین کو صحیح طور پر پتہ نہیں چل سکا کہ یہ ممی کتنی صدیاں پرانی ہے' امریکن میوزیم آف نیچرل ہسٹری میں بشریات کے شعبے کے سربراہ ڈاکٹر ہنری شپیرو DR.HINRY SHAPIRO اس ممی کی دیکھ کر اس الجھن میں پڑ گئے کہ کیا واقعی ایک بالشتیے کی ممی ہے؟ بظاہر یہ ممی مصری ممیوں جیسی ہی تھی۔ ایک سائنسدان ڈاکٹر ہنری'

میر فیلڈ نے اس کے بارے میں ایک عجیب نظریہ پیش کیا کہ یہ چھوٹا سا آدمی شاید براعظم امریکہ پر آوارہ گردی کر رہا تھا۔ یہ پیلاسین دور PELIOCENE AGE کی بات ہے جب راکی ماؤنٹین وجود میں آ رہے تھے۔ پہاڑوں میں تبدیلیوں کے رونما ہونے کی وجہ سے شاید یہ آدمی کسی غار کے اس غار میں پھنس کر ہلاک ہوگیا تھا۔ امریکہ کی دور دراز کی ریاست الاسکا میں اہراموں کے پائے جانے کی افواہ امریکہ کے ایک جریدے "فیٹ" میں جولائی 1962ء میں شائع ہوئی تھی۔ جیکسن مونٹانا کی ایک خاتون نے اس میگزین کے نام ایک خط لکھا تھا کہ کیچی کان KETCHIKAN کے مقام پر الاسکا میں ایک مہم جو نے ایک چٹان سے پھسل کر گرنے کے بعد انسانی ہاتھوں سے تعمیر کردہ ایک اہرام اس مقام پر دریافت کیا تھا۔ اس وادی میں انسانی ہاتھوں سے کھودی گئی کچھ نہریں بھی دریافت ہوئی تھیں۔ اس خاتون نے اس بات کی تصدیق کی تھی کہ اس نے خود جا کر ان کھنڈرات کو دیکھا تھا۔ تاہم ان کھنڈرات میں کسی اہرام کی موجودگی کو لوک داستانوں سے زیادہ اہمیت نہیں دی گئی تھی۔

اسی طرح میکسیکو کے گھنے جنگلات میں بھی مائیکل پائی سل نامی ایک طالب علم سیاح نے 1950ء میں بے شمار اہراموں کی موجودگی کی خبر دی جو میکسیکو میں چولولا کے عظیم اہرام اور میکسیکو شہر کے مضافات میں واقع چاند اور سورج کے اہراموں کے علاوہ تھے' جیسا کہ امریکہ کے اہراموں کے ضمن میں پہلے بھی آیا ہے کہ میکسیکو کے ہسپانوی فاتح کورٹیز CORTEZ نے اپنے ایک خط میں لکھا تھا کہ صرف چولولا CHOLULA نامی میکسیکو کے ضلع میں چار سو سے زائد اہرام دریافت ہوئے ہیں۔ یہ خط کورٹیز نے شاہ ہسپانیہ چارلس پنجم کو لکھا تھا۔

براعظم جنوبی امریکا میں شاہی خزانوں سے معمور اہراموں کے پائے جانے کی افواہوں نے کسی زمانے میں پوری دنیا کے طالع آزماؤں کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا اور خزانوں کی تلاش میں برطالع آزما برازیلین ماٹوگروسو BRAZILLAN MATO GROSSO کے گھنے

جنگلات کی خاک چھانتے رہے تھے۔ کئی مہم جو زمانہ حال میں بھی جنوبی امریکا کے اس علاقے میں گم شدہ تہذیبوں کا سراغ لگانے کے لیے نکل کھڑے ہوتے ہیں اور 1925ء میں ایک مہم جو کرنل ایف ایچ فاسیٹ جیسے الم ناک انجام سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ کرنل ایک ایسی ہی مہم کے دوران اس علاقے میں لاپتہ ہو گیا تھا اور آج تک اس کا پتہ نہیں چل سکا۔ اس کے انجام کے بارے میں بھی صرف افواہیں گشت کرتی رہی تھیں کیونکہ اس کے ساتھیوں میں سے کوئی اس کا انجام بتانے کے لیے باقی نہیں بچا تھا۔ کرنل فاسیٹ اور دیگر کئی اور انگریز طالع آزما بھی سیزر کے شہر CITY CAESAR کی تلاش میں نکلے اور خود بھی کھو گئے۔ کہتے ہیں اس افسانوی شہر کی گلیاں چاندی کی اور عمارتوں کی چھتیں سونے کی تھیں۔

عظیم اہرام کے ماضی میں ایک رات کا سفر

ستمبر 1974ء میں ایک نوجوان امریکی جوڑا' پیٹرک فلینگان PATRICK FLANNAGAN اور اس کی منگیتر ایوا بروس EVA BRUCE قاہرہ پہنچا اور پھر انہوں نے فوراً طور پر غزہ کی راہ لی۔ اگلے دن وہ اپنے ایک کانے عرب گائیڈ کے ساتھ عظیم اہرام میں جا پہنچے انہوں نے اپنے عرب گائیڈ سے طے کیا کہ وہ ایک رات اس عظیم اہرام میں گذاریں گے اور وہ انہیں اگلی صبح آ کر ملے گا اہرام کی پنہائیوں میں انہوں نے خود کو جب مکمل تاریکی میں پایا تو انہوں نے اپنی فلیش لائٹ روشن کر لی۔ مگر اس طاقتور لائٹ کی روشنی بھی اہرام کی سرنگوں میں گم ہو کر رہ گئی۔ انہوں نے ایک راہداری کے ذریعے ایوان شاہی KINGS.CHAMBER کا رخ کیا۔ یہ ایوان شاہی حقیقتاً عظیم اہرام کے دل کی حیثیت رکھتا ہے۔ پیٹرک نے لکھا تھا کہ جب ہم عظیم گیلری کے اُوپر پہنچے تو ہم نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو ایسا محسوس ہوا کہ وہ گیلری زمین کی گہرائیوں میں گم ہو چکی ہے۔ پہلی چیز جو ہم نے وہاں محسوس کی وہ عجیب قسم کی رنگین روشنیاں تھیں۔ نیلی' سبز' سرخ اور سفید۔ پہلے پہل میں نے سمجھا کہ شاید یہ عام جگنو ہیں یا پھر ہماری آنکھ کے ریٹنا' پردے RETINA کی حساسیت بڑھنے کی وجہ سے ہمیں ایسا محسوس ہو رہا ہے تاہم ہمیں جو حقیقی طور پر نظر آ رہا تھا وہ ان رنگین روشنیوں کے چھوٹی چھوٹی گیندیں تھیں۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر ان گیندوں کو چھوا اور پھر آنکھیں بند کر کے ہم گنگنانے لگے۔ پھر مجھے محسوس ہوا کہ جیسے میرا

جسم کانپ رہا ہے' میں جلدی سے اٹھا اور اس ایوان میں گھومنے لگا پھر وہ روشنیاں بھی اہرام کی پنہائیوں میں گم ہو کر رہ گئی۔ موم بتی کی مدہم سی روشنی ان قدیم پتھروں کو جھلملا رہی تھی اور ان پر عجیب وغریب سائے ڈال رہی تھی' ایسے میں میں نے ایوان شاہی کا ایک چکر لگایا اور آہستگی سے ایک دیوار سے دوسری دیوار کی طرف بڑھا جب میں ایوان شاہی میں رکھے ہوئے سنگی تابوت کے پاس سے گذرا تو میں نے تصور کی آنکھ سے وہ تعزیتی جلوس دیکھا جو کبھی اس تابوت کے گرد کھڑا تھا۔ پھر اچانک مجھے محسوس ہوا جیسے میں اپنا وجود کھو رہا ہوں اور پیٹرک فلینگان نہیں رہا ہوں اور مجھ میں کچھ تبدیلی محسوس ہو رہی ہے۔ میری انفرادیت جیسے ایک قلب سے کسی دوسرے قلب میں ڈھل رہی ہے۔ مجھے اپنا آپ اہرام کی پنہائیوں میں گم ہوتا ہوا سا محسوس ہو رہا تھا ..... تب پیٹرک ایوان شاہی کے سنگ ساق کے فرش پر بیٹھ گیا وہ اس وقت ایک عجیب سی اور اجنبی سی کیفیات سے گذر رہا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی برقی کرنٹ میری ریڑھ کی ہڈی میں سرائیت کر رہا ہو یہ عمل اتنا تکلیف دہ تھا کہ اسے محسوس ہوا جیسے اس پر اعصابی تناؤ سے سکتہ طاری ہو گیا۔ اس پر کپکپاہٹ اس وقت تک طاری رہی جب تک مضبوط اعصاب کا مالک یہ آدمی تھکاوٹ سے گر نہیں پڑا۔

اگرچہ اس نے اس قسم کے واقعات کے متعلق پڑھا تھا مگر وہ خود کبھی ایسے تجربے سے نہیں گذرا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میری روح میرا جسم چھوڑ رہی ہے اور کوئی بیرونی طاقت مجھے کنٹرول کر رہی ہے تب میں نے اپنے آپ کو اس اہرام کے ایک ایسے خفیہ حجرے میں پایا جو اس اہرام کی بھول بھلیاں میں کہیں واقع تھا۔ اس حجرے کی چھت محراب دار تھی اور ایک چبوترہ بھی تھا۔ اس چبوترے پر ایک سنہری کتاب رکھی تھی جس کے اوراق بھی سونے کے تھے۔ اور ان پر غیر معمولی ہیرو غلیفی رسم الخط میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ اس کتاب کی جلد پر انسانی ہاتھوں کے نقش تھے۔ مجھے یہ کتاب دیکھ کر خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی اس پر اپنے ہاتھوں کے نشان ثبت

کروں۔ جیسے ہی میں اس کتاب کو چھوا اس کتاب سے ماضی کی معلومات براہ راست میرے دماغ میں سمانے لگیں۔ پھر مجھے محسوس ہوا جیسے کسی قسم کی توانائی کی لہریں مجھے چھوتے ہوئے گذر رہی ہیں پھر ان لہروں نے مجھے اس حجرے کے ایک دوسرے کونے میں دھکیل دیا اس کونے میں ایک سنگی دروازہ اپنے محور پر گھوم کر باہر کی جانب کھلتا تھا۔ پھر کان کے پردے پھاڑ دینے والے شدید شور کے ساتھ فلینگان کو واپس ایوان شاہی میں پہنچا دیا گیا جو شور اچانک ویسے ہی ختم ہو گیا جیسے وہ شروع ہوا تھا پھر ایوا اور پیٹرک کو مرد و خواتین کی آواز میں ایک کورس (گانا) سنائی دینے لگا۔ یہ گانا لگتا تھا کسی قدیم زبان میں تھا اسی وجہ سے اس کے الفاظ ان کے لیے بالکل اجنبی تھے اور انہوں نے پہلے کبھی ایسے الفاظ نہیں سنے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ یہ کورس (گانا) ختم ہوتا چلا گیا۔ اس کے بعد فلینگان کی ریڑھ کی ہڈی میں جو کپکپاہٹ محسوس ہو رہی تھی وہ بھی کم ہوتی چلی گئی اور اسے رات کی گرمی کا خوشگوار سا احساس ہونے لگا ..... شاید وہ اہرام کے ماضی سے نکل آئے تھے۔

ایک رات عظیم اہرام میں

فاتح عالم نپولین بوناپارٹ نے اپنی مہم مصر کے دوران ایک رات اس عظیم اہرام میں اپنے مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کی جھلک دیکھی تھی۔ اسی طرح پیٹرک فلینگان بھی ایک ایسے ہی تجربے سے گذرا۔ ایک اور شخص جس نے عظیم اہرام میں ایک رات بسر کی اور اہرام کے اسرار جاننے کی کوشش کی وہ ایک برطانوی صحافی 'پال برائٹن تھا وہ لکھتا ہے کہ اس اہرام میں رات بسر کرنے کے دوران اسے خیال نہیں رہا تھا کہ کتنی رات بیت چکی ہے کہ اچانک اسے محسوس ہوا کہ اس کے ساتھ اہرام کے اس ایوان میں کوئی اور بھی موجود ہے۔ ایک ایسا وجود جس سے مدھم سی شعاعیں پھوٹ رہیں ہیں جو اس کے اردگرد کے ماحول کو روشن کر رہی ہیں..... وہ پھر آہستگی سے وہ میرے قریب آیا۔ وہ میرے اور ایوان شاہی میں رکھے ہوئے سنگی تابوت کے درمیان تھا۔ میں نے جب اس کے چہرے پر نگاہ ڈالی تو وہ مجھے ایک ضعیف العمر شخص نظر آیا۔ ایک بہت ضعیف العمر۔

اس نے غیر جذباتی انداز میں مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''آج آپ ''ایوان علم'' میں داخل ہوئے ہیں۔'' آپ کو اس پیپرس کے بستر پر اس پتھر کے تابوت میں دراز ہونا چاہیے۔ گذشتہ ادوار میں یہ وہیں رونما ہوا ہے۔'' اس نے مجھے سنگی تابوت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس پر غور کیے بغیر کے میں نے کیا سنا ہے۔ میں نے فوراً اس پراسرار شخص کے حکم کی تعمیل کی

اور اس تابوت میں لیٹ گیا۔ اس حالت میں کہ میرا منہ اوپر کی طرف تھا۔ پھر اس کے بعد کیا ہوا یہ مجھے یاد نہیں ہاں میرے تمام اعصاب تناؤ کا شکار ہو گئے جس کے بعد میرا پورا جسم بھی ایک عجیب سی مفلوج کر دینے والی غنودگی کا شکار ہونے لگا۔ میرے اعضا بھاری ہو کر اینٹھنے لگے اس حال میں سب سے پہلے میرے پاؤں سرد پڑنے لگے تھے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی انہیں برف لگا کر سن کر رہا تھا۔ آہستہ آہستہ میرے پاؤں ٹخنے تک بے حس اور سن ہو گئے لیکن یہاں تک پہنچ کر بھی یہ بے حسی تھمی نہیں اور میرے پورے جسم کو لپیٹ میں لینے کے لیے بڑھنے لگی۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میں کسی برفانی پہاڑ پر چڑھتے ہوئے کسی برفانی تودے میں کمر تک دفن ہو گیا ہوں۔ میری ٹانگوں کی حسیت ختم ہو چکی تھی۔ پھر مجھے محسوس ہوا کہ میں بے ہوش ہوا جاتا ہوں اور ایک مبہم سی موت کی پیش آمد میرے دماغ میں رینگنے لگی ہے لیکن میں پہلے کی طرح موت کی آمد سے خوفزدہ نہیں ہوا بلکہ فلسفیانہ خاموشی کے ساتھ موت کا استقبال کرنے کے لیے تیار ہو گیا اس لمحے تک جما دینے والی سردی کی لہر میری ریڑھ کی ہڈی تک پہنچ چکی تھی۔ میری سانسیں مدھم پڑنے لگیں اور مجھے اپنا آپ کہیں شعور کی گہرائیوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہونے لگا جو میرے دماغ کے وسط میں کہیں پنہاں تھا۔ تاہم جب سردی کی یہ لہر میری چھاتی تک پہنچی تو اس نے جزوی طور پر میرے جسم کو مفلوج کر کے رکھ دیا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے مجھے دل کا دورہ پڑ چکا ہے۔ مگر یہ حالت کچھ زیادہ دیر تک قائم نہ رہی لیکن پھر بھی یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے میں کسی اور بڑی مشکل کا شکار ہونے والا ہوں۔

پھر اچانک ایسے میں مجھے ایک عجیب سا خیال آ گیا پھر محسوس ہوا میں ایک پتھر میں تبدیل ہو چکا ہوں مگر جبڑا ہلا سکتا ہوں۔ اس خیال پر مجھے ہنسی آ گئی اور میں کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ وہ عجیب سا خیال یہ تھا کہ کل صبح جب لوگوں کو اہرام کے اس ایوان میں میرا مردہ جسم ملے گا تو اسرار معلوم کرنا جو میری زندگی کا مقصد رہا ہے ختم ہو چکا ہو گا۔ مجھے کچھ شبہ نہ رہا تھا کہ میری روح میرا جسم

چھوڑ رہی ہے پھر آخر وہ لمحہ آ پہنچا جب اپنا دماغ اور اس کی حساسیت بجھتی ہوئی محسوس ہوئی۔ میں لگ رہا تھا جیسے کسی گرمائی طوفان کے تھپیڑوں نے مجھے گھیر لیا ہو اور مجھے اوپر کہیں تاریک راہداری میں گھسیٹے لیے جا رہے ہوں۔ تب ایک غیر متوقع مگر خوفزدہ کر دینے والی بات ہوئی اور میں محسوس ہوا جیسے مجھے کہیں خلائے بسیط میں پہنچا دیا گیا ہو اور میں ہر طرح سے آزاد ہو گیا ہوں۔ وہ روشن جگہ جہاں میں نے اپنے آپ کو پایا اتنی پرسکون تھی کہ اسے الفاظ میں بیان کرنا انتہائی مشکل تھا۔ میں ایک ایسی دماغی کیفیت محسوس کر رہا تھا جیسے میں اپنے گوشت پوست کے جسم کے وزن سے آزاد ہو چکا ہوں اور ارضی جسم سے آزاد ہو کر ایک آسیب بن گیا ہوں جیسے کوئی مردہ دوبارہ زندہ ہو کر اپنی قبر میں جی اٹھے، لیکن میرا شعور ذرا بھی متاثر نہیں ہوا تھا اور پہلے سے برعکس میں کہیں زیادہ اپنے وجود کا احساس رکھنے لگا تھا۔ اپنی جسمانی دنیا سے ہجرت کر کے اور اس لامکانی کیفیت میں آنے کے بعد میں زیادہ آزادی محسوس کر رہا تھا۔

ایسے میں مجھے محسوس ہوا کہ جیسے میں اپنی پشت کے بل افقی طور لیٹا ہوا پھر کسی نادیدہ ہاتھ نے مجھے عمودی پوزیشن میں کھڑا کر دیا اور میں دوبارہ اپنے پاؤں میں کھڑے ہونے کے قابل ہو گیا ہوں اور پتھر کے اس تابوت سے نکل رہا ہوں جب میں تابوت سے نکلنے کے بعد نیچے دیکھا تو مجھے اپنا چھوڑا ہوا ارضی جسم بے حس و حرکت لیٹا ہوا نظر آیا۔ پھر مجھے اپنا چہرہ جس کا رخ اوپر کی طرف تھا دکھائی دیا۔ آنکھیں آدھی کھلی اور آدھی بند تھیں مگر آنکھوں کی پتلیاں ابھی تک دمک رہی تھیں اور ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میں اندھیرے میں گھور رہا ہوں۔ میرے بازو میرے سینے کے دونوں طرف لپٹے ہوئے تھے جبکہ مجھے یاد تھا کہ میں نے انہیں اپنے جسم کے ساتھ پھیلایا ہوا چھوڑا تھا۔ میری ٹانگیں پھیلی ہوئی رہ گئی تھیں مگر ایک دوسرے سے جڑی ہوئی تھیں۔ میرا جسم ایک نعش بن چکا تھا جسے روح چھوڑ چکی تھی۔

میں نے محسوس کیا جیسے ایک مدھم سی سفید روشنی مجھ سے نکل رہی ہے۔ اور میرے بے

جان جسم پر پڑ رہی ہے۔ حیرت انگیز امر یہ تھا کہ ایوان شاہی کا وہ گوشہ جہاں کی فضا میں میں تیر رہا تھا وہ مجھ سے پھوٹنے والی اس روشنی سے منور ہو چکا تھا میں ایک بھوت بن چکا تھا اور بغیر جسم کے فضا میں تیر رہا تھا۔ اب مجھے یاد آیا کہ کیونکہ قدیم مصری دانشمند اپنے ہیروغلیفی رسم الخط میں انسانی روح کو پرندوں کی طرح اڑتے ہوئے دکھاتے تھے۔ میں بھی اپنے بے جان جسم کے اوپر فضا میں معلق ہو سکتا تھا اور فضا میں آزادانہ طور پر تیر سکتا تھا پھر اچانک مجھے خیال آیا کہ شاید یہ حالت موت ہے اور اب میں صرف ایک روح ہوں جو اپنے جسم سے نکل چکی ہے اور اب بے وزنی کیفیت میں اپنے ہی بے جان جسم کے اُوپر معلق ہوں۔ یعنی میں مر کر دوبارہ جی اٹھا ہوں۔

پھر غیر متوقع طور پر وہی بوڑھا میری پروہت میری ایک جانب پھر دوبارہ نمودار ہوا وہ پہلے ہی کی طرح انتہائی سنجیدہ اور سلیم الطبع دکھائی دے رہا تھا۔ اپنی آنکھوں کو اٹھا کر وہ یوں مخاطب ہوا۔ اے آمون! اے آمون! تم ہی آسمانوں میں ہو تم اپنی پرہیز گاری سے اپنے اس بیٹے کی لاش کو روحوں کو دنیا میں لے جاؤ! پھر مجھ سے مخاطب ہو کر بولا ''تم نے اب یہ عظیم سبق پالیا کہ کوئی شخص نہیں مر سکتا' کیونکہ اس کی روح لافانی ہوتی ہے۔''

''یاد رکھو! اس اہرام کا اسرار ہی تمہارے وجود کا اسرار ہے۔ عظیم اہرام میں یہی راز پوشیدہ ہے کہ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ خود اپنے اندر جھانک کر دیکھے تا کہ اپنے اندر پوشیدہ اسرار جاننے کے لیے اپنی روح کو ٹٹول سکے۔ خدا حافظ!''

اس مقام پر پہنچ کر میرے خیالات نے ایک گرداب کی شکل اختیار کر لی جس نے خود مجھے ہی گھیر لیا ایسا لگتا تھا جیسے یہ گرداب مجھے ڈبو کر چھوڑے گا۔ اس نے مجھے نیچے ہی نیچے اترنے پر مجبور کر دیا۔ مجھے ایک عجیب سی کیفیت نے دبوچ لیا اور مجھے محسوس ہوا جیسے میں واپس اپنے طبعی جسم میں لوٹ رہا ہوں۔ میں نے اپنا پورا زور لگایا برف کی طرح منجمد اعصاب کو حرکت دینے کی کوشش کی' لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا اور آخر میں بے ہوش ہو گیا۔

نام کتاب

عہد نبوی کی قرآ
تاریخ یورپ
تاریخ عصر قدیم
پاکستان کے
قدیم دنیا کی تا
ہینی بال کی عس
تاریخ کا مطا
فتح قسطنطنیہ
سیر دہلی
واقعات عا
ناقابل تسخیر
دنیا کا سب
تاریخ قیص
ہندوستان
تاریخ فرع
قدیم مص
حضرت
تاریخ ق
مسلمان

کتابیات

(1) THE PYRAMIDS BY VALERY UVAROV

(2) STAIRWAY TO HEAVEN BY ZECHARIA SITCHIN

(3) A SEARCH IN SECERET EGYPT,PAUL BRUNTON

(4) THE MESSAGE OF THE SPHINX,G.HANCOK

(5) BOGI EGYPTION ,E.A WALLIS-BUDGE

(6) LIST OF THE PYRAMIDS,WIKI PEDIA ON NET

(7) PYRAMID,FROM WIKIPE

(8) PYRAMIDS,OXFORD UNIVERSITY PRES

(9) 10 MOST AMAZING PARAMIDS OF THE WORLD

(10) 100 GREATEST WONDERS OF THE WORLD

(11) اختر احمد خان اہرام کے کرشمے

(12) اہرام مصر

(13) قدیم مصر

بک فورٹ ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز

نام کتاب	مصنف	قیمت
عہد نبوی کی قرآنی خواتین	مولانا اسلم زاہد	550/-
تاریخ یورپ	ڈاکٹر سعود الحسن خان روہیلہ	800/-
تاریخ عصر قدیم	مولانا عبدالحلیم شرر	400/-
پاکستان کے قلعے	ڈاکٹر محمد اقبال بھٹہ	600/-
قدیم دنیا کی تاریخ وتہذیب	ڈاکٹر سعود الحسن خان روہیلہ	350/-
ہنی بال کی عسکری مہمات	ترجمہ: شیخ ریاض احمد	350/-
تاریخ کا مطالعہ	باری علیگ	350/-
فتح قسطنطنیہ	بدرالدین احمد	200/-
سیر دہلی	خواجہ حسن نظامی دہلوی	200/-
واقعات عالم	عدنان رشید چودھری	350/-
ناقابل تسخیر ذہن انسانی	ترجمہ محمد صفدر	200/-
دنیا کا سب سے بڑا موجد	محمد سعید	270/-
تاریخ قیصران روم	ترجمہ: اخلاق احمد قادری	470/-
ہندوستان کے قدیم شہروں کی تاریخ	وسیم احمد سعید	325/-
تاریخ فرعون	خواجہ حسن نظامی	400/-
قدیم مصر	جے آر رائے	200/-
حضرت خالد بن ولیدؓ	ابوزید شلبی	260/-
تاریخ قدیم	ضیاءالدین اکمل	270/-
مسلمان شاہی خاندان	سٹینلے لین پول	280/-
(ہیروڈوٹس کا سفرنامہ)	ترجمہ: شیخ ریاض احمد	180/-

A STUD
HIST

انسانی تہذیب کے ابتدائی گہواروں کا تذکرہ

تاریخ کا مطالعہ

باری علیگ

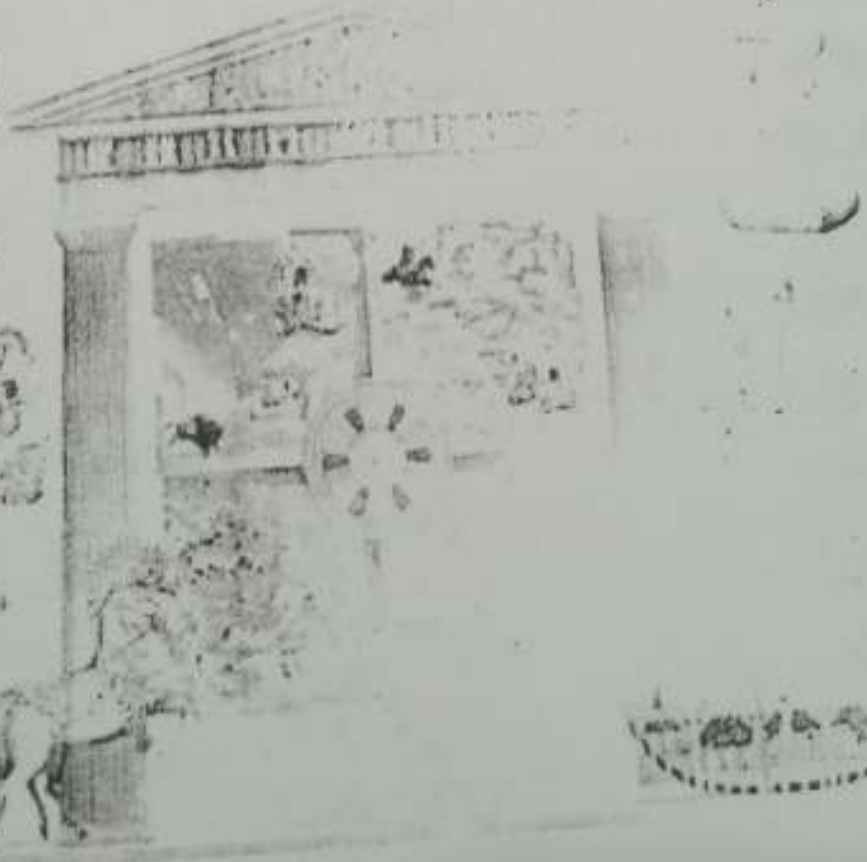

تاریخِ قدیم

طوفانِ نوح کے بعد تاریخِ عالم میں نمرود اور دیگر شہنشاہوں کا کردار

ضیاء الدین اکمل

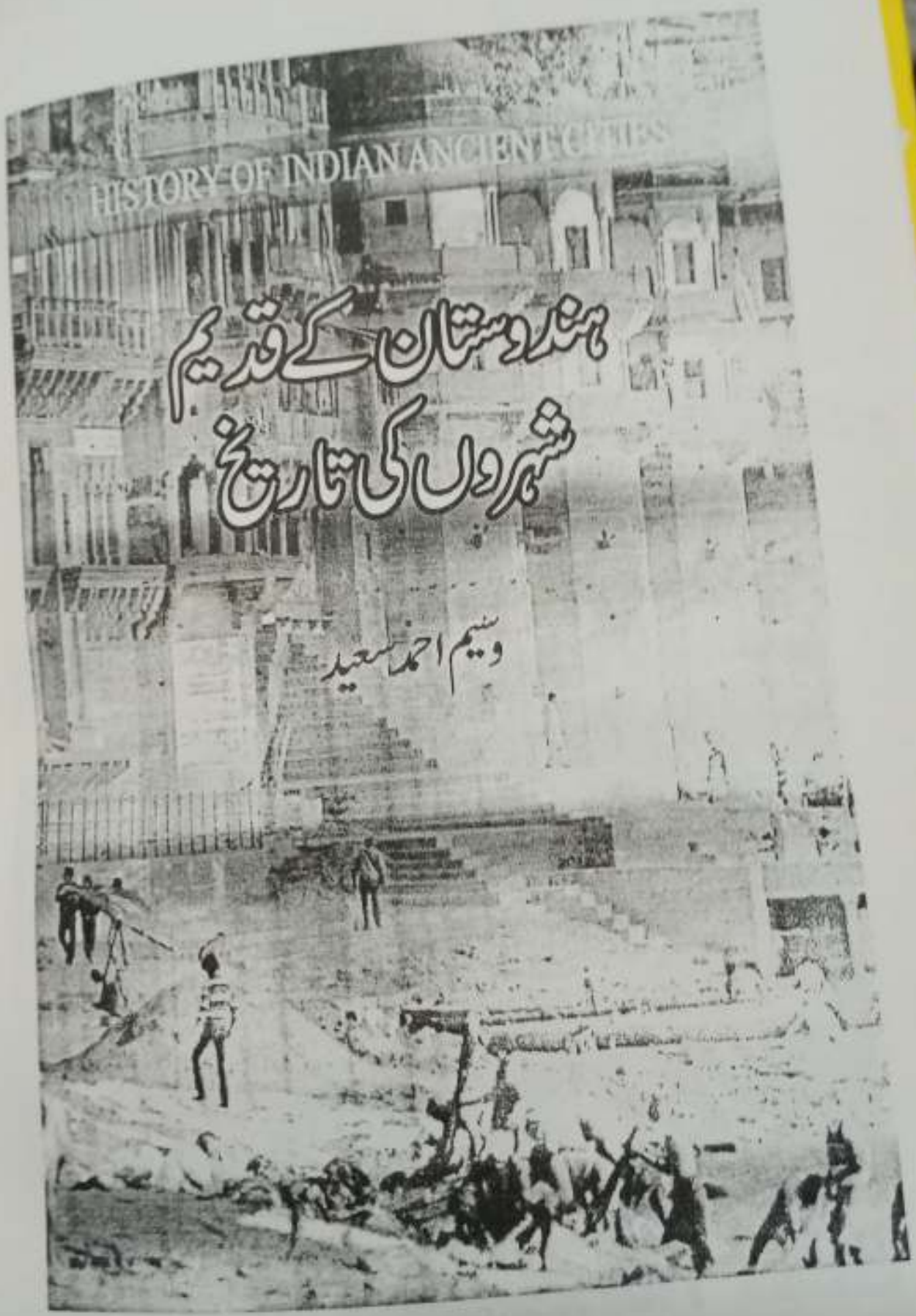
HISTORY OF INDIAN ANCIENT
ہندوستان کے قدیم
شہروں کی تاریخ
وسیم احمد سعید

بک فورٹ کی دیگر بیسٹ سیلر کتابیں

انقلاب آفریں شخصیات

مختصر سوانح حیات اور کارنامے

تالیف: محمد حنیف

مسلمان شاہی خاندانوں کے مکمل سلسلوں کے بارے میں لین پول کی کتاب کا ترجمہ

مسلمان شاہی خاندان

اسٹینلے لین پول

ترجمہ: محمد عبدالرحمن خان

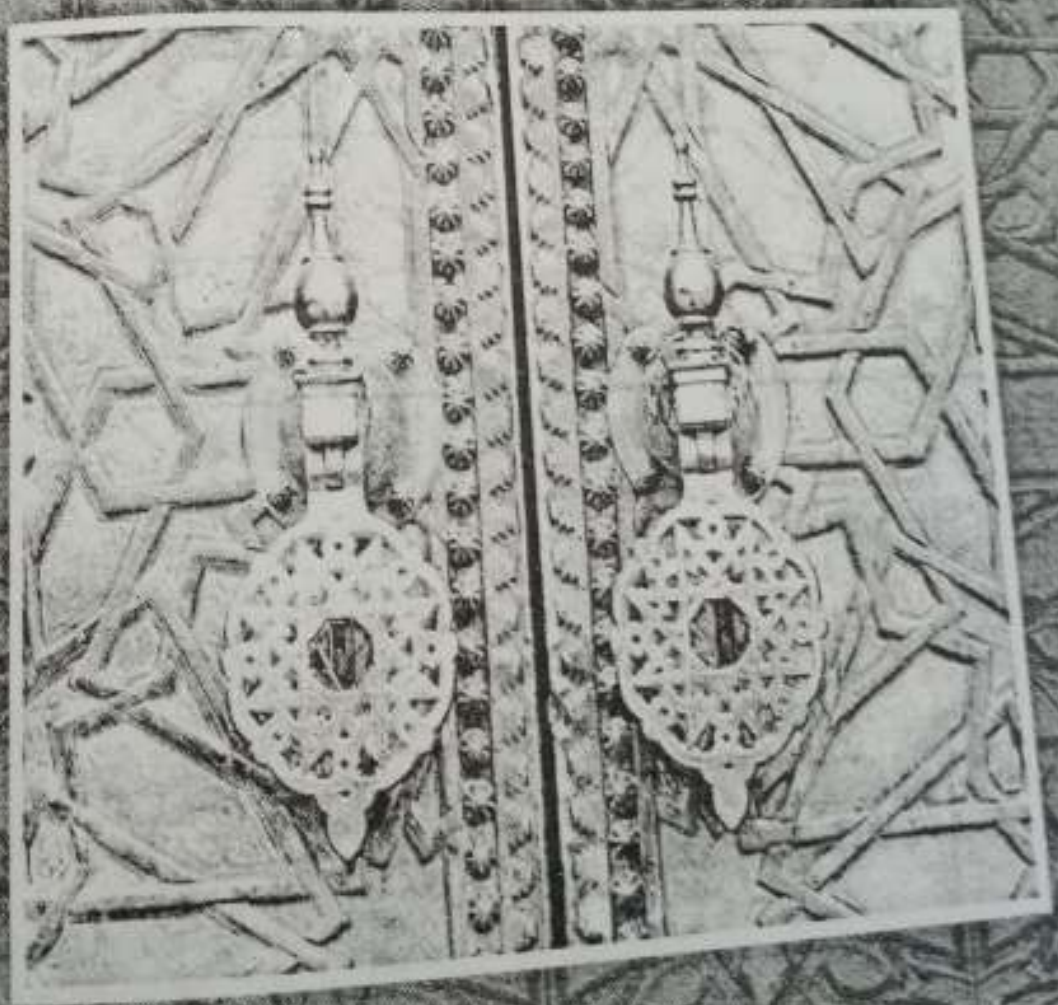

حضرت خالد بن ولیدؓ

رسول اکرم ﷺ کے معتمد ترین صحابی کی زندگی کا ایمان افروز تذکرہ

ابوزید شلبی

ترجمہ: عبدالسبوح قاسمی

WE THE HUMANS

ہم انسان

سائنس، ٹیکنالوجی، مابعد جدیدیت

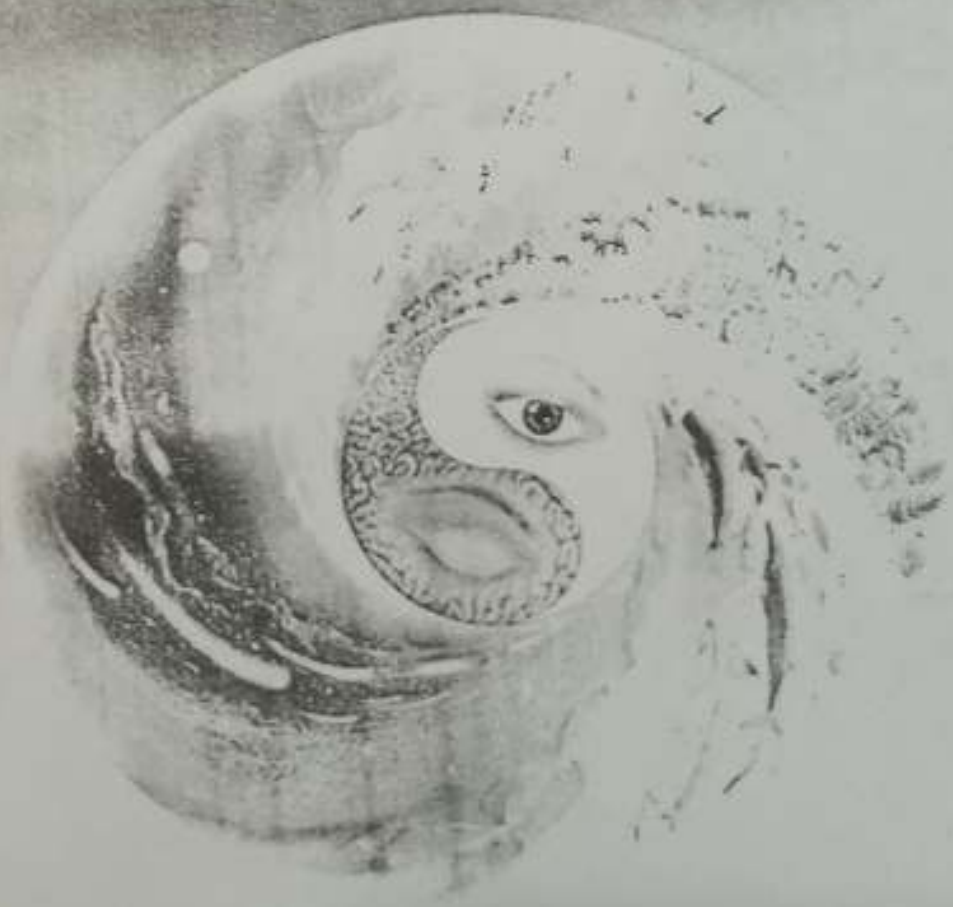

تاریخ واسرار اہرام عالم

پچاس صدیوں سے غزہ میں کھڑے تین عظیم اہرام نوع انسانی کو شوق وتجسس سے للچا رہے ہیں کہ کوئی انسان تو ہمارا راز پالے مگر نوع انسانی کے بڑے بڑے محقق چکرا کر رہ گئے پھر بھی وقت کو شکست دینے والی ان عمارتوں کا راز نہ جان سکے۔ آج کل کمپیوٹر کا زمانہ ہے مشکل سے مشکل گتھیاں کمپیوٹر بڑی سرعت سے سلجھا دیتے ہیں۔ مگر اہرام ہائے مصر کی گتھیاں سلجھانے میں یہ جدید ذرائع بھی ناکام رہے ہیں۔ آج تک کوئی انسان بھی غزہ کے عظیم اہرام کے متعلق وثوق سے نہیں بتا سکا کہ کیا یہ ایک شاہی مقبرہ ہے؟ یا پھر قدیم مصری خزانے کو محفوظ کرنے کی عمارت۔ نہ ہی ان عمارتوں میں چھپے ہوئے رازوں کو کوئی جان سکا ہے۔ ان عظیم عمارتوں میں پوشیدہ فلکیاتی بھیدوں کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے کہ کیا یہ دنیا کی اولین فلکیاتی رصدگاہ ہے یا کچھ اور؟ کچھ مفکرین کا خیال ہے کہ شاید یہ ٹھوس پتھروں پر لکھی گئی بائبل ہے یا ہم اسے قدیم تہذیب انسانی کا ایک زندہ جاوید سنگ میل کہہ سکتے ہیں۔ آج تک گذشتہ پانچ ہزار سال سے یہ تاریخ انسانی کا سب سے بڑا معمہ ہے جسے پوری نوع انسانی مل کر بھی حل نہیں کر سکی۔

اہرام مصر کے علاوہ اخلاق احمد قادری صاحب نے اس کتاب میں اہرام ہائے چین، اہرام ہائے میکسیکو اور دیگر اہرام عالم کے اسرار پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

اردو زبان میں اہرام ہائے عالم پر یہ پہلی تحقیقی کتاب ہے جس میں تاریخ واسرار ہائے اہرام عالم کو مصدقہ طور پر بیان کیا گیا ہے۔ **ادارہ**

BF
بک فورٹ
ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز
فون: 03004931320

Design
0333-4349801